الناشر

ناظر دعوت و تبلیغ۔ صدر انجمن احمدیہ۔ قادیان
(پنجاب)

فہرست مضامین

گئے ہیں۔ میرے لئے بھی نئے ہیں۔ مجھے کامل یقین ہے کہ اس سے دو توحید پرست قوموں میں اتحاد پیدا ہوگا اور باہمی غلط فہمیاں جو ناپسندیدہ لوگوں نے جو ہمارے دشمن ہیں پھیلائی ہیں، دور ہوں گی۔

میں آپ کی یاد آوری اور اس نہایت عمدہ کتاب کے بھجوانے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

پرنسپل صاحب موصوف نے ازراہِ مہربانی کتاب کے مسودہ کے چیدہ چیدہ مقامات کو ملاحظہ کر کے حوالہ جات کی درستی فرمائی ہے۔ جس کے لئے ہم اُن کے ممنون ہیں۔

چونکہ تاحال پنجاب میں اُردو زبان کا عام رواج ہے اور پُرانا تعلیم یافتہ طبقہ اسی زبان میں لٹریچر کو مطالعہ کرنے کا شوق رکھتا ہے اس لئے ایک مشہور سکھ لیڈر کی خواہش کے احترام میں "جونویں بھُل" گورمکھی کا اُردو ترجمہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

ترجمہ کرتے ہوئے بعض ضروری تبدیلیاں اور اضافے گورمکھی کتاب میں کر دیئے گئے ہیں۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو اہل ملک کے لئے مفید بنائے اور اس کے ذریعہ سے سکھوں اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات میں محبت اور اتحاد کی چاشنی پیدا ہو۔

خاکسار

مرزا وسیم احمد

ناظر دعوۃ و تبلیغ سلسلۂ احمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

دیباچہ

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ ملک وقوم کی روحانی وجسمانی ترقیات میں صلح واتحاد کا بہت بڑا دخل ہے۔ اتحاد کے بغیر کوئی قوم چند قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔ دنیا کی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ جن اقوام نے اختلاف کو اپنایا اور پھوٹ سے پیار کیا۔ وہ ترقی کے میدان میں بہت پیچھے رہ گئیں۔ اسی لئے گورمت اور اسلام نے صلح واتحاد پر بہت زور دیا ہے اور اختلاف اور پھوٹ کے نقصانات بتا کر اس کی پرزور مذمت کی ہے۔ ؎

مِلبے کی مہماں برن نہ ساکوں نانک پرے پریلا۔

(گوجری محلہ ۵)

یعنی میں ملاپ اور اتحاد کی تعریف بیان نہیں کر سکتا۔ یہ دور سے دور اور بلند سے بلند ہے۔

باہمی جھگڑوں کے نقصانات بھی گورو گرنتھ صاحب میں نہایت عمدگی سے بیان

کئے گئے ہیں جیسا کہ لکھا ہے :۔

جھگڑا کردیاں ان دن گزرے سبھ نہ کرے ویچار
سدھ مت کرتے ہر لئی بولن سبھ وکار
(وار بہاگڑا۔ سلوک محلہ ۳ صفحہ ۵۴۹)

یعنی جن لوگوں کا دن رات جھگڑوں میں گزرتا ہے اور وہ خدا کی باتوں پر دھیان نہیں دیتے۔ ان کی عقل و ہوش خدا نے چھین لی ہے اور وہ بیکار باتیں کرتے رہتے ہیں۔

قرآن شریف میں صلح کے متعلق یہ تعلیم دی گئی ہے کہ الصلح خیرٌ یعنی صلح سب سے اچھی چیز ہے۔ اسی طرح اختلاف کے متعلق فرمایا گیا ہے :۔

جھگڑے بکھیڑے اور اختلاف سے ہمیشہ بچتے رہو نہیں تو تمھاری ہوا اُکھڑ جائے گی اور تم سست ہو جاؤ گے۔ پس صبر اور استقلال سے کام لیتے رہو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جماعت احمدیہ اور اتحاد

جماعت احمدیہ کوئی سیاسی پارٹی نہیں ہے۔ نہ اس کا کوئی الگ سیاسی پروگرام ہے۔ یہ ایک خالص مذہبی جماعت ہے اس کا نصب العین ساری دنیا میں محبت اور پیار کے ساتھ سچے مذہب کی تبلیغ اور پرچار کرنا ہے۔ اس جماعت کی گزشتہ ستر سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اس نے مذہب کی اشاعت اور روحانیت کے پرچار کے ساتھ ساتھ صلح و اتحاد کا پیغام بھی اپنے پروگرام میں رکھا۔ ہمارے نزدیک بھارت کے ہندو۔ مسلمان۔ سکھ اور عیسائی وغیرہ فرقوں میں اب تک جس قدر جھگڑے فساد اور کشت و خون وقتاً فوقتاً ہوتے رہے ہیں ان کی سب سے بڑی وجہ مذہبی اختلافات اور تعصب ہی تھا۔ جماعت احمدیہ کے بانی

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اسکے متعلق اپنے خیالات اس طرح تحریر فرمائے ہیں :-

"مجھے ان صاحبوں سے اتفاق رائے نہیں ہے جو کہتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں کی باہمی عداوت اور نفاق کا باعث مذہبی تنازعات نہیں ہیں۔ اصل تنازعات پولیٹیکل ہیں ...... اس کا باعث دراصل مذہب ہی ہے اس کے سوا کچھ نہیں"۔

(پیغام صلح صفحہ ۲۸)

سنہ ۱۹۴۷ء میں ملک کی تقسیم کے وقت بھارت اور پاکستان میں جو کچھ ہوا اور جس طرح ایک دوسرے نے عورتوں۔ بچّوں۔ بوڑھوں اور جوانوں کا اندھا دھند خون بہایا اور لوٹ کھسوٹ میں حصّہ لیا اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس کشت و خون میں ایک دوسرے کے ہاتھ سے بشیمار ایسے انسان بھی مارے گئے جن کا آپس میں کوئی سیاسی یا ذاتی اختلاف نہ تھا۔ بلکہ صرف مذہبی خیالات میں اختلاف تھا۔ یہ کشت و خون اس بات کا ثبوت ہے کہ بھارت کے متفرق لوگوں اور مختلف قوموں کے سارے جھگڑوں کی بڑی وجہ مذہبی اختلافات ہی ہے۔ یہ درست ہے کہ دنیا کا کوئی سچّا مذہب فتنہ و فساد اور کشت و خون کی تعلیم نہیں دیتا اور فتنہ و فساد دراصل مذہب کے غلط استعمال کا نتیجہ ہے۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ براعظم ہندو پاکستان میں آج کل اکثر فسادات مذہب کے نام پر ہی ہو رہے ہیں۔

یہاں پر یہ ذکر کر دینا مناسب ہے کہ گزشتہ فسادات میں جہاں مدبّرین قوم۔ مذہبی مہاپرش اور گورمکھ اور ایمان کے دعویدار مذہبی جنون کی رو میں بہہ گئے اور

انھوں نے "ہر ہر مہادیو" "بندے ماترم" "ست سری اکال" اور "اللہ اکبر" کے نعرے بلند کرتے ہوئے اندھا دھند خون بہایا اور اس کو مذہب، ملک اور قوم کی ایک بڑی خدمت سمجھا وہاں جماعت احمدیہ نے اپنی روایتی رواداری اور محبت کا ثبوت دیا اور ان فسادات میں ان کے ہاتھ بیگناہ اور معصوم انسانوں کے خون سے صاف ہیے چنانچہ اخبار "اسٹیٹسمین" نے اپنے پرچہ مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۴۷ء میں یوں لکھا کہ:۔

"Non-muslims testify that the Ahmadi-yyas did not soil their hands by taking part in the disturbances".

یعنی غیر مسلم شہادت دیتے ہیں کہ احمدیوں نے فسادات میں حصہ لے کر اپنے ہاتھ آلودہ نہیں کئے۔

اگر کبھی فساد کی آگ بھڑک اٹھے اور لوگ اس رو میں بہہ جائیں تو ایسے وقت کے لئے حضرت بانی جماعت احمدیہؑ نے ان الفاظ میں تعلیم دی ہے:۔

"ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی ہے اور یہ نہیں اٹھتا کہ آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کو چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے" (سراج منیر صفحہ ۲۴)

حضرت مرزا صاحبؑ کی اس پاکیزہ تعلیم کی بنا پر ہی ۱۹۴۷ء کے فسادات کے وقت احمدیوں نے کئی جگہوں پر اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر غیر مسلم بھائیوں کی مدد کی اور ان کے جان و مال کو محفوظ کیا۔ چونکہ جماعتِ احمدیہ کے نزدیک ہمارے ملک میں بسنے والوں کے اکثر اختلافات مذہبی تعصب کی بنا پر ہیں۔ اس لئے ملک کی مختلف قوموں میں باہمی اتحاد و اتفاق کی بنیاد بھی مذہب کی اعلیٰ تعلیم پر رکھی جانی ضروری ہے اور جماعت احمدیہ اسی کے لئے کوشاں ہے چنانچہ اس نے تمام قائم شدہ مذاہب کے پیشواؤں کی عزت و تکریم اور ان کو سچا اور برحق سمجھنے کی تعلیم دی ہے اور اس صلح کل تعلیم کو عمل میں لانے کے لئے تمام دنیا میں مقررہ دنوں میں پیشوایانِ مذاہب کے جلسوں کا انعقاد جماعت کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ جن میں ایک ہی اسٹیج پر مختلف مذاہب کے پیرو ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کی تعریف اور مضامین اپنے قیمتی خیالات بیان کرتے ہیں اور اس طرح باہمی محبت و اتحاد کے قیام میں مدد ملتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ہر رسولے آفتابِ صدق بود
ہر رسولے بود مہر انورے

یعنی ہر پیغمبر اور گورو سچائی کا ایک سورج ہے۔

گورمت نے بھی اس کے متعلق یہ تعلیم دی ہے:۔

کبیر پونگرا رام اللہ کا سب گور پیر ہمارے

(سلوک کبیر)

اس کے علاوہ تمام دنیا میں آباد احمدی مسلمان اپنی پرائیویٹ مجلسوں میں بھی مختلف

مذاہب کے اوتاروں اور نبیوں کے ساتھ عقیدت کا اظہار کرتے رہتے ہیں اور یہ آواز ہر احمدی کے دل سے بلند ہوتی ہے :۔

سری کرشن ساڈا تے ہے رام ساڈا
مسلم اسیں ہاں تے اسلام ساڈا
نانک توں صدقے تے عیسیٰ توں واری
ایہو احمدیت دا پیغام ساڈا
پنڈ پنڈ تے گھر گھر ایہہ ڈگی پٹا دے
سکھ ہندو مسلم نوں پریمی بنا دے

تواریخ اور اتحاد

صحیح تاریخ قوم کی جان ہے یہ ایک مستقل اور پائیدار سچائی ہے۔ اس کو کسی وقت بھی جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ وہ قومیں جو اپنی تاریخ کی حفاظت نہیں کرتیں وہ اپنے آئندہ سدھار اور اصلاح کی طاقت نہیں پاتیں کیونکہ مستقبل کی اصلاح اور ترقی کے لئے ماضی کے واقعات سے واقف ہونا نہایت ضروری ہے۔ گزشتہ بزرگوں اور مہاپرشوں کی زندگی کے واقعات اور کارنامے قوم کی زندگی کے مشکل سفر کو آسان کر دیتے ہیں۔ دراصل تاریخ روشنی کا ایک چمکتا ہوا مینار ہے اس کے ذریعہ انسان انفرادی اور جماعتی طور پر بہت ترقی اور سربلندی حاصل کر سکتا ہے چنانچہ گوربانی کہتی ہے :۔

بابانیاں کہانیاں پُت سپت کریں
(وار رام کلی محلہ ۳)

یعنی اچھی نسلیں اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ کو دہراتی رہتی ہیں۔

بیشک تاریخ ایک روشن مینار ہے جس کے ذریعہ انسان صدیوں پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے حالات کا آسانی سے پتہ لگا لیتا ہے اور ان کے ذریعہ اپنی آئندہ زندگی سنوار سکتا ہے لیکن تاریخ کے غلط اور فرضی واقعات جو قوموں میں منافرت اور اشتعال پیدا کرنے کے لئے لکھے گئے ہوں ملک اور قوم کے لئے ایک زہر قاتل ہیں۔

ہمارے بھارت میں ہندو مسلم سکھ منافرت کی آندھی جو وقتاً فوقتاً چلتی رہی ہے اور اب بھی کبھی کبھی چلنے لگتی ہے اس کی ایک بڑی وجہ غلط اتہاس ہی ہے۔ انگریزی عہدِ حکومت میں بھارت نواسیوں کو جو اتہاس پڑھایا گیا اس میں جان بوجھ کر بیشمار ایسے فرضی واقعات شامل کئے گئے جو ہمارے لئے ایک دوسرے سے دوری اور نفرت کا موجب ہیں۔

جن دنوں لنڈن میں گول میز کانفرنس ہو رہی تھی اس وقت ایک مشہور لیڈر مولانا محمد علی صاحب (جو مولانا شوکت علی کے بھائی تھے) نے ایک اجلاس میں یہ کہا تھا کہ ہمارے دیش بھارت میں منافرت اور پھوٹ اس اتہاس کی پیداوار ہے جو انگریزوں نے اپنی نیتی یا سیاست کو فروغ دینے کے لئے تیار کرایا ہے اور ہندوستانی بچوں کو سکولوں اور کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ اس نے ملک کی مختلف قوموں میں بغض و عناد اور دشمنی میں بہت اضافہ کیا ہے۔ اگر اس غلط اور فرضی واقعات سے پُر تاریخ کو پسِ پشت ڈال دیا جائے تو بھارت کی مختلف قوموں کی باہمی منافرت بہت جلد اتحاد و صلح میں تبدیل ہو سکتی ہے۔

اس بات سے کسی سمجھدار اور صاحب علم شخص کو انکار نہیں ہو سکتا کہ انگریزوں نے اپنے عہدِ حکومت میں جو اتہاس تیار کروایا اس میں تاریخی حقائق و درست واقعات

لکھنے کی بجائے اپنی سیاسی ضرورتوں کو مدنظر رکھا اور غلط اور فرضی واقعات سے بھرا ہوا اتہاس تیار کرایا گیا۔ اس کی اصل غرض یہ تھی کہ وہ بھارتیوں کے دلوں میں بھارتی راجوں، مہاراجوں اور بادشاہوں کے متعلق نفرت اور انگریز حکمرانوں کے متعلق جذباتِ محبت واحترام پیدا کرنے کے خواہش مند تھے اور یہ طریقہ انھوں نے اسی لئے اختیار کیا تھا۔ ایک سکھ ودوان نے اس کے متعلق یوں لکھا ہے:۔

"انگریز مصنفوں کی یہ سیاسی چال رہی ہے کہ ہندوستانی بادشاہوں، راجوں یا نوابوں کو بُری شکل میں پیش کیا جائے۔ تاکہ لوگ ان سے نفرت کریں اور انگریزی حکومت کو ترجیح دیں"

(اتہاسک لیکچر، راج صفحہ ۳۱۶)

سکھ مورخ خوب جانتے ہیں کہ انگریزوں نے ان کی تواریخ پر اثر ڈالنے کے لئے کتنا دباؤ ڈالا چنانچہ ایک ودوان نے اس کے متعلق لکھا ہے:۔

"ایسٹ انڈیا کمپنی اور سب سڈی ایری سسٹم کے ماتحت سکھ سرداروں نے سیاسی زمانہ کی ضرورت کے مطابق سکھ اتہاس تیار کروایا جو سکھوں میں رائج ہو گیا جاہل سکھوں نے اس اتہاس کو مستند مان لیا"

(سکھ اتہاس وانشٹ کیوں ہویا؟ صفحہ ۴۴)

سکھ اور مسلمان بھارت کی دو بہادر اور دلیر قومیں ہیں ان دونوں کا آپس میں اتحاد انگریزی حکومت کی جڑوں کو جلدی کھوکھلا کرنے کا موجب بن سکتا تھا۔ چنانچہ انگریزوں نے سکھ لٹریچر میں سکھ مسلم نفرت کی اشاعت کو خاص طور پر مدنظر رکھا اور ایسی ساکھیاں اور غلط واقعات سکھوں اور مسلمانوں کی تواریخ میں درج کروائے جو ان دونوں قوموں

کو کبھی بھی ایک دوسرے کے قریب نہ ہونے دیں۔ ہم اس وقت ان فرضی واقعات یا ساکھیوں کے متعلق کوئی خیال ظاہر کرنا نہیں چاہتے بلکہ صرف اتنا ہی کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ناظرین خود ہی غور فرمائیں کہ جو تاریخی کتب انگریزوں نے اپنی سیاسی ضرورت کے ماتحت تیار کروائیں وہ کیسی ہوں گی۔ اگر سکھوں اور مسلمانوں کی تاریخ میں ایسے واقعات درج نہ ہوتے جو ان دو قوموں کو ایک دوسرے سے دور لے جانے کا موجب بنتے تو سکھ مسلم اتحاد کو کوئی بھی نفرت اور دشمنی میں بدلنے پر قادر نہ ہو سکتا تھا۔

انگریزوں نے سکھ لٹریچر میں گورو گوبند سنگھ صاحب کو مسلمانوں کا دشمن ثابت کرنیکے لئے ان کی زبانی یہاں تک کہلوا دیا کہ :۔

"Mohammadans are my enemies. I have lifted up my sword to kill them. Those who are theirs not mine and those who are mine not theirs"

(Sakhi Book P. 85 by S Attar Singh)

ترجمہ :۔ مسلمان میرے دشمن ہیں۔ میں نے انھیں مارنے کے لئے تلوار اٹھائی ہے جو ان کے (دوست) ہیں وہ میرے نہیں اور جو میرے (دوست) ہیں وہ ان کے نہیں۔

(ساکھی کی کتاب صہ ۸۵ مصنفہ سردار عطر سنگھ)

ناظرین غور فرمائیں کہ وہ گورو گوبند سنگھ صاحب جن کا اپدیش یہ تھا کہ :۔

جاتے چھوٹ گیو بھرم اُر کا　　　تیہہ آگے ہندو کیا ترکا

(دسم گرنتھ صہ ۱۲۱)

یعنی جس نے غیرت کا پردہ چاک کر دیا اس کے آگے ہندو اور مسلمان یکساں ہیں۔

اور :-

ہندو آو ترک کو و رافضی امام شافعی

مانس کی جات سے ایکے پہچان لو

(دسم گرنتھ ص ۱۷)

یعنی ہندو مسلمان رافضی امام شافعی سب انسان کی ذات میں ہیں۔ انھیں ایک ہی سمجھنا چاہیئے۔

وہ اپنے عقیدت مندوں کو سارے ہی مسلمانوں کے خلاف ایسی نفرت انگیز تعلیم کیونکر دے سکتے تھے؛ صاف ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ سیاسی ضرورت کے مطابق اور سکھ مسلم نفاق کو بڑھانے کے لئے کیا گیا ہے۔

تاریخی اصلاح کی ضرورت

آج ہمارا پیارا دیش آزاد ہو چکا ہے اور ہمارے ملک پر اپنے رہنما اور لیڈر حکومت کر رہے ہیں۔ ہمارے دیش کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہم اپنے اتہاس کا سدھار کریں اور وہ سب واقعات اور ساکھیاں اپنے اتہاس سے باہر نکال دیں جو ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف جذبۂ نفرت پیدا کرنے کا موجب بن رہی ہیں۔ اگر آج سے صدیوں پہلے کسی ظالم نے ظلم کیا تھا تو آج ظالم اور مظلوم دونوں ہی اس دنیا میں نہیں ہیں۔ ہم ان اتہاسوں اور فرضی واقعات کو کیوں دہرائیں؟ ایک بھارتی ودوان نے اس کے متعلق کیسے اچھے اور قابلِ قدر خیالات ظاہر کئے ہیں:-

"وہ اتہاس نہ پڑھو جو تمہارے دلوں میں دوسروں کے لئے نفرت پیدا
کرتا ہے وہ یادداشت بھلا دو۔ اُن کہانیوں کو بھلا دو جو دشمنی کو تازہ رکھتی
ہیں اور جو تمہارے ہمسایوں کو تمہارے دشمن بناتی ہیں"۔

(پریت لڑی۔ اگست ۱۹۳۰ء)

"تاریخ شاہد ہے کہ ہر ایک قوم میں اچھے اور بُرے لوگ ہوئے ہیں۔ اگر ہندو بھائی
سری رام چندر جی اور یوگی راج سری کرشن کی ذات گرامی پر فخر کرتے ہیں تو راون، کنس وغیرہ
دشٹ بھی اسی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ اگر سکھوں کو گورو ارجن صاحب اور گورو تیغ بہادر
صاحب کے صبر و تحمل پر ناز ہے تو پرتھی چند اور دھیر مل وغیرہ بھی گورو گھر میں ہی پیدا ہوئے
تھے۔ اسی طرح مسلمانوں میں بھلے اور بُرے لوگ ہوئے ہیں۔ اگر حضرت امام حسینؑ جیسے
قربانی کے مجسمے اسلام میں پیدا ہوئے تو یزید جیسے سنگدل پاپی بھی مسلمانوں میں ہی سے
تھے۔ سو ہمارے کام کسی کی بھلائی یا بُرائی نہیں آسکتی۔ ہمارے اپنے اعمال ہی ہمارے کام
آئیں گے۔ ہم گزر چکے واقعات سے اچھے اور بُرے رجحانات ضرور لے سکتے ہیں۔

ہماری عقلمندی اسی میں ہے کہ ہم اپنے آزاد بھارت میں کتب تاریخ پر نئے سرے
سے غور کریں اور گورو بابا نانک صاحب کے بیان کئے ہوئے اس سنہری اصول کو اپنا
ماٹو بنائیں کہ:۔

"سانجھ کریجے گناں کیری چھوڈ اوگن چلیئے" (سوہی محلہ ۱)

یعنی ہمیں چاہئے کہ دوسروں کی اچھی صفات کو مدنظر رکھ کر اتحاد قائم کریں
اور ان کی برائیوں کی طرف نظر نہ ڈالیں۔

بابا صاحب کے مندرجہ بالا سنہری اصول کو اپنانے سے ہم ایک دوسرے کے

قریب ہو سکتے ہیں کیونکہ نقائص اور کمزوریوں سے پاک تو دنیا کی کوئی بھی شخصیت یا قوم نہیں ہو سکتی سوائے پروردگار کے۔ آج ہم کو ایسے پروگرام کی ضرورت ہے جس سے ہم خود بھی امن اور چین سے رہ سکیں اور اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی امن اور شانتی کے ساتھ رہنے کا موقع دے سکیں۔ موجودہ غلط اتہاس ہمارے ملک کی ترقی میں ایک زبردست روک ہے۔ ہمارے دلوں سے نفرت کو دور کرنے کے لئے غلط اور فرضی واقعات سے پاک اتہاس کی اشد ضرورت ہے۔ ایک ودوان کا قول ہے :۔

"لوگوں کو سوراج مل رہا ہے وہ پروگرام چاہتے ہیں۔ وہ پانچ سو برس گزرے ہوئے کسی مسلم بادشاہ کے ظلموں کو یاد کر کے اپنے مسلمان ساتھیوں سے منہ نہیں موڑ سکتے۔"

(پریت لڑی دسمبر ۱۹۴۵ء)

الغرض ہم کو اپنے غلط اور من گھڑت واقعات سے بھرپور اتہاس سے خلاصی پانے کے لئے ایسے اتہاس کی ضرورت ہے جس کی بنیاد "سانجھ کریجے گناں کیری چھوڑ اوگن چلیئے" کے سنہری اصول پر ہو۔ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا صاحب کا اس کے متعلق یہ ارشاد ہمارے کام آسکتا ہے :۔

"ہم اس بات کو بھی افسوس کے ساتھ لکھنا چاہتے ہیں کہ جو اسلامی بادشاہوں کے وقت میں سکھ صاحبوں سے اسلامی حکومت نے کچھ نزاعیں کیں یا لڑائیاں ہوئیں تو یہ تمام باتیں درحقیقت دنیوی امور تھے اور نفسانیت کے تقاضے سے ان کی ترقی ہوئی تھی اور دنیا پرستی نے ایسی نزاعوں کو باہم بہت بڑھا دیا تھا مگر دنیا پرستوں پر افسوس کا مقام نہیں ہوتا بلکہ تاریخ

بہت سی شہادتیں پیش کرتی ہے کہ ہر ایک مذہب کے لوگوں میں یہ نمونے موجود ہیں کہ راج اور بادشاہت کی حالت میں بھائی کو بھائی نے اور بیٹے نے باپ کو اور باپ نے بیٹے کو قتل کر دیا۔ ایسے لوگوں کو مذہب اور دیانت اور آخرت کی پرواہ نہیں ہوتی .... ہر ایک فریق کے نیک دل اور شریف آدمی کو چاہیے کہ خود غرض بادشاہوں اور راجاؤں کے قصوں کو درمیان میں لاکر خواہ مخواہ ان کے کینوں سے جو محض نفسانی اغراض پر مشتمل تھے آپ حصہ نہ لے۔ وہ ایک قوم تھی جو گزر گئی۔ ان کے اعمال ان کے لئے اور ہمارے اعمال ہمارے لئے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنی کھیتی میں ان کے کانٹوں کو نہ بوئیں اور اپنے دلوں کو محض اس وجہ سے خراب کریں کہ ہم سے پہلے بعض ہماری قوم میں سے ایسا کر چکے ہیں "

(ست بچن صفحہ ۱۰۶)

الغرض اگر گزشتہ زمانے میں کسی ظالم نے کسی پر کوئی ظلم کیا ہے تو اس ظلم کو سامنے رکھ کر ایک دوسرے کو کوسنا کوئی قابلِ عزت بات نہیں۔ اسی لئے گوربانی کہتی ہے :۔

اکھر کرے سو اکھر پائے اک گھڑی مہت نہ لگے۔

(آسا محلہ ۵)

یعنی جو کرتا ہے وہی بھرتا ہے۔ اس میں ذرا بھی دیر نہیں لگتی۔

سو ہمارے لئے یہی بات مناسب اور مفید ہے کہ ہم تواریخ میں سے اچھی اچھی اور عمدہ عمدہ باتیں جمع کر کے اتہاس تیار کریں جو ہمارے دلوں میں پریم و محبت پیدا کر کے ہم کو

درج ہیں کہ ان کو اکٹھا کرنے سے ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے محبت اور پیار پیدا ہو سکتا ہے سکھ تواریخ کے یہ پُر محبت اور روح پرور واقعات بتاتے ہیں کہ سکھ گورو صاحبان اور مسلمان بزرگوں کے باہمی تعلقات حد درجہ محبت اور پیار کے تھے اور وہ ایک دوسرے سے دلی احترام سے پیش آتے تھے۔ ہم نے اس مختصر رسالہ میں ان محبّت اور پریم سے بھرے ہوئے واقعات کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے اس کا نام "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" رکھا ہے۔

اس جگہ ہم یہ بات ظاہر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ بھارت نواسی احمدی مسلمان سچے دل سے بھارت کی سب قوموں ہندو مسلم سکھ اور عیسائی اور حکومت و رعایا کے درمیان اتحاد چاہتے ہیں اور وقتاً فوقتاً ایسا لٹریچر شائع کرتے رہتے ہیں جو ان سب کو متحد کر سکے۔ یہ رسالہ چونکہ صرف سکھ صاحبان کے لئے پنجابی میں شائع کیا گیا ہے جس کا اُردو ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے اس لئے اس میں صرف سکھ مسلم اتحاد کے موضوع پر لکھا گیا ہے۔ اس سے پہلے ہندو مسلم اتحاد پر اُردو اور ہندی میں حضرت مرزا صاحبؑ بانیٔ جماعت احمدیہ کا رسالہ "پیغام صلح" شائع کیا جا چکا ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ ہمارے ملک بھارت کی ترقی سارے دیش نواسیوں کے باہمی اتحاد و صلح اور حکومت اور رعایا کے باہمی تعاون پر منحصر ہے۔ اگر ہم اس میں کامیاب ہو گئے تو وہ دن دُور نہیں جب ہمارا ملک آزاد دُنیا میں عزّت اور احترام کا بہت اونچا مقام حاصل کرے گا اور اس کی اقتصادی سماجی اور سیاسی مشکلات دُور ہو جائیں گی۔ خدا سے دُعا ہے کہ وہ دن جلد آئے آمین۔

ملک و قوم کا خیر اندیش

ناظر دعوۃ و تبلیغ جماعت احمدیہ قادیان

مورخہ یکم فروری [illegible]

سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ

مسلمان اور گورو بابا نانک صاحب

سکھ صاحبان گورو بابا نانک صاحبؒ کو اپنا پہلا گورو اور سکھ دھرم کا بانی سمجھ کر آپ کی عزّت کرتے ہیں۔ ہم مسلمان اور خاص کر احمدیہ فرقہ کے مسلمان آپ کو اپنا ایک مقدس بزرگ اور اللہ کا پیارا سمجھ کر آپ سے پیار کرتے ہیں اور آپ کی عزّت کرنے کو اپنا ایک مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ ایک سکھ عالم کا قول ہے:۔

"مسلمان اور خاصکر احمدی مسلمان گورو نانک کو کامل مرشد مانتے ہیں"۔

(سنت سپاہی مارچ سنہ ۱۹۵۰ء)

ایک اور سکھ دوست لکھتے ہیں:۔

"احمدی فرقہ وہ مسلمان ہیں جن کا مرکز قادیان (مشرقی پنجاب) ہے۔ یہ مسلمان جہاں حضرت محمد صاحب اور قرآن شریف کی تعلیم کو مانتے ہیں وہاں دوسرے مذاہب اور فرقوں کے بندوں کو بھی خدا کا ہی روپ سمجھتے ہیں اور ان کے مذہبی رہنماؤں کی عزّت کرتے ہیں۔ ان میں گورو نانک صاحب اور گورو گرنتھ صاحب کی بھی بڑی عزّت ہے"۔

(قومی سندیش)

بھائی موہن سنگھ صاحب ویدیہ ترن تارن نے آج سے ساٹھ[1] برس پیشتر حضرت مرزا صاحب[2] بانی سلسلہ احمدیہ کی کتاب "ست بچن" کے متعلق اپنے خیالات یوں ظاہر کئے تھے۔

"مرزا صاحب قادیانی نے ایک "ست بچن" بھی پچھلے دنوں بنائی تھی جس میں انھوں نے شری گورو نانک صاحب کو پیروں میں سے پیر اولیاؤں میں سے اولیا ...... بتا کر تعریف کی تھی"

(من مت پرہار حصہ ۴ صفحہ ۵)

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ہم احمدی مسلمانوں کے دلوں میں سری بابا نانک صاحب کی محبت اور عزّت کا جذبہ بڑھا دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آج تمام دنیا کے احمدی مسلمان بابا صاحب کی عزّت کرنا اپنے عقیدہ کا ایک ضروری جزو یقین کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے بابا صاحب کے احترام کے متعلق ہم احمدی مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے :۔

بود نانک عارفِ مردِ خُدا
رازہائے معرفت را راہ کُشا

(ست بچن صفحہ ۳)

یعنی بابا صاحب معرفتِ الہٰی کا خزانہ تھے اور روحانی بھیدوں کو ظاہر کرنے والے تھے۔

دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں :۔

یقیں ہے کہ نانک تھا مُلہم ضرور

(ست بچن صفحہ ۲۳)

یعنی یہ ایک یقینی بات ہے کہ خدا نے باوا صاحب کو آکاش بانی سے نوازا تھا۔

اس جگہ ہم یہ بھی بتا دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ جناب بابا نانک صاحب نے خود بھی اپنے متعلق دعویٰ کیا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے الہام (آکاش بانی) کا شرف بخشا تھا۔ جیسا کہ آپ کا قول ہے:۔

جیسی مَیں آوے خصم کی بانی تیسڑا کری گیان وے لالو

(تلنگ محلہ ۱)

یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے بتائے ہوئے الہام کے ماتحت ہی میں علم اور معرفت کی باتیں بیان کرتا ہوں۔

حضرت مرزا صاحبؑ نے ایک اور جگہ فرمایا ہے:۔

"ہمیں باوا صاحب کی بزرگیوں اور عزتوں میں کچھ کلام نہیں اور ایسے آدمی کو ہم درحقیقت خبیث اور ناپاک طبع سمجھتے ہیں جو ان کی شان میں کوئی نالائق لفظ منہ پر لائے یا توہین کا مرتکب ہو۔"

(ست بچن صفحہ ۱۰۹)

اسی طرح آپ نے ایک دوسری کتاب میں سری باوا صاحبؒ کے متعلق اپنے خیالات یوں ظاہر فرمائے ہیں:۔

"اس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ بابا نانک ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھا اور اُن لوگوں میں سے تھا جن کو خدائے عزّ وجل اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے۔" (پیغامِ صلح صفحہ)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں :۔

"میں سکھ صاحبوں سے اس بات میں اتفاق رکھتا ہوں کہ بابا نانک صاحب درحقیقت خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جن پر الٰہی برکتیں نازل ہوتی ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے صاف کئے جاتے ہیں۔ میں اُن لوگوں کو شریر اور کمینہ سمجھتا ہوں جو ایسے بابرکت لوگوں کو توہین اور ناپاکی کے الفاظ سے یاد کریں۔"

(تبلیغ رسالت جلد ۴۲)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے بابا نانک صاحب کی عزّت و احترام کا اپدیش دیا ہے۔

سکھ اتہاس بتاتا ہے کہ جناب بابا نانک صاحبؒ کے وقت کے مسلمان بھی آپ کو محبوب خدا یقین کر کے آپ کی عزّت کرتے تھے۔ (جنم ساکھی بھائی بالا صہ ۳۶ و صہ ۳۷۳ و صہ ۴۱۱ وغیرہ گوردوارے درشن صہ ۱۳۔ جنم ساکھی منی سنگھ صہ ۱۰۶ و تواریخ گورو خالصہ صہ ۱۶ و صہ ۳۹ گورو نانک پرکاش پورب آردھ ادھیائے ۹۔ تواریخ گورو خالصہ پنتھ صہ ۱۶۹ اور اتہاس سکھ گورو صاحبان صہ ۹۸ وغیرہ)

الغرض مسلمان شروع سے ہی گورو بابا نانک صاحب کی عزّت کرتے اور آپ سے محبت رکھتے چلے آرہے ہیں۔ مسلمانوں کے دلوں میں بابا صاحب کے متعلق محبت اور پیار کیوں پیدا ہوا؟ اس کا اصل سبب وہ پریم تھا جو بابا صاحب کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں تھا۔ بابا صاحب کا اپنا ہی قول ہے :۔

دھات ملے پھُن دھات کو لِو لِو کو دھاوے

یعنی محبت اور پریم کے نتیجہ میں ہی محبت اور پیار پیدا ہوا کرتا ہے۔
سو اس طبعی اصول کے مطابق بابا نانک صاحب کے متعلق مسلمانوں کے دلوں میں
بھی پیار اور عزت پیدا ہوئی۔ ایک ودوان کا قول ہے :۔

"میں سمجھتا ہوں کہ گورو نانک صاحب کا مذہب ملاپ اور ایکتا کا مذہب
تھا اس لئے انھوں نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے ہندوؤں
کو بہت کم دکھائی دیتا تھا۔ گورو کو مسلمانوں سے ملاپ کرنے میں لطف
آتا تھا۔ شیخ فرید (ثانی) دس برس گورو صاحب کے ساتھ مل کر لوگوں
کو اللہ کا راستہ بتاتا رہا۔ کئی جگہ کے ہندوؤں نے گورو صاحب کے
مسلمانوں کے ساتھ گہرے میل جول کو برا منایا لیکن ایکتا کے اوتار نے
اس کی کبھی پرواہ نہ کی"

(موجی امرتسر مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۳۹ء)

جب بابا صاحب نے مسلمانوں کے پیار کرنے میں لطف، راحت اور لذت محسوس
کی اور اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے ہندوؤں کو کم دکھائی دیتا تھا تو یہ ضروری
تھا کہ "یہ بو کو دھاوے" کے اصول کے مطابق مسلمان بھی بابا صاحب کے ساتھ دلی
محبت کرتے۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے آپ کے ساتھ دل و جان سے پیار کیا
اور اپنے دل میں عزت دی۔ یہ محبت اور احترام ملک اور زمانہ سے نکل کر تمام دنیا کے
اسلامی ممالک کے مسلمانوں میں اب تک چلا آرہا ہے۔ اب بھی ہر ایک سمجھدار مسلمان آپ
کی عزت کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ ہم احمدی مسلمان تو بابا صاحب کی عزت کرنا
مذہب کا ایک جزو سمجھتے ہیں کیونکہ ہمارے خیالات کے مطابق بابا نانک صاحب خدا

کے پیارے تھے۔ اور ہر خدا کے پیارے کی عزت کرنا مذہب اسلام کا ایک ضروری حصہ ہے۔ سے

پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

گورو نانک صاحب اور رائے بولار

رائے بولار ایک بھٹی راجپوت مسلمان تھا تلونڈی کے اردگرد کا سارا علاقہ اس کی جاگیر تھا۔ بابا صاحب کے والد مہتہ کالو جی اس کے گماشتے تھے اور اس کی ساری زمین کے منتظم تھے۔ تواریخ بتاتی ہے کہ یہ مسلمان سردار رائے بولار بابا صاحب کے ساتھ ہمیشہ دلی محبت اور احترام کے ساتھ پیش آتا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بابا صاحب کے والد محترم نے آپ کو کچھ رقم بیوپار کرنے کے لئے دی۔ آپ نے وہ رقم بھوکے فقیروں کو کھانا کھلانے پر خرچ کر دی۔ جب واپس گھر پہنچے تو آپ کے والد صاحب کو یہ سن کر بہت غصہ آیا کہ آپ نے نہ صرف یہ کہ نفع حاصل نہیں کیا بلکہ اصل رقم بھی ضائع کر دی ہے۔ جب یہ بات رائے بولار تک پہنچی تو اس نے آپ کے والد کالو جی کو بلا کر کہا۔

"جب میں نے تم کو حکم دے رکھا ہے کہ جو کچھ نانک خرچ کریں وہ تم میرے خزانے سے لے لیا کرو لیکن اس کو کچھ نہ کہنا۔ پھر تو نانک پر کیوں ناراض ہوتا ہے۔ کیا کہوں تو نانک کا باپ ہے۔ نہیں تو ابھی تجھ کو سزا دوں۔"
(تواریخ گورو خالصہ صہ ۶۳)

رائے بولار کے مندرجہ بالا الفاظ نانک پیار سے لبریز ہیں۔ جنم ساکھی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت رائے بولار نے بابا نانک صاحب کو گلے لگایا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ جیسا کہ لکھا ہے :۔

"نانک جی کو رائے نے بغل میں لیا اور پیشانی کو چوما"

(جنم ساکھی بالا صہ۳۵)

ایک اور مؤرخ سردار ہوشیار سنگھ صاحب لکھتے ہیں :۔

"رائے بولار نے کہا کہ کالو! تم نانک کو تنگ نہ کیا کرو۔ میں جانتا ہوں کہ یہ کوئی ولی ہے۔ اگر تجھ کو روپیہ کی ضرورت ہے تو تو مجھ سے لے جا"

(اتہاس سکھ گورو صاحبان صہ۱۵)

سو اس نے اسی وقت اپنے نوکر کو بلا کر کہا کہ ابھی بیس روپے گھر سے لا کر کالو کو دیئے جائیں۔

(جنم ساکھی بالا صہ۳۶)

اسی طرح جنم ساکھی یہ بتاتی ہے کہ رائے بولار نے یہ بھی کہا تھا کہ :۔

"جب تک نانک بچہ ہے تب تک نانک جی کی خدمت ہم کریں گے۔ آج سے لے کر نانک کو پوشاکیں بھی ہم بنا کر دیں گے اور اس کا خرچ بھی ہم سے لیا کرو ...... جتنا تیرے گھر کا روپیہ نانک نے ضائع کیا ہے سو حساب کر کے مجھ سے لے لو" (جنم ساکھی بالا صہ۳۷)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہے کہ رائے بولار کے دل میں بابا صاحب کے لئے بہت پیار تھا اسی طرح اتہاس بتاتا ہے کہ بابا صاحب دور دراز کے سفروں سے جب بھی تلونڈی آتے تھے تو رائے بولار آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک بار آپ

تلونڈی تشریف لائے تو آپ نے پانی کی کمیابی کا ذکر کیا۔ رائے بولار نے اسی وقت "نانک سر" نام کا ایک تالاب بنوا دیا۔ یہ تالاب آج تک ننکانہ صاحب میں موجود ہے۔ (سوانحعمری سری گورونانک دیوجی صـ۴۴)

سردار بہادر کاہن سنگھ صاحب نابھ لکھتے ہیں :-

"نانک سر ننکانہ کا وہ تالاب جو رائے بولار نے گورونانک دیو کے نام پر کھدوایا تھا" (مہاکوش صـ۲۰۷۲)

نیز لکھا ہے :-

" بال لیلا ..... گوردوارے کے مشرقی طرف ایک تالاب ہے جو گورونانک صاحب کے نام پر رائے بولار نے کھدوایا تھا"

(مہاں کوش صـ۲۰۷۶)

اس کے علاوہ خورشید خالصہ کے صـ۳۶ پر اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

اتہاس یہ بھی بتاتا ہے کہ رائے بولار نے تلونڈی کی بہت سی زمین بھی بابا صاحب کو نذر کر دی تھی۔ ایک ودوان کا قول ہے۔

"ننکانہ صاحب سارا ہی گوردوارے کی ملکیت ہے۔ رائے بولار نے سارا رقبہ ہی گورو کے لئے نذر کر دیا تھا" (گوردھام دیدار صـ۱۲۶)

گوردوارہ بال لیلا کے ساتھ جاگیر

اس نام سے ننکانہ صاحب میں ایک مشہور گوردوارہ ہے۔ اس کے متعلق لکھا ہے

"۱۲۰ مربع گز زمین ۳۱ روپے سالانہ جاگیر رائے بولار کی طرف سے ہے۔"
(گوردھام دیدار صف ۱۲۷ و رسالہ گورمت امرتسر جون ۶۵ء)

گوردوارہ جنم استھان کے ساتھ جاگیر

یہ گوردوارہ ننکانہ صاحب کا ایک مشہور گوردوارہ ہے۔ اس کے ساتھ جاگیر کے متعلق لکھا ہے :-

"اس دربار کے ساتھ ۲۴۷ مربعے زمین اور ۹۸۹۲ روپے سوا پنڈ آنے جاگیر ہے۔"
(گوردھام دیدار صف ۱۲۶ و رسالہ گورمت امرتسر ۱۹۵۷ء)

گوردوارہ مال جی صاحب کے ساتھ جاگیر

یہ گوردوارہ بھی ننکانہ صاحب میں ہے اس کے ساتھ رائے بولار کے وقت سے ۱۹۰ مربعے زمین اور پچاس روپے سالانہ جاگیر ہے۔
(گوردھام دیدار صف ۱۲۸ و رسالہ گورمت جولائی ۱۹۵۷ء)

گوردوارہ کیارہ صاحب کے ساتھ جاگیر

یہ بھی بابا صاحب کی یادگار میں ایک مشہور گوردوارہ ہے اس کے ساتھ ۴۵ مربع زمین رائے بولار کے وقت سے چلی آتی ہے۔

(گوردھام دیدار صف [illegible] و رسالہ گورمت جولائی [illegible])

پنڈت دیارام عاکف لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ رائے بولار نے بابا نانک صاحب کو اپنے پاس رکھنے کی خواہش ظاہر کی اور یہ کہا کہ آپ اس جگہ رہیں اور تین کنوؤں کی زمین آپ کے نام لگادی جاتی ہے۔

(سوانحمری گورونانک دیو صـــ ۴۳)

نیز جنم ساکھی میں لکھا ہے :۔

"رائے بولار نے کہا پتا جی! آپ سے حصہ وغیرہ نہ لیا جائے گا۔ آپ یہاں بیٹھے فقیروں کو کھلاؤ"

(جنم ساکھی بالا صـــ ۱۴۲)

اسی طرح اتہاس یہ بھی بتاتا ہے کہ جب بابا نانک صاحب کے والد کا غصہ روز بروز بڑھتا گیا تو رائے بولار نے بابا صاحب کو ان کے بہنوئی جے رام داس کے پاس سلطان پور بھیجدیا۔ اور اس کو یہ چٹھی لکھی کہ میں گورونانک صاحب کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں یہاں پر اس کا باپ اسے بُرا بھلا کہتا رہتا ہے اور یہ خدا کا پیارا اور حق پرست ہے۔ امید ہے کہ یہ آپ کے پاس خوش رہے گا۔ آپ اس کی خوشی میں اپنا بھلا سمجھیں گو یہ آپ کا نسبتی برادر ہے لیکن اس کا مرتبہ ہم سب سے بلند ہے میں اس کو اپنے پاس ہی رکھ لیتا لیکن عوام الناس میں ہندو مسلمان کا سوال ہے۔ آپ جتنا نانک کو خوش رکھیں گے میں آپ کا ممنون ہوں گا۔

(سوانحمری گورونانک دیو صـــ ۱۹)

اس سے بھی رائے بولار کا نانک پر پریم ظاہر ہے سکھ اتہاس بتاتا ہے کہ بابا نانک صاحب کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی آپ کی برات ہاتھی گھوڑوں سے

آراستہ کی گئی۔ کئی لوگوں نے اس پر اعتراض کئے ہیں کہ باباصاحب کی پیدائش تو ایک غریب گھرانے میں ہوئی تھی اتنا ساز و سامان کہاں سے آگیا؟ انھوں نے اس کو ایک فرضی اور جعلی واقعہ اور جھوٹ سمجھا ہے (دیکھو ستیارتھ پرکاش سمولاس ۱۱) لیکن اگر اس کو غور سے دیکھا جائے تو یہ ایک حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ یہ درست ہے کہ باباصاحب ایک معمولی گھرانے میں پیدا ہوئے تھے لیکن رائے بولار ایک بڑا رئیس تھا۔ اس کی اس علاقہ میں سرداری تھی۔ بھائی سنتوکھ سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ سارا ساز و سامان ہاتھی۔ گھوڑے۔ رتھ۔ گڈے اور پالکی اور بے شمار دولت رائے بولار نے دی تھی۔

(نانک پرکاش پورب آردھ ادھیائے ۲۱)

بھائی دیر سنگھ صاحب نے اس کے متعلق یوں لکھا ہے کہ:۔

"سری گوروجی کے بیاہ کے وقت بہت ساز و سامان ہونے کی بابت کئی دوستوں نے شک کیا ہے کہ باباکالوجی تو معمولی پٹواری تھے لیکن انھوں نے مندرجہ ذیل باتوں کی طرف دھیان نہیں دیا۔ گورونانک صاحب کا جب سے اوتار ہوا تو بچپن سے ہی رائے بولار کا صدق ۔۔۔۔ ست گوردیو نانک جی پر پکا ہو گیا تھا۔ ایسے صادق راجہ نے اپنے سارے ساز و سامان باجے کالوجی کو دیدیئے۔ اعتراض کرنے والوں نے یہ نہیں سوچا کہ کوہی جی ساز و سامان کی بہتات کا خود ہی پتہ دے رہے ہیں۔

(نانک پرکاش سمپاوت بھائی دیر سنگھ جی صفحہ ۲۹۶ تا ۲۹۷)

[illegible]

"تلونڈی کے رائے بولار کا صدق ہمارے لئے سبق آموز ہے"
(حاشیہ نانک پرکاش صـ ۲۹۵)

ایک اور جگہ بھائی ویر سنگھ صاحب لکھتے ہیں:-

دے داتا وہ نین (آنکھیں) ہم کو
وہ تجھ کو اور تیرے پیاروں کو پہچاننے والی آنکھیں

وہ

ہاں آج اے داتے
آج دے ہم کو رائے بولار کی سی آنکھیں
بابے کالو کی سی آنکھیں نہیں......
اے داتا! دے ہم کو۔ وہ آنکھیں عنایت کر
ہم کو وہ آنکھیں۔ آج ہم بھی دیکھیں تجھ کو
جس طرح دیکھا تھا تجھ کو رائے بولار نے
(گورو نانک چمتکار)

یہ کتنی عمدہ اور خوبصورت بات ہے کہ رائے بولار ایک بھٹی راجپوت مسلمان تھا اور اس نے بابا نانک صاحب کو ایسی نظروں سے دیکھا تھا جو آج بطور نمونہ پیش کی جا سکتی ہے۔ اور بھائی ویر سنگھ جیسا ودوان بھی اُن آنکھوں کی آرزو کر رہا ہے۔ جن کے ساتھ رائے بولار نے بابا صاحب کو دیکھا تھا۔

بابا نانک صاحب اور نواب دولت خاں لودھی

سکھ مورخین کے بیان کے مطابق دولت خاں لودھی سلطان پور کے نواب تھے۔

یہ بھی رائے بولار کی طرح باباگورونانک صاحب کے ساتھ از حد محبت رکھتے تھے۔ بابا صاحب نے ان نواب صاحب کی ملازمت اختیار کرلی اور مودی خانہ کے انچارج مقرر ہوئے۔ آپ جو کچھ کماتے وہ سب غریبوں میں تقسیم کردیتے تھے۔ آپ کے اس طریق سے کئی لوگ حسد کرنے لگے اور انھوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ باباصاحب نواب دولت خاں کا خزانہ لٹا رہے ہیں۔ جب یہ بات نواب مذکور کے کان میں پڑی تو اس نے منشی جادورائے کو حساب کی پڑتال کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اس نے دو دفعہ حساب کی پڑتال کی لیکن دونوں بار باباصاحب کی رقم مودی خانہ کی طرف نکلی (جنم ساکھی بالا ص۹۷ و سوانحعمری گورونانک دیوجی ص۲۵)

آخرکار بابانانک صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ مودی خانہ کا کام چھوڑ کر پیغامِ الٰہی کو لوگوں تک پہنچائیں۔ جب نواب صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو انھوں نے کہا کہ :۔

"اے نانک میری بدقسمتی ہے کہ تیرے جیسا میرا اہلکار فقیر ہوگیا ہے۔"

(میکالف اتہاس ص۲۹)

میکالف صاحب کے قول کے مطابق نواب دولت خاں صاحب نے بابا صاحب کی سفارش پر کئی لوگوں کو اپنے پاس نوکر رکھ لیا۔

(میکالف اتہاس ص۲۵ حصہ اول)

سکھ تاریخ میں یہ بھی لکھا ہے کہ نواب دولت خاں نے بابانانک صاحب کی شادی کے موقع پر بہت سا سامان اور نقدی دی۔ اسی طرح باباصاحب کئی دن بھی بیں غائب رہے تو نواب مذکور نے آپ کی بہت تلاش کی۔ بھائی گورداس جی نے

نواب دولت خاں کے متعلق یوں لکھا ہے :-

دولت خاں لودھی بھلا ہو آجند پیر ابنا سی ۔

(دار ۱۱ پوڑی ۱۳)

یعنی دولت خاں لودھی اچھا ہو گزرا ہے ۔ وہ زندہ پیر اور غیر فانی تھا ۔

نواب فیض طلب خاں اور سری گورو نانک صاحب

گیانی گیان سنگھ صاحب کے بیان کے مطابق نواب فیض بخش خاں یا نواب فیض طلب خاں جُوناگڑھ کے نواب تھے ۔ یہ بھی بابا صاحب کے ساتھ محبت اور عقیدت رکھنے والوں میں سے تھے جیسا کہ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ :-

" سمت ۱۵۶۷ بکرمی چیت کے مہینے آپ جُوناگڑھ وارد ہوئے ..... نواب فیض طلب خاں وہاں کے (نواب) نے بابا صاحب کا کلام سُن کر اور خوش ہو کر آپ کی کھڑاؤں کو ، جو آج تک قلعہ کے پاس دھرمسالہ میں رکھی ہوئی ہیں بطور یادگار رکھ لیا ۔ اس کی پوجا نانک شاہی فقیر کرتے ہیں ۔ رسد نواب صاحب دیتے ہیں ۔ اس نواب نے گاؤں اور شہر میں لنگر جاری کر رکھے ہیں ۔ "

(تواریخ گورو خالصہ صہ ۲۹۳)

افغانستان کا حاکم اور بابا نانک صاحب

سکھ تاریخ بتاتی ہے کہ بابا صاحب سیر و سیاحت کرتے ہوئے افغانستان بھی تشریف لے گئے تھے ۔ جب آپ وہاں پہنچے تو بقول گیانی گیان سنگھ صاحب وہاں کا حاکم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اس وقت بابا صاحب سر سے ننگے تھے ۔

اس نے اپنا تاج بابا صاحب کی نذر کر دیا۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۵)

یہ کیسا نانک پریم ہے کہ ایک حاکم اپنا تاج ہی آپ کی نذر کر دیتا ہے۔ چاہے سکھ مورخوں کے بیان کے مطابق وہ تاج بابا صاحب نے واپس کر دیا تھا۔ لیکن اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اس نے اپنا نانک پیار ظاہر کر دیا تھا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ بھارت سے باہر کے ملکوں کے مسلمان بھی بابا صاحب کی عزت کرتے تھے۔

شہنشاہ بابر اور ستگورو بابا نانک صاحب

بابر بادشاہ اور بابا نانک صاحب ایک ہی وقت میں ہوئے ہیں۔ سکھ مورخوں نے بابر بادشاہ اور بابا صاحب کی ملاقات کا بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ جب بابر نے امین آباد (سید پور) پر حملہ [1] کیا اور اُسے فتح کر لیا تو اُس کے

---

[1] یاد رہے کہ کئی مورخوں کے بیان کے مطابق بابا صاحب نے خواب کے ذریعہ بابر کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی۔ (تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۲۵)

(سوانح عمری گورو نانک دیو جی صفحہ ۱۵۶، تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۲۶ وغیرہ)

کئی مورخ یہ بھی لکھتے ہیں کہ بابا صاحب نے نواب دولت خاں لودھی کو کابل بھیجا تھا تاکہ وہ بابر کو مل کر حملہ کرنے کے لئے تیار کرے اور حملہ کرا دے۔ (پراچین پنتھ پرکاش صفحہ ۲۶)

اس کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے کہ بابا نانک صاحب نے بابر کو مدد دینے کا بھی یقین دلایا تھا اور دوسرے پیروں وغیرہ کو بھی بابر کی مخالفت کرنے سے روک دیا تھا۔ (جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ ۲۷۲ وگورو تیرتھ سنگرہ صفحہ ۲۴۳ وغیرہ)

سپاہیوں نے لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ بابا صاحب اور اس کے ساتھی بھی پکڑے گئے۔ جب بابر نے گورو صاحب کے درشن کئے تو ان کا روحانی چہرہ دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ اس نے آپ کو خدا تعالیٰ کا پیارا سمجھ کر کہا کہ آپ جو کچھ چاہیں مانگ سکتے ہیں لیکن بابا صاحب نے جواب دیا:-

ایمان دیا ایک خدائے ۔۔۔ جس کا دیا ہر کوئی کھائے
بندے کی جو لیوے اوٹ ۔۔۔ دین دُنی میں تا کو توٹ
اک داتا سب جگت بھکھاری ۔۔۔ تس کو چھاڈ اور کو لاگے تس سگلی پت ہاری
شاہ پاتشاہ سب تس کے دئے ۔۔۔ تس کے سنگ نہ کوئی رلیے
کہہ نانک سُن بابر میر ۔۔۔ تجھ تے مانگے سو احمق فقیر

(نانک پربودھ صفحہ ۱۶۶ جنم ساکھی بالا صفحہ ۳۸۷۔ ناداں تے تھاداں اکویش صفحہ ۱۹۔ ۲۰ میکالف اتہاس حصہ ۱ صفحہ ۱۰۶ وغیرہ)

ترجمہ:- خدائے واحد نے مجھے ایمان عطا فرمایا ہے جس کے دیئے ہوئے رزق میں سے ہی ہر کوئی کھاتا ہے۔ جو شخص کسی انسان کی پناہ اختیار کرتا ہے اس کو دین اور دنیا میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ خدائے رزاق ایک ہی ہے اور باقی سب اس سے بھیک مانگنے والے ہیں: جو شخص اس کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف دیکھتا ہے۔ اپنی ساری عزت کھو دیتا ہے۔ وہی سب کو بادشاہ بناتا ہے۔ اس کا ہمسر کوئی نہیں۔ اے بابر نانک کہتا ہے کہ جو تجھ سے مانگے گا وہی احمق فقیر ہے۔

بابا صاحب کی زبان سے اس ابدی سچائی کو سُن کر بابر بادشاہ کے دل میں

آپ کی عزت اور بھی بڑھ گئی۔ بابر کی جگہ اگر آج کل کا کوئی حاکم ہوتا تو شاید وہ اس کو بڑی گستاخی خیال کرتا۔ لیکن بابر چونکہ ایک اچھا وِدوان۔ خدا رسیدہ اور توحید پرست بادشاہ تھا اس لئے اس نے بابا صاحب کا یہ جواب سن کر بڑے احترام کے ساتھ یہ عرض کی کہ بابا صاحب اس کو اپنا ایک خادم سمجھ کر کوئی خدمت اس کے سپرد کر دیں اس پر بابا صاحب نے اسے ایمن آباد کے تمام قیدی رہا کر دینے کو کہا۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان لکھتے ہیں۔

بابر کے ساتھ گورو جی کے بہت سوال وجواب ہوئے جب اس کو یقین ہوگیا کہ یہ کوئی ولی ہے تو کہنے لگا کہ آپ مجھ سے کوئی جاگیر وغیرہ مانگ لیں۔ اس پر گورو جی نے کہا کہ سب کے رزاق کے بغیر کسی سے مانگنا فقیروں کا کام نہیں۔ بابر نے کہا کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ آپ کامل فقیر ہیں۔ میری حکومت کی کامیابی کے لئے دعا کرو۔ گورو صاحب نے وعدہ کیا کہ اگر تو حکومت چاہتا ہے تو سب بے گناہ قیدیوں کو رہا کر دو ...... یہ سب سنکر بابر نے سب قیدیوں کی رہائی کا حکم دیدیا۔ اس کے بعد گورو صاحب کے ساتھ بابر نے یہ اقرار کیا کہ

"میں انصاف و عدل کروں گا۔ آپ کی گدی کی ہمیشہ عزت کرتا رہوں گا"

(اتہاس سکھ گورو صاحبان صـ۹۹ـ)

سکھ مورخ یہ بھی بتاتے ہیں کہ بابا نانک صاحب نے بابر کا یہ پریم دیکھ کر

اس کے خاندان کو سات پشت تک بادشاہت کی دعا دی اور اس دعا کے نتیجہ میں مغلوں نے ایک عرصہ تک بھارت میں بادشاہت کی جیسا کہ جنم ساکھی بھائی بالا صت ۴۰۲ پر لکھا ہے کہ :-

"میر بابر نے کہا کہ میری بادشاہی پشت بہ پشت چلتی رہے تو گورو جی نے کہا تیری بادشاہی بہت عرصے چلے گی۔"

سردار بہادر کاہن سنگھ لکھتے ہیں :-

"مغلیہ خاندان کا پہلا بادشاہ (بابر) جس نے ہندوستان میں گورونانک صاحب کی مہربانی سے اپنی سلطنت قائم کی۔"

(گورومت سدھاکر صت ۳۰۷)

ایک سکھ ودوان نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ بابا نانک صاحب شہنشاہ بابر کے راج کو اپنا ہی راج سمجھتے تھے جیسا کہ :-

ست گورونانک دیوجی نے بابر سے یہ بھی اقرار لیا تھا کہ وہ انصاف کا راج کرے گا اور ظلم کسی پر نہیں کرے گا۔ یہ قول و اقرار لے کر اس کے حق میں دعائے خیر کی کہ وہ جب تک اپنے قول و اقرار کو یاد رکھ کر اس پر عمل کرے گا اس کی فتح ہو گی۔ اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ گورو صاحب بابر کے راج کو اپنا ہی راج سمجھتے تھے سکھ تاریخ میں اس کی تائید ملتی ہے جیسا کہ" بابے کے بابر کے دو ؤ۔ دھرم کے پرچارک سکھ۔ مذہب اور امن کی رکھوالی بابر کے ہاتھ رہے۔"

(سکھاں نے راج کویں لیا؟ صت ۲۲)

بابر بادشاہ نے جتنا عرصہ حکومت کی اس نے باباصاحب کی پوری پوری عزت کی۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اس نے بھارت کی دوسری قوموں کے نازک احساسات کا بھی پورا پورا احترام کیا جب وہ مرنے کے قریب تھا تو اس نے اپنے لائق بیٹے ہمایوں کو یہ وصیت کی تھی کہ "اے بیٹا! بھارت میں کئی مختلف مذاہب کے پیرو بستے ہیں. خدا کا شکر ہے کہ اس نے بھارت کی حکومت تم کو بخشی ہے. تیرے لئے لازم ہے کہ تو مذہبی تعصب سے ہمیشہ بچتا رہے. گئوکشی سے کنارہ کشی کرنا کیونکہ بھارت نواسیوں کے دلوں کو قابو میں کرنے کا یہ آسان طریقہ ہے. ایسا کرنے سے اس ملک کے باشندے ہندو تیرے وفادار رہیں گے۔ ہر ایک قوم کے مذہبی معابد ان کے ہی پاس رہنے دینا اور ایسا انصاف کرنا کہ بادشاہ رعایا پر اور رعایا بادشاہ پر خوش رہے۔ اسلام کی ترقی احسان سے زیادہ ہو گی۔

(ملاپ ۲۰ راگست سنہ ۱۹۱۹ء)

شہنشاہ بابر کی یہ وصیت بھوپال کی لائبریری میں موجود ہے اور فارسی زبان میں ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ملاپ اخبار نے شائع کیا ہے۔ سو بابر بادشاہ کے ایسے خیالات کے پیش نظر باباصاحب نے اس کے راج کو اپنا راج سمجھا اور اس کے لمبے عرصے تک قائم رہنے کے لئے دلی دعا دی۔

شیخ فرید ثانی اور بابا نانک صاحب

شیخ فرید ثانی جن کو سکھ لٹریچر میں شیخ برہم کا نام بھی دیا گیا ہے ان کو بابا صاحب کے ساتھ بہت محبت اور خلوص تھا مورخ بتاتے ہیں کہ آپ کی کئی بار بابا

صاحب سے ملاقات ہوئی جنم ساکھی بھائی بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ جب شیخ برہم بابا صاحب کو ملے تو بابا صاحب سے بڑی محبت سے کہا۔

"بھائی صاحب آیئے آج خدا ہم پہ مہربان ہوا ہے جو آپ کا دیدار ہوا ہے تو دونوں نے اُٹھ کر دست بوسی کی اور بیٹھ گئے۔"

(جنم ساکھی بالا صہ ۱۰۱)

دونوں بزرگوں کا آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھوں کو بوسہ دینا کیسا محبت پرور نظارہ ہے۔ اتہاس تو یہ بھی بتاتا ہے کہ ایک دفعہ بابا نانک صاحب نے فرید صاحب کے گلے مل کر ایک شبد پڑھا۔ جیسا کہ لکھا ہے:۔

بابے کی خوشی ہوئی دیکھ کر فرید نے روانہ کیا تب بابا جی بولے شیخ فرید آپ میں خدا صحیح ہے .... تب شیخ فرید رخصت ہوئے گلے لگ کر ملے تب گورو بابا بولا۔ شبد سری راگ میں ہے

آؤ بہنیں گل ملہہ انک سہیلڑیا
مل کر کرے کہانیاں سمرتھ کنت کیاہ
ساچے صاحب سب گن اوگن سب اساہ

(پوراتن جنم ساکھی صہ ۵۷)

یہ کیسا محبت انگیز نظارہ ہے کہ بابا صاحب ایک مسلمان کو بہن کہہ کر اور اس کے گلے مل کر ایک میٹھی بانی کہہ رہے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جناب بابا صاحب مسلمانوں کے ساتھ پیار اور محبت کرنے میں لطف و سرور حاصل کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک وِدوان نے لکھا ہے:۔

"میں سمجھتا ہوں کہ گورو صاحب کا مذہب ملاپ اور ایکتا کا مذہب تھا۔ اس لئے انھوں نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے ہندوؤں کو بہت کم دکھائی دیتا تھا۔ گورو صاحب کو مسلمانوں سے ملاپ میں لطف آتا تھا۔ شیخ فرید دس برس گورو صاحب کے ساتھ مل کر لوگوں کو اللہ کا راستہ بتاتا رہا۔"

(سوجی ۱۰ر جنوری ۱۹۳۹ء)

پیر جلال اور بابا نانک صاحب

گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ باباصاحب ایک دفعہ پیر جلال دین صاحب کو بھی ملے تھے۔ پیر صاحب نے بابا صاحب کو ایک بزرگ یقین کرکے آپ کی عزّت کی اور باباصاحب پیر صاحب موصوف کو نیک و پاک صاف سمجھ کر ان کے ساتھ محبت و پیار سے پیش آئے جیسا کہ لکھا ہے :۔

"پیر صاحب نے کہا کہ ایسے خدا رسیدہ فقیروں کا دیدار خدا کا دیدار ہے چلو ملاقات کریں۔ پیر صاحب آئے اور بابا صاحب نے انھیں نیک اور پاک سمجھتے ہوئے اُٹھ کر اُن کے ساتھ دست پنجہ لیا۔"

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۲۳)

میاں مٹھا اور بابا نانک صاحب

میاں مٹھا بابا نانک صاحب کا پریمی دوست تھا اور اس نے ہمیشہ آپ کی

عزّت کی۔ جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ بابا صاحب کے ساتھ آپ کی ملاقات ہوئی تو آپ نے کہا:۔

"نانک جی! آپ بڑے بزرگ ہو۔ خدا نے آپ کو بہت بزرگی بخشی ہے"۔

(جنم ساکھی بالا صـ ۳۰۱)

پیر عبد الرحمٰن اور گورو صاحب

جنم ساکھیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار بابا صاحب عبد الرحمٰن نامی ایک پیر سے ملے۔ وہ پیر آپ کو بڑی عزّت کے ساتھ اپنے حجرہ میں لے گیا اور آپ کی بہت خدمت کی۔

(جنم ساکھی بالا صـ ۴۹۹)

اُبارے خاں اور بابا نانک صاحب

جنم ساکھی میں مرقوم ہے کہ اُبارے خاں نامی ایک شخص نے بابا صاحب کو بڑے پریم کے ساتھ ایک ریزہ بافتہ کا بطور نذر دیا آپ نے اس کی دو چادریں بنوائیں۔ ایک اپنے لئے اور دوسری اپنے ساتھی مردانہ کے لئے۔

(جنم ساکھی بالا صـ ۵۸۶)

شاہ شرف اور بابا نانک صاحب

شاہ شرف ایک مسلمان فقیر تھا۔ اس نے بھی بابا صاحب کے ساتھ بڑی محبت کا اظہار کیا۔ ایک دو وان صاحب لکھتے ہیں کہ اس نے بابا صاحب ... پیشن

کی اشاعت کے لئے مقرر کیا۔ (گورو بنساولی صـ۴۹)

بابا بڈھن شاہ اور بابا صاحب

یہ بھی ایک نانک پریمی مسلمان فقیر تھا اس نے بابا صاحب کے ساتھ بڑے خلوص اور محبت کا اظہار کیا۔ ایک دفعہ اس نے بڑی محبت کے ساتھ بکری کا دودھ بابا صاحب کی نذر کیا تھا۔ (گورو بنساولی صـ۱۰۶ و گورو دھام دیدار صـ۵)

میر سید حسن اور بابا صاحب

میر سید حسن صاحب تلونڈی کے رہنے والے مسلمان بزرگ تھے۔ آپ کے دل میں بابا نانک صاحب کی بے حد محبت تھی۔ گیانی گیان سنگھ جی لکھتے ہیں :۔

"کننگم نے مسلمانوں کی تاریخوں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ میر سید حسن جو اسی علاقہ میں اولیاء کراماتی صلح کل بے لاگ پیر مانا ہوا تھا مہتہ کالو کے گھر کے پاس رہتا تھا .... اس نے دینی اور دنیاوی علم بابے نانک کو پڑھایا اور بڑے بڑے راہِ حق کے بھید بتائیے"۔

(تواریخ گورو خالصہ صـ۹۹)

گورو نانک چمتکار میں بھی بابا نانک صاحب کا میر سید حسن سے علم پڑھنا لکھا ہے۔ (صـ۵)

ولی قندھاری اور بابا صاحب

پراچین جنم ساکھیوں میں بابا صاحب کا ولی قندھاری سے ملنا مذکور ہے۔

باباجی نے اس کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ یہ ہیں۔

"بھائی مردانہ یہ (ولی قندھاری) ہمارا پرانا دوست ہے....
ولی قندھاری کی معرفت سیکڑوں روحیں نجات پائیں گی کیوں کہ
ولی قندھاری نے گورو کا مرتبہ پایا ہے۔"

(جنم ساکھی بالا ص ۴۷۹)

ملتان کے فقیر اور گورو صاحب

سکھ مورخوں نے باباصاحب کا ملتان جانا بیان کیا ہے اور یہ ساکھی یوں ہے کہ باباصاحب جب ملتان پہنچے تو وہاں کے کئی پیر آپ کے پاس ایک پیالہ دودھ کا اپنے ساتھ لائے اور آپ کے آگے آزمائش کے لئے رکھ دیا۔ باباصاحب نے اس میں بتاشے ڈالے اور پھول رکھ کر وہ پیالہ ان کو واپس کر دیا۔ انھوں نے تو باباصاحب کو یہ کہا تھا کہ ملتان تو اس دودھ سے بھرے ہوئے پیالہ کی طرح پہلے ہی پیروں اور فقیروں سے بھرپور ہے۔ آپ کی اس جگہ گنجائش نہیں۔ باباصاحب نے ان کو بتاشے اور پھول ڈال کر جواب دیا کہ ہم کسی کے راستے میں روک نہ بنیں گے بلکہ دودھ میں کھانڈ اور پھول کی طرح رہیں گے۔ اس جواب سے ملتان کے پیر بہت خوش ہوئے اور انھوں نے دل وجان سے آپ کی عزت کی۔

(تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۵۲)

ملتان کے مسلمانوں نے باباصاحب کی ایک یادگار بھی قائم کی جو اُن کے دلی جذبات کی آئینہ دار ہے۔

بھائی مردانہ اور بابا صاحب

بھائی مردانہ بھی جو ایک مسلمان تھا ہمیشہ کے لئے گورونانک صاحب کی خدمت سے دابستہ رہا اور سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہا۔ بھائی گورداس جی لکھتے ہیں۔

بھلا رباب بجا ئندا مجلس مردانہ میر اسی

بھائی مردانہ بابا صاحب کی زندگی کا ساتھی تھا۔ اس نے اپنی ساری عمر بابا صاحب کی خدمت میں گزاری۔ کئی جنم ساکھیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بابا صاحب کا دوسرا ساتھی بھائی بالا بھی تھا لیکن موجودہ وقت کے فاضل دودانوں کو بھائی بالا کے وجود سے انکار ہے۔ ان کے خیالات کے مطابق یہ ایک فرضی وجود ہے لیکن بھائی مردانہ کے متعلق کسی وددان کو کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔ بھائی گورداس جی نے بھی بھائی مردانہ کو بابا نانک صاحب کے سفروں کا ساتھی بیان کیا ہے جیسا کہ لکھا ہے۔

بابا گیا بغداد نوں باہر جائے کیا استھانان
اک بابا اکال روپ دوجا ربابی مردانہ

(وار ۱ پوڑی ۳۵)

یعنی بابا صاحب جب بغداد گئے تو باہر ہی قیام کیا۔ اس وقت بابا صاحب کے ساتھ مردانہ بھی تھا۔

اتہاس اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ بھائی مردانہ بابا صاحب کا پیارا ساتھی تھا۔ بھائی مردانہ بابا صاحب پر فدا تھا۔ بھائی مردانہ کی محبت اور پیار کو سامنے رکھ کر ایک سکھ وددان کے قول کے مطابق بابا صاحب نے اسے بھائی کا رتبہ دیا۔

(گورمت سدھانت صفحہ)

ایک اور عالم لکھتے ہیں کہ بابا صاحب نے بھائی مردانہ
کے ساتھ چھوت چھات نہیں کی تھی جیسا کہ لکھا ہے :۔

"سالہا سال تک اکٹھے پردیس میں رہ کر یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ کھان
پان کے وقت اس ساتھی کے متعلق چھوت چھات کا خیال آجاتا ہو۔
اگر ہر روز روٹی کھانے کے وقت مردانہ کو ست گورو جی اس کی
ادنیٰ ذات کا ذکر اور یاد کراتے رہتے تو وہ اتنے مشکل اور خطرناک
لمبے سفروں میں ستگورو کا ساتھ بھی نہ دے سکتا۔"

(دھرم تے سداچار صـ۱۱)

اتہاس بتاتا ہے کہ جب بابا صاحب کے اس بچپن کے ساتھی کا انتقال ہوا
تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنے جیون ساتھی کو دفن کیا۔ گیانی گیان سنگھ صاحب
لکھتے ہیں۔

"گورو نانک صاحب بھائی مردانہ کی تجہیز و تکفین کر کے کابل و قندھار
کی سیر کرتے ہوئے لوہ گڑھ میں پہنچے۔"

(تواریخ گورو خالصہ اردو صـ۵۱)

پروفیسر سندر سنگھ صاحب ایم۔ ایس۔ سی بھی بابا صاحب کا اپنے ہاتھ سے بھائی
مردانہ کی تجہیز و تکفین (کفن و دفن) کرنا لکھتے ہیں۔

(مختصر و مکمل تواریخ گورو خالصہ اردو صـ۶۰)

فقیر مراد اور بابا نانک صاحب

ایک سکھ ودوان صاحب لکھتے ہیں :۔

"سری بینرجی نے بغداد کے کسی پتھر کا حوالہ دیکر کتاب ایولیوشن آف دی خالصہ میں لکھا ہے کہ ست گورو نانک دیو صاحب کا گورو ایک مسلمان فقیر تھا جس کا نام مراد تھا یہ فقیر بغداد کا رہنے والا تھا.... اسی کی ملاقات کے لئے گورو نانک دیو جی خاص طور پر بغداد گئے تھے۔"

(دھرم تے سداچار صہ ۱۳۱)

سری بینرجی کے علاوہ ایک سکھ پروفیسر صاحب نے بھی اس کی تائید کی ہے چنانچہ پروفیسر صاحب سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"میرا منہ بند ہو گیا جب کہ میں نے ایک سکھ پروفیسر کی زبانی یہ بات سُنی کہ اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ ایک سکھ فوجی وہاں سے اس تحریر کا فوٹو لایا تھا۔ اس تحریر کی بنیاد پر یہ بات ملی ہے کہ گورو نانک کا گورو مسلمان فقیر مراد نامی تھا۔ اس سکھ پروفیسر نے بڑے فخر اور ناز و یقین کے ساتھ علمی معلومات سنائیں۔ اس سچائی کے بیان کرنے میں وہ اپنا حق سمجھتا تھا کیونکہ وہ دوست ایک کالج میں پروفیسر تھا۔"

(دھرم تے سداچار صہ ۱۳۲)

ہم اس جگہ اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتے کہ مراد بابا نانک صاحب کا گورو تھا یا نہیں۔ ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سری بابا صاحب کو بغداد کے مراد نامی ایک پیر کے ساتھ محبت اور پیار تھا اور ان سے ملاقات کے لئے ہی آپ بغداد گئے تھے۔ اور مراد بھی ایک نانک پریمی مسلمان تھا جو بغداد سے چل کر گورو صاحب کو ملنے کے لئے پنجاب میں آیا تھا۔

مندرجہ بالا حوالہ جات میں بغداد کے جس کتبہ کا بیان ہے۔ وہ اسطرح ہے۔

"گورو مراد ایلدی حضرت رب المجید بابا نانک فقیر اولہ تا کہ عمارت
جدید بدید امداد آید دب کلدی کہ تاریخندہ یا یدی ثواب جرائندائی

مرید سعید ۹۲۷ سن

اصل تحریر فارسی رسم الخط میں ہے۔ یہ عبارت سکھ عالموں کے بیان
کے مطابق سکھ سیاہی بغداد کے ایک کتبہ سے نقل کر کے لائے ہین۔
(حاشیہ نانک پرکاش صفحہ ۱۰۵۴ و جہاں کوش صفحہ ۲۴۸۶ و گورمت
سدھانت صفحہ ۱۴۱۔ گور پرتاپ سورج گرنتھ)

اس عبارت میں بھی مراد کا ذکر ہے۔ اس مندرجہ بالا عبارت کے مختلف ترجمے
سکھ علماء نے شائع کئے ہیں۔

بابا نانک صاحب کا بغداد جانا ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اس میں کوئی غیر
معمولی بات نہیں کہ بابا صاحب وہاں اپنے ایک دوست کی ملاقات کے لئے گئے
ہوں۔ وہ بابا صاحب کا گورو تھا یا کہ نہیں۔ اس کے متعلق ہم کچھ لکھنا نہیں چاہتے
کیونکہ کتاب کے اصل موضوع سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

بابا صاحب کی وفات

یہ دنیا جہان فانی ہے۔ اس جگہ جو بھی آیا۔ وہ اپنا وقت پورا کر کے چلا گیا۔
شری بابا نانک صاحب فرماتے ہیں:۔

"جو جنمے تس سر پر مرنا کرت پیا سر سا ہا ہے"

(مارو سولہے محلہ ۱)

یعنی جو پیدا ہوا وہ ضرور فوت ہوگا۔ سب کو اپنے اعمال کی سزا برداشت کرنی پڑے گی۔

نیز :-

پیر آدی پیکمبر کیتے گنے نہ پرت ایتے بھوم ہانتے ہوئے کے پھر بھوم ہی ملے ہیں۔ (وسم گرنتھ صہ ۱۶)

یعنی سب پیر اور پیغمبر خاک ہیں سے پیدا ہو کر خاک ہی میں مل گئے۔

اس اصل کے مطابق بابا صاحب بھی اس دنیاوی زندگی کو ختم کر کے اپنے مالکِ حقیقی کے پاس چلے گئے سکھ تواریخ شاہد ہے کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو مسلمانوں نے آپ کو اپنا بزرگ سمجھ کر آپ کی آخری رسومات اسلامی طریق کے مطابق کرنے پر اصرار کیا اور آپ کی نصف چادر لے کر اپنا حق ہمیشہ کے لئے منوا لیا۔ آپ کی وفات کے وقت مسلمانوں کا آپ کو اپنا سمجھنا اور آپ کی آخری رسومات اسلامی طریق پر ادا کرنے کا مطالبہ کرنا بتاتا ہے کہ آپ مسلمانوں کے ساتھ محبت و پیار رکھتے تھے اور مسلمان آپ کی عزت و احترام کرتے تھے۔

ایک سکھ ودوان سردار سردول سنگھ صاحب کویشر نے مسلمانوں کے اس مطالبہ کے متعلق اپنے خیالات اس طرح ظاہر کئے ہیں :-

"اس میں کوئی خاص بات نہیں کہ گورو نانک صاحب کی وفات کے وقت کسی کو معلوم نہ تھا کہ گورو نانک صاحب کا مذہب کیا تھا؟....

مسلمان چاہتے تھے کہ شرع کے مطابق ان کو دفن کیا جائے۔ آجکل
بھی جو لوگ گورو صاحب کا اُپدیش پڑھتے ہیں وہ پکا فیصلہ نہیں کر سکتے
کہ ان کا مذہب کیا تھا۔۔۔۔۔ گورو صاحب میں ہر ایک کو اپنے مذہب
کے اچھے اصول دکھائی دیتے تھے۔"

(دکل تارک گورو صہ ۳۳)

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ بابا نانک صاحب اپنی تمام عمر اسلامی اصولوں
اور خیالات کی تردید کرتے رہے لیکن حالات کے مطالعہ سے یہ بات درست ثابت
نہیں ہوتی۔ مسلمان مذہب کے معاملہ میں بڑے سخت ہیں۔ اسلام کی تاریخ گواہ ہے
کہ مسلمانوں نے معمولی معمولی اختلافات کو بھی ناپسند کیا ہے اور اسی بنا پر بہت سی اہم
شخصیتوں پہ اسلام سے خارج ہونے کے فتوے لگائے ہیں۔ اگر بابا صاحب سچ مچ
ہی اسلام کا کھنڈن کیا کرتے تھے تو مسلمان آپ کو کیسے اپنا مان سکتے تھے۔ پیار کے
بدلے میں ہی پیار کیا جا سکتا ہے۔

گورو نانک صاحب کی یادگاریں

بابا صاحب کی یادگاریں بھی ایسی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو اسلام اور
مسلمانوں سے بے حد محبت تھی۔ چنانچہ ان یادگاروں میں سے ایک " چولا صاحب" ہے
جو ڈیرہ بابا نانک کے بیدی صاحبان کے پاس اب تک موجود ہے۔ اس چولا صاحب
پر صرف قرآن مجید کی آیات عربی زبان کے مختلف رسم الخطوں میں لکھی ہوئی ہیں جن
میں سے ایک آیت کا ترجمہ یہ ہے :-

"خدا کے نزدیک سچا مذہب اسلام ہے۔"

چولا صاحب کا سالانہ میلہ ۲۱ - ۲۲ - اور ۲۳ پھاگن کو لگتا ہے اس میں دور دراز سے بڑی تعداد میں سنگت جمع ہوتی ہے اور چولے صاحب کے درشن سے اپنی روحانی پیاس بجھا کر اطمینانِ قلب حاصل کرتی ہے۔ ایک سکھ وِدوان نے چولہ صاحب کے درشن کو جناب بابا صاحب کے درشن بتایا ہے :-

"بابا کابلی مل صاحب نے .... چولہ صاحب بڑی محبت اور عقیدت کے ساتھ لا کر اس جگہ رکھا جس کے درشن کرنے سے گورونانک صاحب کے درشن ہوتے ہیں۔ درشن کرتے ہی اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔" (گور دھام دیدار صفحہ ۳۰)

بابا صاحب کی دوسری یادگار گورو ہر سہائے کا قرآن شریف ہے جو گورو ہر سہائے ضلع فیروز پور میں ہے اور جس کو پوتھی صاحب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کے متعلق ایک سکھ وِدوان لکھتے ہیں :-

"گورو ہر سہائے میں ایک قرآن شریف پڑا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ وہ قرآن شریف ہے جس کو گورونانک صاحب مکّے اور مدینے کے سفر میں اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔"

(خالصہ سماچار ۸ راکتوبر ۱۹۳۱ء)

جنم ساکھی بالا اور دوسے معلوم ہوتا ہے کہ بابا صاحب نے مکّہ اور مدینہ کے سفر میں اپنے ساتھ قرآن شریف بھی رکھا تھا (صفحہ ۱۴۹) بھائی گورداس جی نے بھی آپ کا مکّے جانا بیان کرتے ہوئے "کتیب کچھ" لکھا ہے (وار ۱ پوڑی ۳۱) ایک وِدوان جی

نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ "کیتب کچھ" کا ترجمہ حمائل شریف کئے جا سکتے ہیں حمائل شریف چھوٹے سائز کے قرآن شریف کو کہا جاتا ہے۔ (پراچین بیڑاں صنہ ۲)

الغرض بابا صاحب کی یہ دونوں یادگاریں بھی آپ کی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ محبت کا ثبوت ہے اور اسی محبت کی وجہ سے مسلمان بھی آپ سے عقیدت اور بے پناہ محبّت رکھتے ہیں۔

مسلمانوں نے بابا صاحب کے ساتھ عقیدت ظاہر کرنے کے لئے اور بھی کئی جگہوں پہ آپ کی تاریخی یادگاریں قائم کی ہوئی ہیں جن میں سے ایک مشہور یادگار کا علم ۱۹۱۴ء میں ہوا جب کہ سکھ پلٹن جنگ کے وقت بغداد میں گئی تھی۔ اس کے سرداروں نے وہاں پر ایک مقام دیکھا جس جگہ بابا نانک صاحب کی شاہ بہلول یا "مراد" کے ساتھ گفتگو ہوئی تھی۔ وہاں کے مجاور سید محمد یوسف نے بتایا کہ وہ دسویں پشت سے اس جگہ جانشین مقرر ہوا ہے۔ اس مقام کے اردگرد چار دیواری بنی ہوئی ہے اور ایک کتبہ بھی لگایا ہوا ہے جس کا ذکر ہم اس سے پہلے کر چکے ہیں۔

(۲) ڈاکٹر کرتار سنگھ صاحب گیانی نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ افغانستان میں زیارت شاہ ولی بابا نانک صاحب کے نام کا ایک مقام ہے اس جگہ کے متعلق اخبار شیر پنجاب نے ایک بار یہ شائع کیا تھا کہ یہ بابا صاحب کی یادگار میں ایک استھان ہے جو قندھار سے جنوب مغرب میں ۲۵ - ۳۰ میل دور ہے یہ آٹھ مربع فٹ کا ایک چبوترہ ہے اور اس کا مجاور ایک مسلمان ہے جو کسی شخص کو اشنان (غسل) کے بغیر اندر داخل نہیں ہونے دیتا۔ اس مجاور کے ہاتھ

کا سب ہندو اور سکھ کھا لیتے ہیں۔

(شیر پنجاب شہیدی نمبر ۹ر جون ۱۹۴۰ء)

(۳) جلال آباد (افغانستان) میں بابا صاحب کی یادگار میں ایک چشمہ ہے جو حکومت کے قبضہ میں ہے بیساکھی کے دن سکھ وہاں پر دیوان لگاتے اور حکومت کی طرف سے دیوان کے لئے ہر قسم کی امداد ملتی ہے کئی سرکاری افسر بھی اس دن جلوس میں شامل ہوتے تھے۔

(دیکھو افغانستان وچ ایک مہینہ ص۵۸)

(۴) اسی طرح دکن میں بابا نانک صاحب کا ایک استھان ہے جس کا نام نانک جھیرا ہے۔ اس کا متولی مسلمان ہے۔

(خورشید خالصہ ص۲۱۹ و گوردوارے درشن ص۳۷)

(۵) ملتان میں بھی بابا نانک صاحب کی ایک یادگار مسلمانوں نے بنائی ہوئی ہے (گوردوارے درشن ص۵) اس جگہ بابا صاحب کے پنجہ کا نشان بھی تھا لیکن جب اکالی تحریک نے زور پکڑا تو وہاں کے مجاوروں نے اس خیال سے کہ کہیں اس جگہ بھی اکالی مورچہ نہ لگالیں۔ اس پنجہ کے نشان کو مٹا دیا۔ چنانچہ بھائی ویر سنگھ صاحب نے اس کے متعلق یوں تحریر کیا ہے۔

"شمس تبریزؒ کی خانقاہ ملتان میں ہے جس جگہ گورو صاحب بیٹھے تھے وہاں یادگار میں منجی صاحب تھی۔ شریان سنت بسنت سنگھ صاحب اور کئی دوستوں نے خود اسے دیکھا اور گواہی دی ہے۔ .... موقعہ ملنے پر مسلمانوں نے منجی اٹھادی لیکن ست گورو کے

ایک پنجہ کا نشان مجاور دکھایا کرتے تھے۔ اکالی تحریک کے خوف سے مجاوروں نے اس کو بھی مٹا دیا "

(حاشیہ نانک پرکاش ص۱۰۷۲)

(۶) سرسہ ضلع حصار میں بھی ایک استھان شری گورو نانک کے ساتھ محبت رکھنے والے مسلمانوں نے بنایا ہوا ہے (گوردوارے درشن ص۴۴) اور (خورشید خالصہ ص۲۱۹) سرسہ کے متعلق یہ بھی لکھا ہوا ملتا ہے کہ یہاں پر نانک صاحب نے شیخ فرید ثانی شمس الدین اور خواجہ روشن دین کے ساتھ چلّہ کشی کی تھی۔ یہ یادگار بابا صاحب کے اس چلّہ کی ہے۔ (تواریخ گورو خالصہ اُردو ص۴۱)

(۷) ایک اور جگہ جس کو سکھ عام طور پر ننگاہا صاحب کے نام سے یاد کرتے ہیں مسلمانوں نے قائم کی ہوئی ہے۔ (خورشید خالصہ ص۲۲۲)

(۸) بالاکوٹ میں بابا صاحب کی یادگار کے طور پر ایک استھان مسلمانوں نے بنایا ہوا ہے۔ (رسالہ امرت امرتسر نومبر ۱۹۳۶ء و گوردھام سنگرہ ص۱۳۸)

(۹) ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ میں بابا صاحب کا تواریخی استھان روڑی صاحب ہے یہ یادگار پہلے محمد شاہ غازی نے بنوائی تھی۔ (گوردھام سنگرہ ص۲۸) یہاں پر یہ بتا دینا غیر مناسب نہ ہوگا کہ مسلمانوں نے بابا نانک صاحب کی جتنی بھی تاریخی یادگاریں بنائی ہیں ان کی شکلیں یا تو مسجدوں کی سی ہیں اور یا تکیوں جیسی۔ جیسا کہ گیانی گیان سنگھ صاحب نے لکھا ہے۔

"جس جس طرف گورو صاحب گئے وہاں پر مکان بھی باباجی کے مسجدوں کی شکل میں بنے ہوئے ہیں اور ولی ہند کے نام سے مشہور ہیں "

(تواریخ گورو خالصہ ص۲۴۵)

ماسٹر مہتاب سنگھ صاحب نے بھی اسلامی ممالک میں مسلمانوں کی طرف سے بنائی ہوئی بابا صاحب کی یادگاروں کے بارے میں یہی لکھا ہے کہ وہ مسجدوں کی شکلوں پر ہیں (ناواں تے تھاواں دا کوش صفحہ ۳۵) کئی ایسی بھی ہیں جن کی شکل تکیہ جیسی ہے۔

(گوردھام دیدار صفحہ ۵۴۹)

تاریخ بتاتی ہے کہ جہاں پر مسلمانوں نے خود بابا صاحب کی یادگاریں قائم کی ہیں وہاں پر انھوں نے سکھوں کی قائم کردہ یادگاروں کی بھی اچھی سیوا کی ہے کچھ مثالیں درج ذیل ہیں:۔

گوردوارہ نانک متا۔ پیلی بھیت

یہ گوردوارہ یو۔پی میں ہے۔ اس کے ساتھ کچھ گاؤں کی زمین بطور جاگیر ہے جو اودھ کے نوابوں نے نذر کی ہوئی ہے۔ (پراچین بیڑاں صفحہ ۲۸۹)

چندن کا چنوّر

سردار گوربخش سنگھ صاحب شمشیر لکھتے ہیں کہ ایک مسلمان فقیر حاجی محمد مسکین نانک پیار کی کشش میں امرتسر آئے اور ۳۱ دسمبر ۱۹۲۵ء کو دن کے دو بجے انھوں نے ایک بہت قیمتی چندن کا چنوّر بڑی عقیدت سے بھائی ہیرا سنگھ راگی کی معرفت دربار صاحب کی نذر کیا۔ اس نانک پریمی مسلمان نے یہ چندن کا چنوّر پانچ برس اور سات مہینے کی محنت سے تیار کیا تھا۔ اس کی ایک لاکھ پینتالیس ہزار باریک تاریں ہیں۔ ان کو ۹ من اور ۱۴ سیر چندن میں سے تیار کیا گیا تھا۔ آجکل یہ چنوّر بڑی

حفاظت کے ساتھ جلوخانے میں رکھا ہوا ہے۔ جب یہ چندن کا چنوّر فقیر نے نذر کیا تھا تو سری ہرمندر کی طرف سے ایک سو پونڈ کے قیمتی دو شالے اُن کو بطور خلعت دیئے گئے تھے۔ (رسالہ امرت۔ مئی ۱۹۳۶ء)

ننکانہ صاحب کے گوردوارہ جنم استھان کے شمال مشرقی دروازہ کے دونوں جانب سنگ مرمر کے دو سفید پتھر دیوار میں چسپاں ہیں۔ جن پر گورمکھی حروف میں یہ عبارت مرقوم ہے:-

"سیوا کرائی حکیم بھولے خاں موضع رڑکا چک ۱۰۰ رکھ برانچ ضلع لائل پور ۱۲ ہاڑ سمت ۱۹۸۶ بکرمی"

دوسرے پتھر پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:-

"سیوا کرائی بیگم دھرم پتنی حکیم بھولے خاں موضع رڑکا چک ۱۰۰ رکھ برانچ ضلع لائلپور ۱۲ ہاڑ سمت ۱۹۸۶ بکرمی"

جماعت احمدیہ کی طرف سے گورداروں کی سیوا

یہ ہم بتا چکے ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک مذہبی جماعت ہے اور یہ جماعت مذہب کی اشاعت کے ساتھ صلح اور امن کی تعلیم دینا بھی اپنا فرض سمجھتی ہے۔ اس جماعت کی طرف سے مناسب مواقع پر گوردواروں کی سیوا میں حصہ لیا گیا ہے جیسا کہ گوردوارہ پنجہ صاحب کی سیوا و مرمت کا کام جب سکھوں نے شروع کیا۔ تو جماعت احمدیہ کی طرف سے اس وقت پانچسو روپیہ بطور عطیہ دیا گیا۔ اس کے متعلق ایک سکھ ودوان نے لکھا ہے کہ جماعت احمدیہ کا یہ طریقہ سکھ مسلم اتحاد کو بہت

زیادہ مضبوط کرے گا۔ (شیر پنجاب ۳/ مارچ ۱۹۳۵ء)

اسی طرح گوردوارہ پٹنہ صاحب کی مرمت کے لئے جماعت کی طرف سے پانچسو روپیہ دیا گیا۔ قادیان کے اردگرد کئی گوردواروں کی تعمیر کے اخراجات جماعت احمدیہ نے اٹھائے۔ ٹھیکری والا کا گوردوارہ احمدیہ جماعت نے بنوایا۔ موضع ڈھیسی کے گوردوارے کے لئے تمام اینٹیں اپنی طرف سے دیں۔ قادیان اور کئی اور جگہوں پہ گوردواروں میں اکھنڈ پاٹھوں کے موقع پہ اور گورونانک صاحب کے جنم دن کے جلسوں پر لنگر کے لئے سینکڑوں روپے جماعت کی طرف سے سکھوں کو دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ سکھوں کا مشہور اخبار شیر پنجاب دہلی مورخہ ۲۳/ مارچ ۱۹۵۸ء گوردوارہ بوڑھی صاحب کی تعمیر کے سلسلے میں لکھتا ہے :۔

"احمدیہ جماعت کی طرف سے گوردوارہ کے لئے دو ہزار اینٹوں کی پیش کش کی گئی۔ جتھے دار ہزارہ سنگھ اور سردار پریتم سنگھ نے جماعتِ احمدیہ کی اس پیش کش کی بہت تعریف اور سراہنا کی اور بیان کیا کہ احمدیہ جماعت سکھوں کے ساتھ ہمیشہ محبت اور پیار اور رواداری سے پیش آتی رہی ہے۔ ابھی چند دن پہلے قادیان کے اکھنڈ پاٹھوں میں بہت سی رقوم گورو کے لنگر کے لئے دے چکی ہے۔ بہت سی بیڑیں گورو گرنتھ صاحب کی پاکستان سے منگوا کر بھینٹ کر چکی ہے اور اپنے ایک جلسہ پر ننکانہ صاحب سے جل صاحب اور چرن دھوڑ بھی لا کر سنگھ سبھا کو پیش کر چکی ہے۔ ہم سب سنگھ احمدیہ جماعت کے مشکور ہیں اور اس کی محبت بھری کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔"

یہ ذکر کر دینا بھی مناسب ہے کہ گیانی گیان سنگھ جی نے لکھا ہے کہ پنجے صاحب کا تالاب خواجہ شمس الدین صاحب نے بنوایا تھا۔ (گور دھام سنگرہ ص ۲۲)

خان قلات کی طرف سے گورو نانک صاحب کے گوردوارہ کے ساتھ جاگیر لگی ہوئی ہے (گوردوارے درشن ص ۵)

گوردوارہ نانک جھیرہ حیدر آباد دکن کے ساتھ ریاست حیدر آباد کی طرف سے گزارہ کے لئے بہت سی جاگیر ہے۔ (گوردوارے درشن ص ۴۹)

گوردوارہ پیر صاحب کے مہنت کے نام سند محمد شاہ بادشاہ کی لکھی ہے اس میں دو آنے روزانہ شاہی خزانہ میں سے ہمیشہ ملنے کا حکم ہے۔
(گور دھام دیدار ص ۲۸)

گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ شہنشاہ اورنگ زیب کی فوج آسام کو فتح کر کے واپس آئی تو اس کے سپاہیوں نے راجہ بشن سنگھ کے کہنے پر بابا نانک صاحب کے استھان کی خدمت کے لئے پانچ پانچ ڈھال مٹی کی بھر بھر کر ڈالیں۔ اور وہ جگہ بنا دی۔ (تواریخ گوردوارہ خالصہ ص ۱۴۳۷)

گورو نانک صاحب کی یادگاروں کا مسلمانوں کے ہاتھوں قائم ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمان آپ کو اپنا بزرگ اور پاکباز شخص سمجھتے تھے اور مسلمانوں کی نانک سے محبت کا کسی خاص ونیش یا زمانہ کے مسلمانوں کے ساتھ تعلق نہیں تھا بلکہ اکثر اسلامی ممالک کے مسلمان اور ہر طبقہ کے مسلمان آپ سے عقیدت۔ خلوص اور دلی محبت رکھتے تھے۔

گیانی گیان سنگھ صاحب نے بغداد کے مسلمانوں کا نانک پریم بیان کرتے

ہوئے لکھا ہے کہ :-

" اکثر راست گو حاجیوں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ یہاں پر (بغداد میں) ایک مکان بھی گورو نانک صاحب کی یادگار میں بنا ہوا ہے جس کو نانک پیر کے نام سے پکارتے ہیں اور وہاں پر عموماً لوگ اُن کو مسلمان پیر خیال کرتے ہیں۔" (تواریخ گورو خالصہ صـ۴۵)

اسلامی ممالک کے مسلمانوں کا بابا نانک صاحب کو اپنا پیر سمجھ کر قابلِ عزت سمجھنا اس عظیم الشان محبت اور عقیدت کا آئینہ دار ہے جو مسلمانوں کے دلوں میں آپ کے متعلق تھی۔ سکھ ودوان یہ مانتے ہیں کہ باباصاحب اسلامی ممالک میں مسلمانوں سے کسی قسم کی چھوت چھات نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے ساتھ ابھید ورتدے (مل کر کھاتے پیتے) تھے جیسا کہ ایک ودوان نے لکھا ہے :-

" تیسرے سفر میں عرب ایران افغانستان وغیرہ اسلامی ممالک میں گوروصاحب نے تقریباً تین برس گزارے تین سال کی روٹیاں ہندوستان سے پکا کر اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے تھے۔"

(دھرم تے سداچار صـ۶۱)

شہنشاہ اورنگ زیب نے بابانانک صاحب کے مسلمانوں کے ساتھ مِل جُل کر کھانے پینے کے متعلق یہ گواہی دی ہے :-

" (گورو نانک صاحب) نے اسلامی ممالک میں کئی سال پھر کر مسلمانوں کے ساتھ محبت پیدا کی۔ ان کے ساتھ کھاتے رہے۔ انھوں نے چھوت چھات اور نفرت کو دُور کیا۔" (تواریخ گورو خالصہ صـ۱۹۲)

گورو انگد صاحب اور ہمایوں بادشاہ

شہنشاہ بابر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ہمایوں بھارت کا بادشاہ بنا اور سکھوں کے اصول کے مطابق بابا صاحب کی وفات کے بعد گورو انگد صاحب ان کے جانشین ہوئے۔ ہمایوں کو بادشاہ بنے ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ شیر شاہ سوری نے اس کو شکست دیکر دہلی کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ جب ہمایوں شکست کھا کر کابل کی طرف جا رہا تھا تو اس کے ماموں مرزا قاسم بیگ نے کہا کہ گورو نانک نے بابر کو سات پشت تک بادشاہت کرنے کی دعا دی تھی۔ ان کے گدّی نشین گورو صاحب سے مل کر معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ کیا بات ہے۔ آپ کی بادشاہت کیوں جاتی رہی؟ (تواریخ گورو خالصہ صنہ ۳۶) اس پر ہمایوں بادشاہ گورو انگد صاحب کے پاس آیا۔ اس وقت گورو صاحب مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے ہمایوں کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ یہ طریقہ ہمایوں کو بہت برا معلوم ہوا۔ اس نے گورو صاحب پر تلوار کھینچ لی لیکن :-

"اتنے میں گورو صاحب نے مراقبہ سے بیدار ہو کر کہا کہ اے بادشاہ! تو نے یہ شمشیر شیر شاہ سوری پر کیوں نہ اٹھائی؟ وہاں سے پیٹھ دکھا کر آئے اور اب پیروں فقیروں پر شمشیر کی بہادری دکھانا چاہتے ہو؟ بادشاہ نے گورو کو ولی سمجھ کر ان سے معافی مانگی۔ گورو صاحب نے جو دوست اور دشمن کو یکساں سمجھتے تھے فرمایا کہ چند سال کے بعد تم ہندوستان کے بادشاہ ہو جاؤ گے بلکہ ایسی حالت

میں تمہارے گھر ایک شاہزادہ صاحب اقبال اور نیک نام پیدا ہوگا جو
تمام افغانستان اور ہندوستان پہ حکومت کرے گا۔ چنانچہ ایک
مدت کے بعد گورو صاحب کا قول پورا ہوگیا۔"
(تواریخ گورو خالصہ اُردو)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمایوں بادشاہ کا دوبارہ بھارت کا بادشاہ بننا اور مغلوں کی حکومت کا قائم ہونا گورو انگد صاحب کی دُعا (ور) کا نتیجہ تھا۔
گیانی گیان سنگھ صاحب نے ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ گورو انگد صاحب نے اس بات کی بھی تائید کی کہ مغلوں کی بادشاہی کا قیام بابا نانک صاحب کی دعا کا ہی نتیجہ تھا جیسا کہ گورو انگد صاحب نے ہمایوں کو کہا تھا :-

"بارہ تیرہ برس کے بعد پھر تو دہلی کا بادشاہ بنے گا اور سات پشتوں
تک تیرا راج قائم رہے گا۔ گورو نانک صاحب کا قول کبھی غلط
نہیں ہوگا۔" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۳۶۰)

ایک ودوان صاحب لکھتے ہیں کہ ہمایوں نے گورو انگد صاحب پہ جو تلوار کھینچی تھی اس میں گورو صاحب کے دشمنوں کا ہاتھ تھا ۔ انھوں نے ہمایوں کو یہ تحریک کی تھی کہ :-

"تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ مذکورہ مخالف جماعت نے
گورو انگد صاحب کو شہید کرانے کی غرض سے ہمایوں سے تلوار اٹھوائی
تھی مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا مقصد حاصل نہ ہوا اور ہمایوں
گورو صاحب کا مُرید بن گیا۔" (سکھ ہندو نہیں صفحہ ۸)

سکھ گورو صاحبان اور شہنشاہ اکبر

ہمایوں کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اکبر بادشاہ ہوا۔ یہ بہت عقلمند، انصاف ور اور روادار تھا۔ اس نے اپنی عقلمندی سے سارے بھارت پر ایک لمبے عرصے تک حکومت کی۔ اس کے عہدِ حکومت میں تین سکھ گورو صاحبان یعنی گورو امر داس صاحب۔ گورو رام داس صاحب اور گورو ارجن صاحب ہوئے ہیں۔ اس کی وفات گورو ارجن صاحب کے وقت میں ہوئی۔ اس کے عہد میں سکھ گورو صاحبان کے گھرانے کے کئی لوگوں نے گور گدی کے متعلق جھگڑے کھڑے کئے تھے اور مقدمے بازی تک نوبت آئی لیکن اس نے سارے مقدموں کا فیصلہ انصاف و عدل سے نپٹا دیا۔ اور سکھ گورو صاحبان کے حقوق کی پوری پوری حفاظت کی اور گورو گوبند سنگھ صاحب نے اکبر بادشاہ کے متعلق یہ کہا ہے:-

اکبر برہمچاری بپ دھارا
دھرم اپنا خوب سوارا

(سو ساکھی ساکھی ۱۵)

گورو امر داس صاحب اور اکبر بادشاہ

گورو انگد صاحب کے بعد سکھی اصولوں کے مطابق گورو امر داس صاحب گدی نشین ہوئے مشہور سکھ وِدوان بھائی سنتو کھ سنگھ جی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ہندوؤں نے مل کر گورو امر داس صاحب کے خلاف شہنشاہ اکبر کے پاس یہ دعویٰ

دائر کیا کہ گورو صاحب نے ان کا سارا دھرم تبدیل کر دیا ہے اس کا مناسب انتظام کیا جائے۔ ورنہ بعد میں بڑی مشکل ہو گی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ہندوؤں نے شہنشاہ اکبر کے دربار میں حاضر ہو کر کہا کہ :۔

تم مریاوہ راکھن ہارے ۔ بگرت کو جگ دیت سدھارے
گوئند وال امر گور ہوا ۔ بھید چاروں برن دا کھووا
رام گائتری منتر نہ جپیو ۔ واہگورو کی تھاپنا تھپیو
جگ چاروں میں کہیں نہ ہوئی ۔ جم مریاد بگاری سوئی
شرت سمرت کے راہ نہ چالے ۔ من کو مت کر بھئے نرالے
ہری کرد عدالت ایہی ۔ ودھ ہوئے دھرم سواج بدیہی
بسر جائے سب جگت بسالا ۔ پن مشکل ہوئے ٹلے نہ ٹالا

(گورو پرتاپ سورج گرنتھ راس ۱ آنسو ۴۴)

اکبر بادشاہ نے ان کی درخواست سُن کر یہ حکم دیا کہ جب تک دوسرے فریق کی باتیں نہ سُنی جائیں اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس نے گورو صاحب کی طرف شاہی فرمان ارسال کیا کہ آپ کے خلاف ہندوؤں نے شکایت کی ہے کہ آپ نے ان کا مذہب بگاڑ دیا ہے اس لئے آپ خود یا اپنا کوئی نمائندہ بھیج کر اس کا جواب دیں۔ (اتہاس سکھ گورو صاحبان صہ ۱۴۲)

اکبر کے اس فرمان کے پہنچتے ہی گورو صاحب نے اپنے ایک مرید سری جیٹھا جی کو جو بعد میں آپ کے جانشین مقرر ہوئے اور گورو امرداس صاحب کہلائے، کو اپنا نمائندہ بنا کر روانہ کیا۔ بادشاہ نے ساری بات چیت کو سن کر یہ

فیصلہ سنایا کہ :-

"میں کسی کے مذہب میں دخل نہیں دیتا اور مجھے خود بھی ان کے خیالات بہت پسند ہیں۔ یہ فیصلہ سن کر وہ سب شکایت کنندگان شرمندہ ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اکبر بادشاہ نے گورو رام داس کی بہت عزت و تکریم کی۔" (اتہاس سکھ گورو صاحبان ص۱۰۱)

تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ایک دفعہ گورو صاحب تیرتھوں کی طرف جا رہے تھے کہ ایک جگہ پر ٹیکس وصول کرنے والوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو روک لیا اور کہنے لگے کہ ٹیکس وصول کرنے کے بغیر آپ کو آگے نہیں جانے دیا جائے گا۔ گورو صاحب نے کہا۔ ہم تو فقیر لوگ ہیں۔ ہم کوئی ٹیکس ادا نہیں کر سکتے۔ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ جب یہ بات شہنشاہ اکبر تک پہنچی تو اس نے محصول کی معافی کا حکم صادر فرمایا اور ٹھیکیداروں کو کہہ دیا کہ گورو امرداس صاحب اور ان کے ساتھیوں سے کسی قسم کا ٹیکس نہ لیا جائے۔

(تواریخ گورو خالصہ ص۲۰۷ اردو)

اس کے علاوہ گیانی صاحب نے اکبر بادشاہ کا گوئندوال آنا اور گورو امرداس صاحب کے درشن کرنا اور پچاس مہروں کا آپ کی نذر کرنا بیان کیا ہے۔

(تواریخ گورو خالصہ ص۲۰۷)

سکھ تاریخ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ گوئندہ نامی ایک شخص نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ لاہور پہنچ کر گورو امرداس صاحب کے خلاف بے دخلی کا دعویٰ دائر کیا اور اپنے دعویٰ میں یہ بھی لکھا کہ گورو صاحب گوئندوال پر اپنا قبضہ جمانا

چاہتے ہیں اور اپنے خیالات کی تکمیل کے لئے وہاں پر ایک باؤلی بنانے کے خواہشمند ہیں۔ اُن کو اس سے روک دیا جائے۔ صوبیدار لاہور جعفر بیگ نے گورو صاحب کو لاہور طلب کیا۔ گورو صاحب خود نہ گئے اور اپنی جگہ گورو رام داس صاحب اور بڈھا جی کو روانہ کیا۔ انھوں نے لاہور پہنچ کر گوندہ اور اس کے ساتھیوں کو دنداں شکن جواب دیئے۔ حاکم نے ساری بات سُن کر کہا کہ وہ خود گوندوال جاکر اس سارے جھگڑے کا فیصلہ کرے گا۔ چنانچہ چند دن کے بعد وہ گوندوال پہنچا اور وہاں پر گورو صاحب کا لنگر وغیرہ دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ اور مقدمہ کے متعلق لوگوں کی شہادتیں بھی لیں۔ آخر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ گوندہ اور اس کے ساتھیوں کا دعویٰ جھوٹا اور بے بنیاد ہے۔ گورو امرداس صاحب سچے ہیں اور اس کے بعد گوندے نے دہلی جاکر اپیل دائر کردی لیکن وہاں پر بھی اسے کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ اس پر گوندہ اور اس کے ساتھی اس وقت کے قانون کے مطابق بادشاہ کے حضور فریادی ہوئے۔ لیکن وہاں پر بھی ان کی شنوائی نہ ہوئی۔

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۰۵ گورپرتاپ سورج گرنتھ راس ا آنسو ۴۳)

گوندہ کے بعد اس کے بیٹے نے بھی گورو صاحب پر اسی قسم کا مقدمہ دائر کیا لیکن وہ بھی خارج ہوا۔ (تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۱۰۱)

شہنشاہ اکبر کی طرف سے جاگیر

سکھ تواریخ میں مرقوم ہے کہ اکبر بادشاہ سکھ گورو صاحبان کے ساتھ ہمیشہ محبت اور عزت کا برتاؤ کرتا تھا اور ایک دفعہ وہ گورو امرداس صاحب کے درشن کیلئے

بھی آیا اور اس نے چوراسی گاؤں بطور جاگیر گورو صاحب کی نذر کئے جیسا کہ لکھا ہے کہ:۔

پُن کہ موَپے کرنا کیجئے کچھ گاؤں لنگر کو لیجئے
سرکھ سو گور کین اچارا رام داس مالک نر دھارا
تن کو دیہہ شاہ دیہہ کینوں چوراسی گاؤں گور کو دینوں
رام داس گور گاؤں سو پائے اچھا شاہ کی پور کرائے

(گور بلاس پادشاہی چھ ادھیائے ا)

یعنی پھر کہا مجھ پر عنایت فرمائیے اور لنگر کے واسطے کچھ گاؤں مجھ سے لے لیں)۔
گورو مہاراج نے اپنے منہ سے فرمایا کہ رام داس نے تو مالک پر آسرا رکھا ہے
ان کو دے کر گورو کو شاہ بنایا اور چوراسی گاؤں ان کے حوالے کردیئے اور
اس گورو نے وہ گاؤں حاصل کرلئے اور بادشاہ کی خواہش پوری کردی۔

ان چوراسی گاؤں کی فہرست بھی سکھ لٹریچر میں دی گئی ہے جو یہ ہے:۔

۱۔ جھبال	۹۔ سنگھ پورہ	۱۷۔ میاں پور
۲۔ گدڑی	۱۰۔ نوردی	۱۸۔ جگت پور
۳۔ بگیاڑی	۱۱۔ پنڈوری تخت مل	۱۹۔ بھٹھ گڑھ
۴۔ ایاں	۱۲۔ چبہ	۲۰۔ ساجڑاں
۵۔ ٹھٹھا	۱۳۔ گلوالی	۲۱۔ باصرکے
۶۔ کسیل	۱۴۔ ابن	۲۲۔ کھاپڑکھیڑی
۷۔ ڈھنڈ	۱۵۔ بھوڑو	۲۳۔ تھاندے
۸۔ سرسنگھ	۱۶۔ غیردی	۲۴۔ مولاچک

٢٥۔ بھراڑی وال
٢٦۔ گمان پور
٢٧۔ رام پور
٢٨۔ وڈالی گورو
٢٩۔ کوٹ سید محمود
٣٠۔ گول وڑ
٣١۔ رٹول
٣٢۔ وریال
٣٣۔ چاٹی ونڈ
٣٤۔ جیتے کلاں
٣٥۔ سلطان ونڈ
٣٦۔ ودبرجی
٣٧۔ تنگ
٣٨۔ دلّہ
٣٩۔ ویرکا
٤٠۔ ننگلی
٤١۔ نوشہرہ
٤٢۔ بل
٤٣۔ مراد پور
٤٤۔ کمٹالہ
٤٥۔ بل سوچندر
٤٦۔ ہمیر کبو
٤٧۔ میراں کوٹ
٤٨۔ ماہل
٤٩۔ گھنوپور کالا
٥٠۔ خیر آباد
٥١۔ دھول کلاں
٥٢۔ خاصہ
٥٣۔ کھور ملیاں
٥٤۔ ہوشیار نگر
٥٥۔ نتھو پور
٥٦۔ تاجو چک
٥٧۔ بھکنہ
٥٨۔ چیچہ
٥٩۔ مہاناں
٦٠۔ راجہ تال
٦١۔ بھردیال
٦٢۔ بھتے
٦٣۔ دودے
٦٤۔ لیسہ
٦٥۔ سکھ چک
٦٦۔ گنڈی ونڈ
٦٧۔ سرائے امانت خاں
٦٨۔ نوشہرہ ڈھالہ
٦٩۔ چاہل
٧٠۔ بھچر
٧١۔ سوہل ٹھٹھی
٧٢۔ گگوبوآ
٧٣۔ پنج وڈ
٧٤۔ لالو گھمن
٧٥۔ مولووال
٧٦۔ موسیٰ پور
٧٧۔ پلاسور
٧٨۔ رسول پور
٧٩۔ مغل چک
٨٠۔ روڑے حاصل
٨١۔ قدگل

۸۲۔ پنڈوری گولہ ۸۳۔ ملیاں ۸۴۔ دیو

(گوردھام دیدار صفحہ ۸۹ و صفحہ ۹۰)

گیانی ٹھاکر سنگھ صاحب نے شہنشاہ اکبر کی جاگیر کے ۵۸ گاؤں لکھے ہیں۔

(گوردوارے درشن صفحہ ۶۱۳)

ایک اور ودوان نے ۸۰ گاؤں بتائے ہیں۔

(شیر پنجاب ۱۰ /جون ۱۹۵۶ء)

ایک سکھ ودوان نے اس جاگیر کے متعلق اپنے خیالات یوں لکھے ہیں:۔

"اکبر بادشاہ سے پہلے بھی چاہے اسلامی بادشاہوں نے گوروگھر کے ساتھ پریم کیا تھا۔ لیکن اس بادشاہ نے اسلام کا سکھوں کے ساتھ وہ رشتہ جوڑ دیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔ پرگنہ جھبال کے چوراسی گاؤں سری گورامرداس صاحب کی بیٹی بی بی بھانی جی کے نام جاگیر لگا دی جن میں دین اور دنیا کا مرکز سری امرت سر بھی ہے"

(رسالہ ایڈ لیشک جولائی ۱۹۳۳ء)

یقیناً اکبر بادشاہ کا چوراسی گاؤں جاگیر کے طور پہ نذر دینا اور اس جاگیر میں امرتسر اور سری دربار صاحب کا بننا سکھ مسلم اتحاد کی ایک نہ مٹنے والی یادگار ہے۔ اکبر نے صرف زمین ہی عطا نہیں کی تھی بلکہ اپنے سپاہی بھی بطور خدمت کے بھیجے تھے جیسا کہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ اگست ۱۹۵۷ء میں لکھا ہے کہ "اکبر کا گورو گھر کے ساتھ نہ ٹوٹنے والا تعلق پیدا ہو گیا۔ سری گورو امرداس جی کے ساتھ اور بھی تعلق بڑھ گیا۔ جب امرتسر کے تالاب کی سیوا ہو رہی تھی۔ اکبر اپنے لشکر سمیت حاضر ہو گیا۔ مغلیہ فوجوں نے بہت سی سخاوت کی۔ لیکن افسوس ہے کہ ایسی خوبصورت اور

اچھی اور پریم بھری باتوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ سکھ اتہاس میں لکھا ہے کہ اکبر بادشاہ نے چتوڑ کی لڑائی میں گورو امرداس کی دعا سے فتح حاصل کی تھی۔ لہٰذا اس نے گوئند وال میں زیر تعمیر باولی کے لئے اپنے کاریگر بھیج دیئے تھے (تواریخ گورو خالصہ اُردو صفحہ ۸۳) اس باولی کے بنانے میں مرزا طاہر بیگ نے بہت مدد کی (تواریخ گورو خالصہ اُردو صفحہ ۸۲) سردار بہادر کاہن سنگھ جی لکھتے ہیں کہ اس باولی کے ساتھ مغل بادشاہوں نے جاگیر لگائی تھی جو مبلغ ۱۱۵۵ روپیہ سالانہ ہے (مہاں کوش صفحہ ۱۲۷۷)

سردار ہوشیار سنگھ صاحب نے لکھا ہے کہ اکبر بادشاہ نے گورو امرداس کی تحریک پر رسم ستی کو بند کر دیا تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

"سری گورو امرداس صاحب نے اکبر بادشاہ کو کہہ کر فرمان جاری کروا دیا تھا جس میں اکبر بادشاہ نے لکھا تھا کہ میرے علاقہ میں کسی کو ستی ہونے پر مجبور نہ کیا جائے۔"

(اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۱۵)

شہنشاہ اکبر کے علاوہ اور بھی کئی مسلمانوں نے گورو امرداس صاحب کے ساتھ اظہار محبت و خلوص کیا اور ان کی یادگاروں کے ساتھ جاگیریں لگائیں جیسا کہ گوردوارہ سن صاحب گورو امرداس صاحب کی ایک تاریخی یادگار ہے اس کے ساتھ ایک مسلمان راجپوت چوہدری سمند خاں نے چوراسی ایکڑ نہری زمین لگا دی اور ۲۸ روپے سالانہ جاگیر اور ۱۲۵ بیگھے زمین سارے گاؤں کی طرف سے ہے (گوردھام دیدار صفحہ ۹۹)

اللہ یار نامی ایک مسلمان بھی گورو امرداس صاحب کا پریمی تھا۔

(گور بنساولی صفحہ ۶۲ و مہا کوش صفحہ ۲۵۸)

شہنشاہ اکبر اور گورو رامداس صاحب

گورو رامداس صاحب سکھوں کے چوتھے گورو ہوئے۔ آپ کو گورو امرداس صاحب نے گدی دی تھی۔ آپ کا پہلا نام بھائی جیٹھا تھا آپ گورو امرداس صاحب کے داماد تھے۔ سکھ مورخ بیان کرتے ہیں کہ اکبر بادشاہ نے ان کے ساتھ بھی بہت اچھا برتاؤ کیا چنانچہ لکھا ہے کہ اکبر بادشاہ کابل سے آتا ہوا گورو رامداس صاحب کو ملا۔ آپ کے درشن کئے اور ایک سو ایک مہریں آپ کے نذر کیں۔

(تواریخ گورو خالصہ اُردو ص۵۳)

اس کے علاوہ دیگر مورخوں نے بھی شہنشاہ اکبر کا گورو رام داس صاحب کے پاس آنا اور نذر پیش کرنا بیان کیا ہے۔ (اتہاس سکھ گورو صاحبان ص۱۷۲)

سردار ہوشیار سنگھ صاحب نے اکبر بادشاہ اور گورو رام داس صاحب کی ایک ملاقات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

"سمت ۱۶۳۳ بکرمی میں اکبر بادشاہ گورو صاحب کے درشن کو آیا۔ گورو صاحب بھی فقیر دوست بے تعصب بادشاہ اکبر کو مل کر بہت خوش ہوئے۔ بادشاہ گورو صاحب کی گفتگو اور لنگر وغیرہ کے انتظام کو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا۔ اس لئے سلطان ونڈ۔ تنگ۔ گمٹالہ وغیرہ گاؤں کی زمین گورو کا چک۔ (امرتسر) کے نام لگا کر معافی کا پٹہ لکھ دیا مزید بہت سی نقدی اور خلعت وغیرہ گورو صاحب کو نذر دی"

(اتہاس سکھ گورو صاحبان ص۱۷۲)

گیانی پرتاپ سنگھ صاحب اپنی کتاب گورمت سدھانت میں امپریل گزیٹیر کے حوالے سے لکھتے ہیں :-

Guru Ramdass first settled near the tank about 1574 and obtained a grant of the site with 500 Bighas of land from Akbar in 1577 (Gurmat Siddhant Page 44)

(گورمت سدھانت صفحہ ۴۴)

یعنی گورو رامداس صاحب نے سب سے پہلے ۱۵۷۴ء کے قریب تالاب کے پاس قیام کیا اور ۱۵۷۷ء کو تالاب کی جگہ پہ پانچ سو بیگھہ زمین اکبر سے حاصل کی۔

اکبر بادشاہ ایک بڑا انصاف پسند اور صلح کل بادشاہ تھا۔ یہ اپنی رعایا کے ساتھ یکساں سلوک کرتا تھا اور اس کے سامنے ہندو مسلمان کا کوئی فرق نہ تھا۔ سردار بہادر کاہن سنگھ لکھتے ہیں۔

"اکبر کے دربار میں ہر مذہب و ملت کا آدمی اپنے مذہب کے اصول بغیر کسی قسم کے شک و شبہ کے ظاہر کر سکتا تھا اور بادشاہ کو بھی ایسی گفتگو سننے کا بہت شوق تھا۔ (مہا کوش صفحہ ۱۰۳)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکبر کی بادشاہت میں ہر شخص کو مذہبی آزادی حاصل تھی اور ہر ایک شخص اپنے خیالات آزادی سے ظاہر کر سکتا تھا۔

علاوہ ازیں اس نے ہندو اور مسلمانوں کے لئے آشرم بھی بنائے تھے۔ ان کا خرچ شاہی خزانہ میں سے دیا جاتا تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ:-

"اکبر نے ہندوؤں سے جزیہ اور تیرتھ یاترا کا ٹیکس لینا بند کر دیا تھا اور ہندوؤں کے لئے "دھرم پور" اور مسلمانوں کے لئے "خیرپور" آشرم بنائے تھے جہاں پہ ان کو آرام۔ رہائش اور کھانا ملتا تھا۔"

(جہاں کوش صہ۱۰۳)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکبر کی حکومت میں ہندو اور مسلمانوں سے ایک جیسا سلوک ہوتا تھا۔

سردار جی۔ بی سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ اکبر بادشاہ ہر ہندو اور مسلمان کا یکساں انصاف کرتا تھا بلکہ اگر مسلمانوں کی کبھی زیادتی ہوتی تو وہ ان کو سزا دیئے بغیر نہ چھوڑتا تھا چنانچہ لکھا ہے۔

"اکبر..... ابھی بیاس دریا سے پار نہ ہوا تھا کہ اچل بٹالہ میں ہندو مسلمانوں میں سخت فساد ہو جانے کی اسے خبر ملی۔ مسلمان فقیروں اور جوگیوں میں کسی بات پہ جھگڑا ہو جانے پہ فساد کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور مسلمانوں نے بہت سے جوگی مار ڈالے اور جوگیوں کا پرانا مندر گرا دیا۔ بادشاہ یہ خبر سن کر اور اپنا راستہ چھوڑ کر اچل بٹالہ پہنچا اور تحقیقات کر کے معلوم کر لیا کہ مسلمانوں نے زیادتی کی ہے۔ چنانچہ ان کو سزا دی اور مندر ان کے خرچ پہ بنوا دیا۔"

(پراچین بیڑاں صہ۶۲)

ایک اور ودوان نے اکبر کے متعلق یوں لکھا ہے :۔

" ہمایوں کے بیٹے جلال الدین اکبر نے ۱۵۵۶ء سے ۱۶۰۵ء تک حکومت کی۔ اس نے گورو نانک صاحب کے گھر سے بہت محبت ظاہر کی۔"

(گور بنساولی صد ۱۶۶)

گورو ارجن صاحب اور شہنشاہ اکبر

گورو رامداس صاحب کے بعد ان کے چھوٹے بیٹے گورو ارجن صاحب گدی نشین ہوئے۔ اُن کے بڑے بھائی پرتھی چند۔ جو بعض مورخوں کے قول کے مطابق گورو رامداس صاحب کی دوسری بیوی کے بطن سے تھے (رسالہ جیون سندیش۔ اتہاس نمبر ۱۹۵۱ء صد ۱۰۵) آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ گیانی گیان سنگھ صاحب نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ پرتھی چند نے جو گورو رام داس صاحب کا بڑا بیٹا تھا گدی نہ ملنے کی وجہ سے جھگڑا شروع کر دیا (تواریخ گورو خالصہ اُردو صد) بلکہ اس نے اپنے باپ گورو صاحب کو یہاں تک کہہ دیا۔

" بھلا آپ اس کو (گورو ارجن) گوریائی دو۔ میں ایسے چنے چباؤنگا ..... گوریائی تو بڑے بیٹے کا حق ہے کسی دوسرے کو دوگے تو میں دولت خرچ کر کے حکومت سے لے لوں گا۔ پھر آپ

کا کیا رہے گا" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۳۴)

تاریخ بتاتی ہے کہ پرتھی چند نے اپنی اس دھمکی کو عملی جامہ پہنانے کی پوری کوشش کی اور اس نے گورو ارجن صاحب کو گورِیائی کی گدی سے الگ کرانے کے لئے اکبر بادشاہ کے پاس مقدمہ دائر کیا جو شہنشاہ نے خارج کر دیا۔

(میکالف اتہاس حصہ ۳ صفحہ ۲۰۳)

پرتھی چند کی اس ناکامی کا بیان گورو صاحب نے اپنے ایک شبد میں یوں کیا ہے:۔

ہجر جھوٹھا کیتوں آپ — پاپی کو لاگا سنتاپ
جیھ سہائی گوبند میرا — تس کو جم نہیں آوے نیڑا
رہاؤ ساچی درگاہ بولے کور — سر ہاتھ پچھوڑے اندھا موڑ
روگ بیاپے کردے پاپ — عدلی ہوئے بیٹھا پربھ آپ
اپن کمائیے آپے بادھے — درب گیا سب جی کے ساتھے
نانک سرن پرے درباء — راکھی تیج میرے کرتار

(گوڑی محلہ ۵ صفحہ ۱۹۹)

یعنی خدا کے حضور میں جھوٹا شخص خود بخود ہی جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ اور پاپ کرنے والے کو سزا ملتی ہے۔ پرماتما جس کی مدد کرتا ہے اس کے نزدیک کوئی دشمن پھٹک بھی نہیں سکتا۔ جو شخص دربار میں جھوٹ بولتا ہے وہ اندھا بیوقوف ہوتا ہے جو گناہ اور پاپ کرتے ہیں ان کو بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ پرماتما خود انصاف کے لئے بیٹھ گیا۔ اپنے کئے ہوئے کی سزا اس کو مل گیا اسی کے ساتھ اس کا

تکبّر جاتا رہا نانک جی کہتے ہیں کہ جو پرماتما کے دربار میں اپنے آپ کو سپرد کر دیتا ہے میرا خدا اس کی عزت رکھ لیتا ہے۔

سردار ہوشیار سنگھ صاحب نے اس مقدمہ کے فیصلے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

"پرتھی چند نے اکبر کے پاس پہنچ کر فریاد کی لیکن جب اس نے اپنا وزیر بھیجکر تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ سری گورو رام داس صاحب کی وفات کے بعد ساری زمین پرتھی چند کے قبضہ میں ہے۔ گورو صاحب تو صرف سنگت کی آمدن سے لنگر وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں۔ اس پر بادشاہ نے فیصلہ کر دیا کہ پرتھی چند کے پاس موضع ہیر اور کلر کی چودہ ہزار بیگھہ زمین رہے اور باقی ساری زمین گورو کا چک (امرت سر) پر گورو صاحب کو قبضہ دلایا جائے۔ گورو گدی ان کے پاس ہی رہے جس کو ان کا باپ ان کے سپرد کر گیا تھا"

(اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۱۹۷)

اتہاس گواہ ہے کہ اکبر کے اس فیصلے کے ساتھ پرتھی چند کی تسلی نہ ہوئی اور وہ گدی حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتا رہا۔ اس تعلق میں اس نے اپنے بیٹے مہربان سے درخواست دلوادی کہ اس کو گورو ارجن صاحب نے اپنا متبنیٰ بنایا تھا لیکن اب ان کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے وہ اس کو گدی نشین بنا کر میرا حق غصب کرنا چاہتے ہیں۔ نصف گدی پر میرا حق ہے وہ مجھے دلایا جائے۔ ان دنوں شہنشاہ اکبر اور وزیر خاں دکن کی طرف گئے ہوئے تھے۔ پرتھی چند کے لئے میدان صاف تھا

اس نے چند دلال کے ساتھ مل کر بڑی عدالت سے سوڈھی مہربان کے حق میں فیصلہ حاصل کر لیا اور صلبی خاں کو یہ حکم دیکر بھجوا دیا کہ وہ گورو کے چک (امرتسر) کو تقسیم کر دے۔ (تواریخ گورو خالصہ صہ ۴۸۲)

گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ صلبی خاں ابھی راستہ ہی میں تھا کہ وہ جالندھر کے سید حسن علی خاں کے ہاتھ سے ایک تنخواہ کے جھگڑے میں مارا گیا۔ پرتھی چند صلبی خاں کے مرنے پر اس کے چچا صلحی خاں کے پاس لاہور پہنچا اور اس کی موت کو گورو ارجن صاحب پر ڈالا اور اس کو بھی گورو صاحب پر چڑھا لایا لیکن وہ راستے ہی میں فوت ہو گیا۔ اس کا گھوڑا بدک کر سوار سمیت آگ کے جلتے ہوئے بھٹہ میں جا گرا۔ اس کی فوج اس حالت کو دیکھ کر واپس لاہور چلی آئی۔ گورو صاحب نے خود اس واقعہ کا یوں ذکر کیا ہے۔

صلحی تے نارائن راکھ صلحی کا ہاتھ کہیں نہ پہنچے
صلحی ہوئے موآ ناپاک رہاؤ۔ کاڈھ کٹھار خصم سر کاٹیا کھن مہہ ہوئے گیا ہے خاک۔

مندا چیت وت چیت پچیا جن رچیا تن دینا دھاک
پتر میت دھن کچھ نہ رہیو سو چھوڈ گیا سبھ بھائی ساک
کہو نانک تس پربھ بلہاری جن جن کا کینو پورن واک

(بلاول محلہ ۵ صہ ۸۲۵)

یعنی صلحی سے پرماتما نے میری حفاظت کی اس کا ہاتھ نہ پہنچ سکا۔ وہ ناپاک خود ہی مر گیا۔ اس کے دشمن نے تلوار نکال کر اس کا سر قلم کر دیا۔ ایک سیکنڈ میں ہی خاک میں مل گیا۔ [illegible]

خدا پہ قربان جاتے ہیں جس نے اپنے بندے کی باتوں کو پورا کیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گورو ارجن صاحب نے صلحی خاں کی ناکامی کے متعلق پہلے ہی کہہ دیا تھا اور خدا نے اس کو پورا کر دیا۔

سکھ اتہاس یہ بھی بتاتا ہے کہ جب گورو ارجن صاحب کے گھر گورو ہرگوبند سنگھ صاحب پیدا ہوئے تو پرتھی چند ان کے خون کا پیاسا ہوا۔ اس نے بچے گورو کو مارنے کی بہت کوشش کی لیکن ہر بار ناکام و نامراد رہا۔ ایک دفعہ اس نے ایک خادمہ کو کچھ لالچ دیکر اس کے لئے تیار کر لیا کہ وہ اپنے دونوں پستانوں پر زہر لگا کر اور گورو ہرگوبند کو دودھ پلا کر ہلاک کر دے۔ سکھ مورخوں کے بیان کے مطابق وہ خادمہ اس زہر کے سبب سے خود ہی ہلاک ہوگئی۔ پرتھی چند نے اس کی ہلاکت کو گورو ارجن صاحب کی سازش کا نتیجہ بنا کر ان پر مقدمہ دائر کر دیا لیکن اس وقت کے مسلمان حاکموں نے اس کا یہ جھوٹا مقدمہ خارج کر دیا۔ اس نے پھر ایک عورت کو گورو گوبند کو زہر دینے کے لئے تیار کیا۔ اس عورت کو زمینداروں نے ختم کر دیا۔ پرتھی چند نے اس کے خون کو بھی گورو صاحب پر تھوپ کر دعویٰ دائر کر دیا لیکن اس کا یہ وار بھی خالی گیا۔

اسی طرح ایک دفعہ پرتھی چند نے گورو ارجن صاحب کے خلاف یہ شکایت بھی کی کہ گورو صاحب نے اپنے اردگرد کئی نامی چور اور ڈاکو جمع کر رکھے ہیں اور ان کے ذریعہ چوریاں کرائی جاتی ہیں لیکن اس کی یہ کوشش بھی کامیاب نہ ہوئی۔

اکبر بادشاہ کے دربار میں گورو گرنتھ صاحب

سکھ مورخ بیان کرتے ہیں کہ جب گورو ارجن صاحب نے گورو گرنتھ صاحب

کی جلد تیار کی تو کئی لوگوں نے جن میں پرتھی چند بھی شامل تھا شہنشاہ اکبر کے پاس یہ شکایت کی کہ گورو ارجن صاحب نے ایک ایسی کتاب تیار کی ہے جس میں اسلام اور دوسرے مذاہب کی بہت ہتک کی گئی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ :-

"بادشاہ اکبر کے پاس شکایت کی گئی کہ گورو گرنتھ صاحب میں ہندو دیوی دیوتاؤں اور مسلم پیروں کو بھی برا کہا گیا ہے"

(سنکھیپ جیون چرتر گورو ارجن صاحب ہندی صفحہ ۵)

گیانی گیان سنگھ صاحب نے اس شکایت کا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب اس شکایت کی بنا پر اکبر بادشاہ نے گورو گرنتھ صاحب سنا تو پہلے یہ شبد سامنے آیا۔

خاک نور کردنگ عالم دنیائے
آسمان زمین درخت آب پیدائش خدائے
بندے چشم دید نگ فنائے
دنیا مردار خوردنی غافل ہوائے
گیبان حیوان حرام کشتنی مردار بکھورائے
دل قبض قبضائے قادر و دوجک سجائے
ولی نعامت برادر دربار ملک خانائے
جب اجرائیل بستنی تب چکارے بدائے
حوال معلوم کردنگ پاک الاہ
بگو نانک اروا س پیش درویس بندہ

(آملنگ محلہ ۵ صفحہ ۷۲۳ و تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۹۱)

یعنی پرماتما نے خاک کو نور کر دیا ہے اور آسمان زمین انسان اور دنیا کا عالم درخت پانی سب خدا کی پیدائش ہے اے بندے یہ سب چشم زدن میں غبار ہونے والا ہے اور دنیا مردار کھانے والی ہے اور غافل ہے۔ حیوان چھپا کر حرام کھاتے ہیں قادر ان کا دل قبض کرے گا اور ان کو دوزخ کی سزا دے گا۔ ولی نعمتیں۔ برادری۔ دربار۔ ملکیت اور خان بہادریاں عزرائیل کے سامنے کسی کام کی نہیں رہیں گی۔ اللہ پاک سب کا حال معلوم کرتا ہے۔ نانک! کسی درویش کے آگے ارداس کر۔

جب یہ شبد اکبر بادشاہ نے سُنا تو چند دلال نے کہا کہ یہ شبد آپ کو سنانے کیلئے سکھوں نے پہلے ہی چن رکھا ہے۔ بادشاہ نے خود کچھ اوراق اُلٹ کر پڑھنے کا حکم فرمایا۔ جب وہاں سے پڑھا گیا تو یہ شبد سامنے آیا:-

اللہ اگم خدائی بندے
چھوڑ خیال دنیا کے دھندے
ہوئے پہ خاک فقیر مسافر
ایہہ درویش قبول درا ۔۔۔۔۔
سگل جان کر ہو مو دی فا
بدعمل چھوڑ کر ہو ہتھ کوُ جا
خدائے ایک بوجھ دیوہ بانگاں برگو برخوردار گھرا
حق حلال بجھو رہو کھاناں
دل دریاؤ دھوؤ میلاناں
پیر پچھانے بھستی سوئی اجرائیل نہ دوزخ ٹھرا

مسلمان موم دل ہووے
انتر کی مل دل تے دھووے
دنیا رنگ نہ آوے نیڑے جیو کسم پاٹ گھیو
پاک ہرا
(مارو محلہ ۵ صفحہ ۱۰۸۳ - تواریخ گورو خالصہ اُردو صفحہ ۹۱)

یعنی اے خدا کے بندے دنیا کے دھندوں کا خیال چھوڑ دو۔ مسافر فقیر دل کے پیروں کی خاک ہو جانے والا درویش درگاہ میں قبولیت پاتا ہے .... ساری دنیا اس (خدا) کی پیدائش سمجھو۔ بدعمل کو چھوڑ وضو کرو ایک خدا کو جان کر بانگ دو پھر تم ٹھیک برخودار بن جاؤ گے۔ حق حلال کا کھانا کھاؤ دل کی میل کو اُتار دو۔ مولا کے نام سے جو پیر کو پہچان لے گا وہ بہشت کا حق دار ہو گا۔ اسے عزرائیل دوزخ میں نہیں لے جائے گا۔ مسلمان وہ ہے جس کا دل موم کی طرح نرم ہے اور اندرونی میل دل سے اُتار دے اس کے نزدیک دنیا کا رنگ نہیں آنا چاہیئے جس طرح پھول اور گھی کا برتن پاک ہوتا ہے اسی طرح مسلمان کو بھی پاک ہونا چاہیئے۔

اس پر چغل خوروں نے یہ کہا کہ اس پستک میں بت پرستی کی تعریف کی گئی ہے۔ بادشاہ نے پھر ورق اُلٹا کر پڑھنے کا حکم دیا۔ اور اشارہ سے شبد پڑھوایا۔ وہ شبد یہ تھا :-

گھر میں ٹھاکر ندر نہ آوے
گل میں پاہن لے لٹکاوے
بھرمے بھولا ساکت پھرتا

جس پاہن کو ٹھاکر کہتا

آہ پاہن لے اس کو لے ڈوبتا

گنہگار لون حرامی

پاہن ناو نہ پار گرامی

گور مل نانک ٹھاکر جاتا

جل تھل مہیل پورن برہا ماتا

(راگ سوہی ۵ صفحہ ۷۳۔ تواریخ گورو خالصہ اُردو صفحہ ۹۱)

یعنی اس کو دل میں خدا نظر نہیں آتا۔ وہ گلے میں پتھر لٹکائے پھرتا ہے دنیادار یا منافق وساوس میں بھول کر گھومتا پھرتا ہے جو کہ پتھر کو خدا کہتا ہے۔ وہی پتھر اس کو لے ڈوبتا ہے۔ وہ نمک حرام اور گنہگار ہے۔ پتھر کی کشتی پار نہیں اُتار سکتی نانک جی فرماتے ہیں کہ گورو کو مل کر اصلی خدا کو پہچان لیا جاتا ہے جو خشکی اور تری میں سمایا ہوا ہے اور قادر مطلق ہے۔

جب بادشاہ نے مندرجہ بالا شبد سُنا تو اسے یقین ہو گیا کہ گرنتھ صاحب کے متعلق شکایت جھوٹی ہے۔ اس نے ۵۱ مہریں گورو گرنتھ صاحب کی نذر کیں اور گورو صاحب کے لئے ایک نہایت قیمتی خلعت دیکر بابا بڈھا جی اور بھائی گورداس جی کو بڑی عزت کے ساتھ واپس روانہ کیا۔

(تواریخ گورو خالصہ اُردو صفحہ ۹۱)

گورو گرنتھ صاحب کی بابت اس شکایت اور تحقیق و تفتیش کا ذکر دیگر کتابوں میں بھی مذکور ہے۔ (اتہاس گورو خالصہ ہندی صفحہ ۲۴۲ و اتہاس سکھ گورو صاحبان و صفحہ ۲۰۴

تواریخ گورو خالصہ گورکھی صفحہ ۴۹۲ و تواریخ گورو خالصہ پنتھ صفحہ ۲۴ و میکالف اتہاس حصہ ۲ صفحہ ۳۱۴ و سکھ منی ہندی سٹیک صفحہ ۱۱ وغیرہ)

گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ پنجاب میں سخت قحط پڑ گیا۔ اس وقت گورو ارجن صاحب کی سفارش پر اکبر بادشاہ نے سارے پنجاب کا مالیہ معاف کر دیا۔ اس کے علاوہ بہت سا غلہ غریبوں کو تقسیم کرنے کے لئے بھی دیا۔

(تواریخ گورو خالصہ اُردو صفحہ ۹۲)

دیگر مورخوں نے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ (اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۲۰۶ و تواریخ گورو خالصہ پنتھ وغیرہ)

سردار جی۔ بی سنگھ ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر جنرل لکھتے ہیں کہ اکبر بادشاہ نے گورو ارجن صاحب کو کرتارپور دھرمسالہ کے لئے بہت سی زمین دی۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

"کرتارپور میں ڈیرے میں آ کر اکبر بادشاہ نے (گورو) گرنتھ صاحب پڑھوا کے سُنا اور خوش ہو کر کرتارپور کے دھرم سالہ کے لئے بہت سی زمین دی اور گورو ارجن صاحب کی سفارش پر دس سال زمین کے مالیہ میں بہت رعایت کر دی۔

(پراچین بیڑاں صفحہ ۹۱)

ایک اور ودوان کا بیان ہے:۔

"اکبر بادشاہ نے ..... گورو صاحب کے رہنے کے لئے دو آبہ بست کرتارپور جالندھر کے پاس کا پرگنہ پیش کیا۔ جہاں پر گورو صاحب نے ۱۶۵۱ بکرمی ۱۲ گھر کو موضع کرتارپور آباد کیا۔

(پرکاش پٹیالہ ۱۶ جون ۱۹۵۳ء)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکبر بادشاہ نے جتنا عرصہ بھارت پر حکومت کی۔ سکھ گورو صاحبان سے بہت محبت اور عزت کا برتاؤ کیا۔

شیخ ابو المبارکی نے اکبر بادشاہ کے گورو ارجن صاحب کے پاس جاکر قیام کرنے اور ان کی سفارش اور مالیہ معاف کرنے کا یوں ذکر کیا ہے :۔

"۱۳ آجر (۲۵ مگھر ۱۶۵۵ء بکرمی) کو گوئندوال کے قریب آپ (اکبر) ہاتھی پر سوار ہو کر اور جیتو سپاہ (لشکر) پل کے راستہ دریائے بیاس کو عبور کیا۔ اس دن ارجن گورو کے ڈیرے نے شہنشاہی قدموں کے ساتھ چھونے سے تازہ عزت حاصل کی۔ باپ دادا سے یہ (گورو ارجن صاحب) دوان بھگتوں (براہمن کیشوں کے) پیشوا لیڈر چلے آرہے تھے۔ خدا تعالیٰ کی بے حد حمد و ثنا کرنے والے ہیں اور ان کی خواہش (بادشاہ کو اپنے پاس ٹھہرانے کی) چونکہ دلی پریم (عقیدت) کی وجہ سے تھی اس لئے شہنشاہ ان کے پاس (کرتارپور) چلے گئے ......

گورو صاحب نے یہ بات (مالیہ بڑھانے کی) اپنے ڈیرے کرتارپور میں ہی بادشاہ کو سنائی تھی۔ لیکن اس نے پوری تحقیقات کرنے کے بعد معافی کا حکم ۱۱ پوہ کو سرہند کے پڑاؤ سے جاری کیا۔"

(جیون سندیش پٹیالہ اتہاس نمبر ۱۹۵۱ء صفحہ ۸۷)

سکھ مورخوں کے علاوہ دوسرے مصنفوں نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ گورو ارجن صاحب کا اکبر بادشاہ کے ساتھ اور اکبر کا گورو صاحب کے ساتھ بہت پیار تھا اور بادشاہ نے گورو صاحب کے کہنے پر پنجاب کے مالیہ میں دسویں بارھویں حصہ کی معافی دیدی۔

ابوالفضل کے علاوہ اس کا ذکر منشی سبحان رائے بھنڈاری نے بھی اپنی کتاب خلاصۃ التواریخ میں کیا ہے۔ (جیون سندیش پٹیالہ کا اتہاس نمبر ۱۹۵۱ء صفحہ ۸۷)

سکھ گورو صاحبان اور جہانگیر بادشاہ

شہنشاہ اکبر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر تخت حکومت پر بیٹھا۔ اس کے عہد میں گورو گھر کے ساتھ کچھ بگاڑ پیدا ہو گیا تھا۔ اس جگہ ہم اس بگاڑ کے سبب کے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتے صرف اتنا بتا دینا کافی ہے کہ اس میں بہت بڑا حصہ گورو ارجن صاحب کے بڑے بھائی پرتھی چند اور چندو لال کا تھا۔ انھوں نے مل کر غلط رپورٹیں دیں اور جہانگیر اور گورو ارجن صاحب کے تعلقات بگاڑ دیئے۔ سکھ مورخ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ جہانگیر سے پہلے جتنے مغل بادشاہ ہوئے انھوں نے گورو گھر سے بہت پیار کیا۔ جیسا کہ ایک وِدوان نے لکھا ہے۔

"کسی مغل بادشاہ (بابر، ہمایوں یا اکبر) نے بھی کسی گورو (گورو نانک صاحب سے گورو رامداس صاحب تک) کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دی بلکہ انھیں اچھی نظر سے دیکھتے اور عزت کرتے رہے لیکن اس کے بعد کانٹا بدل گیا۔ زمین و آسمان کا فرق پڑ گیا۔ کچھ اور کا اور ہو گیا۔"

(ست جگ پوہ سمت ۲۰۱۲ بکرمی)

ایک اور وِدوان سردار رنبیر سنگھ صاحب ہسٹری ریسرچ سکالر شرومنی گورودوارہ

پربندھک کمیٹی لکھتے ہیں :۔

" بابا نانک صاحب کی گدی اور بابر کے گھرانے کے لوگوں کے تعلقات کئی پشتوں تک بہت اچھے رہے۔ لیکن جہانگیر کے تخت نشین ہوتے ہی جھگڑے انتہائی مرحلہ تک جا پہنچے۔ تواریخ میں یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ اس جھگڑے کی وجہ اس وقت کے کسی سکھ مورّخ نے بیان نہیں کی۔ سکھ مصنفوں اور خود گورو گوبند سنگھ صاحب نے بھی اس واقعہ پر روشنی نہیں ڈالی " (رسالہ سنت سپاہی جون ۱۹۴۸ء)

گورو گوبند سنگھ صاحب نے مغلوں کی بادشاہت کے متعلق فرمایا ہے :۔

بابے کے بابر کے دوؤ
آپ کرے پرمیسر سوؤ
دین ساہ ان کو پہچانوں
دُنی پت ان کو انو مانوں
جو بابے کو دان نہ دے ہے
تن تے گہہ بابر کے لے ہے
(دسم گرنتھ صفحہ ۶۴)

یعنی بابا اور بابر کی دو گدیاں (فقیری اور حکومت) خدا کی طرف سے قائم ہیں دین کے مالک تو باباجی ہیں اور دنیا کے مالک بابر ہیں جو لوگ بابے کے گھر میں دان نہیں دیتے ان سے حکومت وصول کرتی ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے خیالات کے مطابق خدا نے

ایک وقت بھارت میں دو گدیوں کو قائم کیا ایک گورو نانک صاحب کی گدی اور دوسری بابر بادشاہ کی گدی۔ بابر کی گدی کے سپرد گورو نانک کی گدی کی حفاظت تھی۔

گورو ارجن دیو جی و شہنشاہ جہانگیر

اتہاس سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ گورو ارجن صاحب اور جہانگیر بادشاہ کے ابتدائی تعلقات بہت اچھے تھے اور جہانگیر گورو صاحب کی بہت عزت کرتا تھا۔ مشہور سکھ سکالر سردار کاہن سنگھ لکھتے ہیں کہ جہانگیر نے اپنی شہزادگی کے زمانے میں جب کہ ابھی وہ شہزادہ "سلیم" کے نام سے پکارا جاتا تھا ایک بھاری جاگیر گورو ارجن صاحب کی نذر کی تھی چنانچہ لکھا ہے کہ :۔

" اکبر کے زمانے میں شہزادہ سلیم (جہانگیر) نے اس (کرتار پور) کی معافی کا پٹہ دھرمسالہ کے نام سمت ۱۶۵۵ بکرمی میں دیا جس میں رقبہ ۸۹۶۴ گھماؤں، ۷ کنال ۱۵ مرلہ درج ہے۔" (مہان کوش صـ ۹۰۲)

یاد رہے کہ جہانگیر بادشاہ کی طرف سے دی گئی اس جاگیر کا ذکر گورو گرنتھ صاحب کے اس قلمی نسخہ کے زاید اوراق میں بھی ہے جس کو سکھوں کی ایک بڑی تعداد اصل جلد گرنتھ صاحب کی مانتی ہے اور وہ آج کل کرتار پور میں ہے۔

(راگ مالا کھنڈن صـ ۷ و پراچین بیڑاں صـ ۲۵۶)

جب شہنشاہ جہانگیر تخت پر بیٹھا تو ابتدا میں اس کے تعلقات گورو صاحب کے ساتھ بہت اچھے تھے وہ گورو صاحب کی بے حد عزت کرتا تھا ایک دفعہ پرتھی چند نے اس کے پاس بھی گورو صاحب کو گدی سے معزول کرانے کے لئے مقدمہ دائر

کیا تھا۔ جہانگیر نے اس مقدمہ کا جو فیصلہ کیا ۔ گور بلاس پاتشاہی چھ میں یوں درج ہے:۔

گورو نانک کے گریہہ کے ہم داسا
ان کا نیاؤں سری گور پاسا
گورو رامداس دینی گور یائی
سو ہم تے نہیں جات مٹائی
جے گوریائی تم کو ہوتی
جیوت دیوت سری گور جوتی
اب تن کے تم لاگو پائے
جہانگیر اس ہین الائے
(ادھیائے ۳)

یعنی جہانگیر نے یہ فیصلہ کیا کہ ارجن صاحب کو گورو رام داس صاحب نے خود گدی دی ہے۔ ہم ان کو گور گدی سے معزول نہیں کر سکتے ہیں ہم تو گورو نانک کے گھر کے خادم ہیں تمھارے لئے یہی مناسب ہے کہ گورو ارجن صاحب کے قدموں میں گرو۔ اس کے ساتھ ہی جہانگیر نے اس کو یہ بھی کہا تھا کہ :۔

اب وہاں نہ جاؤ گریہہ ہم تے اک پاؤ
تم رہو گھر تہاں جیہ تیرے من آئی ہے
گرام پٹا شاہ کچھ دینوں پر تھئے ہاتھ
کچھ کہیو ساچ لاہور تب چلیو مم ساتھ
(گور بلاس پادشاہی چھ ادھیائے ۳)

یعنی اب وہاں (گورو ارجن دیو کے پاس) نہ جائیں۔ ہم سے ایک گاؤں لے لیں۔ تم اپنی مرضی کے مطابق جس طرح چاہتے ہو گاؤں بسالو۔ بادشاہ نے پرتھی چند کو اس گاؤں کا بیعہ نامہ لکھ کر دیا اور پھر سے یہ فرمایا کہ تم میرے ساتھ لاہور چلو۔

اسی طرح یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ جہانگیر لاہور آیا تو چندو لال نے پرتھی چند کو گورو صاحب سے اس کا حق دلانے کے لئے بادشاہ سے سفارش کی لیکن جہانگیر نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم اس معاملہ میں دخل دینا مناسب نہیں سمجھتے۔

(گور بلاس پادشاہی چھیوا دھیائے ۳)

گیانی شیر سنگھ صاحب نے پرتھی چند کے اس رویہ کو سامنے رکھ کر لکھا ہے :-

"گورو ارجن دیو جی کا مقابلہ بابا پرتھی چند نے بدنیتی سے کیا۔ ان کے برخلاف ظالم حاکموں سے مل کر بُرے طریقے اختیار کئے۔ سارے مال و دولت اور جائداد پر اپنا قبضہ جمایا۔ سادہ لوح سکھوں کو دھوکہ دے کر لنگر کی نذر وغیرہ اپنے قبضہ میں کر لی۔"

(کھنڈے دی دھار وچ امرت دا گیان ص۲۳)

ان تاریخی واقعات سے جو سکھ مورخوں نے ہی بیان کئے ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہانگیر ہمیشہ ہی گورو ارجن صاحب کے حقوق کی حفاظت کرتا رہا۔ اگر اس کے دربار میں گورو صاحب کا کوئی مخالف کبھی رپورٹ لے کر آتا تو وہ ہمیشہ عدل و انصاف کو سامنے رکھتا تھا۔ اس کے دل میں گورو گھر کی بہت عزت تھی۔

ناظرین غور کر سکتے ہیں کہ اگر فی الحقیقت جہانگیر کے دل میں ناراضی یا کینہ ہوتا اور وہ گورو صاحب کو کسی قسم کا نقصان پہنچانے کا خواہشمند ہوتا تو اس کے لئے یہ

آسان راستہ تھا کہ وہ پرتھی چند کے حق میں فیصلہ کرکے دونو بھائیوں کا مقابلہ کروا دیتا اور خود ایک طرف رہ کر سب کچھ کر سکتا تھا اور وہ ایسا فیصلہ کبھی نہ کرتا کہ ہم گورو گھر کے خادم ہیں اور گورو ارجن صاحب کو گدی سے بے دخل نہیں کر سکتے۔

گور بلاس پادشاہی میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ایک دفعہ جہانگیر کی جنم پتری گم ہو گئی تو چندو لال نے بادشاہ کو کہا کہ آپ کی جنم پتری اور بہت سی دولت گورو ارجن صاحب نے شاہی خزانہ سے چوری حاصل کی ہوئی ہے اس پر جہانگیر نے گورو صاحب کے خلاف کارروائی کرنے کی بجائے کہا کہ :-

بادشاہ ایس کہا ہمری دس کہ جور
لنگر خرچ ادھک ہے لیجئے گرام موہور
چوری نند ہوئے جگ سارے نہیں بنے سری گور ہمارے
اب چلیں سو بیچ لاہور تم گور پرب آؤ تہہ ٹھور

(ادھیائے ۳)

یعنی جہانگیر نے چندو لال کو کہا کہ ہماری طرف سے گورو ارجن صاحب کو یہ عرض کیا جائے کہ اگر لنگر کا خرچ زیادہ ہے تو ہم اور جاگیر دے دیتے ہیں۔ اسطرح چوری وغیرہ کرانے سے مخالفت بڑھ جائے گی۔ ہم لاہور جا رہے ہیں۔ تم گورو صاحب سے دریافت کرکے وہاں آجانا۔

تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ گورو ارجن صاحب کے مخالفوں نے جہانگیر کے پاس یہ شکایت کی تھی کہ گورو صاحب نے بائبل اور ویدوں کے مقابلہ پر ایک الگ کتاب تیار کی ہے اس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو بہت برا کہا گیا ہے اور ان دونوں قوموں

کے بزرگوں کی ہتک کی گئی ہے۔ اس شکایت پر جہانگیر نے گرنتھ صاحب سُننے کے لئے منگوایا۔ گورو صاحب نے اپنے پانچ حضوری سکھوں کو گورو گرنتھ صاحب دیکر روانہ کیا۔ بادشاہ نے خود ہی ورق اُلٹ کر پڑھنے کا حکم دیا تو یہ شبد سامنے آیا:۔

فریدا بے نوا جا کیتا ایہہ نہ بھلی ریت
کبھی چل نہ آیا پنجے وکھت مسیت
اُٹھ فریدا اُدجہ ساج صبح نواج گجار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کپ اتار

(۵۲ لیکچر صـ ۱۱۹)

یعنی فرید جی فرماتے ہیں کہ اے تارک نماز کُتے انسان تیری یہ عادت اچھی نہیں کہ تو کبھی بھی پانچ وقت چل کر مسجد میں نہیں آتا۔ اے انسان اُٹھ وضو کر اور صبح کی نماز ادا کر۔ جو خدا کے آگے اپنے سر کو نہیں جھکاتا اس کا سر قلم کر دینا چاہیئے۔

اس کے علاوہ جہانگیر نے اور بھی کئی مقامات سے گورو گرنتھ صاحب کو سُنا اور اس تحقیق کے بعد شکایت کرنے والوں کو بہت ڈانٹا کہ تم نے جھوٹی شکایت کیوں کی ہے۔ بادشاہ نے ۵۱ مہریں گورو گرنتھ صاحب کی نذر کیں اور سکھوں کو واپس کیا۔[1]

(۵۲ لیکچر صـ ۱۱۹)

---

[1] اس جگہ یہ بتا دینا غیر مناسب نہ ہوگا کہ ایک دفعہ بخارا کے ایک نواب کے پاس گورو گرنتھ صاحب کے متعلق اسی قسم کی شکایت پہنچی۔ اس نواب نے بھی گورو گرنتھ صاحب کو سن کر یہ یقین کر لیا تھا کہ اس پستک میں محبت سے لبریز باتوں کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

تواریخ گورو خالصہ صـ ۴۵۳

بس یہ ایک حقیقت ہے کہ بادشاہ کی خواہش گورو ارجن دیو جی کو نقصان پہنچانے کی نہ تھی۔ اگر وہ گورو صاحب کا دشمن ہوتا تو ایسی شکایت کے وقت بڑی آسانی سے وہ ان کے خلاف کارروائی کر سکتا تھا لیکن اس نے کسی وقت بھی عدل جہانگیری پر حرف نہیں آنے دیا۔ ہم جہانگیر یا کسی اور بادشاہ کی بے جا حمایت نہیں کرنا چاہتے بلکہ سکھ لٹریچر سے ہی ایسی باتیں پیش کر رہے ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ جہانگیر کے دل میں گورو ارجن صاحب کے متعلق کوئی بغض و کینہ نہیں تھا اور اس نے عدل و انصاف کو مدنظر رکھا تھا۔

توزک جہانگیری کی کسی عبارت کا سہارا لے کر کوئی خیال پیش کرنا اور سکھ بزرگوں کی تحریروں کو رد کر دینا کوئی اچھی بات نہیں ہو سکتا ہے کہ توزک جہانگیری میں تحریف کر دی گئی ہو کیونکہ ایسی کتب میں تغیر و تبدل ناممکن بات نہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر جہانگیر پاپی یا ظالم بادشاہ ہوتا تو گورو گوبند سنگھ صاحب اس کو کبھی "عادل" نہ کہتے۔ جیسا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ :۔

جہانگیر عادل مرگیئو (دسم گرنتھ صد ۱۲۴)

یعنی جہانگیر عادل بادشاہ مرگیا۔

ایک اور جگہ آپ کا یہ قول درج ہے :۔

" اکبر کا بیٹا جہانگیر دھرماتما چھتا بادشاہ تھا " (بچتر نکت صد ۳۱)

گورو ارجن صاحب نے خود بھی اپنے وقت کی حکومت کو انصاف پسند اور حلیمی راج ظاہر کیا ہے جیسا کہ لکھا ہے۔

ہن حکم ہوا مہربان دا

پپے کوئی نہ کسے رجھان دا
سب سکھالی وُٹھیا
اینہہ ہوا حلیمی راج جیو

(سری راگ محلہ ۵ ص۷۴)

یعنی اب مہربان مالک (خدا) کا حکم ہوگیا ہے کہ کوئی طاقتور ہونے کی وجہ سے کسی کو تکلیف نہیں دے سکے گا۔ ساری رعیت سکھ اور آرام سے رہے گی۔ ایسا نرمی کا راج ہوگیا۔ (شبدآرتھ گورو گرنتھ صاحب ص۷۴)

گورو ارجن صاحب کے وقت شہنشاہ اکبر اور جہانگیر کی حکومت تھی۔ گورو صاحب نے اپنے وقت کی حکومت کو حلیمی راج قرار دیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گورو ارجن صاحب کے نزدیک بھی حکومتِ وقت عدل و انصاف کرنے والی تھی جس میں کسی کے ساتھ بے انصافی نہیں کی جاتی تھی اور سب لوگ آرام و چین سے زندگی بسر کرتے تھے۔

مشہور سکھ اتہاس کار (مورخ) گیانی گیان سنگھ نے شہنشاہ جہانگیر کے عادل ہونے کی ایک مثال بھی پیش کی ہے جیسا کہ لکھا ہے۔

"عدل و انصاف کرنے والا ایسا تھا کہ اس کے بیٹے شہزادہ خسرو نے کسی کھتری کی خوبصورت بیٹی کو دیکھ کر زبردستی اپنے گھر میں ڈال لیا۔ کھتریوں نے اکٹھے ہوکر فریاد کی۔ جہانگیر نے خسرو کی گرفتاری کے لئے فوج روانہ کی۔ اس نے مقابلہ کیا۔ آخرکار شکست کھا کر کابل کی طرف بھاگا۔ جب وہ جہلم کے قریب ایک مسجد میں پڑا ہوا تھا۔ ملا نے پکڑ دادیا

اور جہانگیر کے سامنے آیا تو اس نے اس کے ساتھی زمین میں گاڑ کر ہلاک کئے اور اس کو قتل کروا دیا۔"

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۲۰)

اس کے علاوہ گیانی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے بیگار کے رواج کو بالکل بند کر دیا تھا اس کی حکومت میں کسی افسر کو بھی اختیار نہ تھا کہ کسی معمولی سے معمولی آدمی کو بیگار میں پکڑ سکے۔

بھائی سنتوکھ سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ اس بادشاہ کے عہد میں ہر ایک امیر اور غریب کے ساتھ یکساں انصاف ہوتا تھا۔ اس نے ایک گھڑیال رکھا ہوا تھا۔ جس کو ہلا کر ہر ایک آدمی اس سے انصاف کی مانگ کر سکتا تھا اور اس تک پہنچ کر اپنی درخواست پیش کر سکتا تھا۔ (سورج پرکاش راس ۳ آنسو ۲۷)

اس کے علاوہ اس نے حیوانوں کے متعلق بھی یہ حکم دیا ہوا تھا کہ ان سے زیادہ بوجھ نہ اٹھوایا جائے۔ چنانچہ جو شخص زیادہ بوجھ لادتا تھا اس کو سزا دی جاتی تھی۔

(گور پرتاپ سورج گرنتھ راس ۳ آنسو ۲۷ صفحہ ۲۴)

یہ ایک حقیقت ہے کہ سکھ لٹریچر میں جہانگیر کو ایک عادل اور انصاف پسند بادشاہ ظاہر کیا گیا ہے۔ ابتدا میں اس کے تعلقات گورو گھر کے ساتھ بہت اچھے تھے۔ اس کے دل میں سکھ گورو صاحبان کے متعلق بہت عزت و احترام تھا۔ وہ اپنے آپ کو گورو گھر کا ایک خادم سمجھتا تھا۔ گو اس میں شک نہیں کہ بعد میں گورو ارجن صاحب کے ساتھ جہانگیر کے تعلقات بگڑ گئے تھے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس بگاڑ کی اصل وجہ پرتھی چند اور چندو لال جیسے مخالفین کی سازشیں

اور جھوٹی اور بے بنیاد رپورٹیں تھیں۔ گورو ارجن کی شہادت کی اصل وجہ بھی دراصل چندو لال ہی کی مخالفت تھی۔ ایک سکھ وددان کا قول ہے:۔

"اس چندو لال نے الزامات لگا لگا کر اور سازشیں کر کے بادشاہ جہانگیر سے گورو ارجن دیو جی کو جرمانہ کروایا اور قید میں پھنسا کر تکلیفیں دیں۔" (گور بنساولی صفحہ ۱۹۰)

مشہور سکھ وددان بھائی ویر سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"جس گناہ کا الزام بنا کر بادشاہ سے قہر کروایا گیا تھا وہ گورو صاحب کے مخالفین کا گھڑا ہوا تھا اور چندو لال بادشاہ کو یقین دلانے کا ذمہ دار تھا۔" (پھلواڑی کا اتہاس نمبر صفحہ ۲۱۴)

اسی طرح ایک ہندو وددان لالہ شوبرت لال ورمن نے لکھا ہے کہ:۔

"یہ سری گورو گھرانے کے پہلے شہید ہیں جو مسلمانوں کے ہاتھوں نہیں بلکہ خاص ایک ناپاک ہندو کھتری کے ہاتھ سے دھرم دھام کو سدھارے یعنی وفات پائی۔" (پنجابی سورما صفحہ ۲۱۶)

ایک سکھ وددان نے گورو ارجن صاحب کی شہادت کے بارے میں اپنے خیالات یوں ظاہر کئے ہیں۔

"کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ شہیدوں کے سلطان سری گورو ارجن دیو صاحب کو اس مخالف گروہ نے بڑی بے رحمی سے لاہور میں شہید کروا کر اپنے سینوں کو ٹھنڈا کیا۔" (سکھ ہندو بحث صفحہ ۹)

سکھ مورخ یہ بھی مانتے ہیں کہ جب بادشاہ کے سامنے یہ باتیں آئیں کہ چندو لال

نے ظلم وستم کیا ہے. تو اس نے چندو لال کو کان سے پکڑ کر گوردھر گوبند صاحب کے حوالے کر دیا اور یہ کہا کہ آپ کے والد گورو ارجن صاحب کا قاتل ہے۔ آپ اس کو جس طرح چاہیں سزا دیں۔

مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ صاحب نے لکھا ہے کہ جب گوردھر گوبند صاحب نے جہانگیر کو یہ کہا کہ چندو لال نے گورو ارجن صاحب کو تکلیفیں دی ہیں تو اس کو بہت غصہ آیا اور اس نے گورو صاحب کو کہا کہ :۔

"مجھے کچھ علم نہیں کہ اس نے گورو صاحب کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔"

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۵۲)

بھائی سنتوکھ سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ جہانگیر نے یہ کہا تھا کہ :۔

اہیہ اپرادھی نر نے لہیو

. . . .

. . . .

جو اپرادھی وڈو تمارا

دے کر اپنوں دوش اتارا

(گور پرتاپ سورج گرنتھ راس ۵ آنسو ۲۳)

لالہ شوبرت لال جی نے لکھا ہے کہ :۔

"بادشاہ کو گورو ارجن دیو صاحب کے آخری حال کی کچھ خبر نہ تھی۔ تعجب میں آیا اور فوراً چندو لال کی جائیداد کی ضبطی کا حکم دیا۔"

(تواریخ پنجاب صفحہ ۲۱)

یہ درست ہے کہ گورو ارجن صاحب کی شہیدی عہد جہانگیری کا ایک افسوسناک واقعہ ہے اور اس وجہ سے سکھ مسلم اتحاد پر بُرا اثر پڑا لیکن اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ چندو لال نے گورو صاحب کو جو تکلیفیں دی تھیں ان کا جہانگیر کو کوئی علم نہ تھا اور ان کی تمامتر ذمہ داری چندو لال کے سر پر تھی۔ اس کے متعلق سکھ تاریخ کو اتفاق ہے کہ چندولال کو گورو صاحب کے ساتھ ذاتی عداوت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب جہانگیر کو ان تکالیف کا حال معلوم ہوا تو اس نے فوراً چندو لال کو گورو ہرگوبند صاحب کے سپرد کر دیا اور اس ظالم کو سزا دے کر ختم کر دیا گیا۔

چندو کے علاوہ گورو جی کا اپنا بڑا بھائی پرتھیا بھی آپ کے خلاف جہانگیر کے پاس رپورٹیں کرتا رہتا تھا جیسا کہ ایک وِدوان لکھتے ہیں۔

"یہ پرتھیا ہی تھا جس نے گورو جی کے خلاف جہانگیر کے پاس رپورٹیں بھیجیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ گورو ارجن دیو مغلیہ حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ان بے بنیاد اور جھوٹی رپورٹوں کو سن کر ہی جہانگیر گورو کے مخالف ہوا۔"

(خالصہ پارلیمنٹ گزٹ۔ جنوری ۱۹۱۴ء)

موجودہ زمانے کے کئی وِدوان یہ خیالات رکھتے ہیں کہ جہانگیر گورو صاحب کا مخالف اور دشمن تھا اور اس نے ان کو نقصان پہنچانے کے لئے جھوٹے الزامات لگائے تھے۔ اس کے متعلق ہم اپنے خیالات کی بجائے ایک سکھ وِدوان سردار کپور سنگھ صاحب آئی۔ سی۔ ایس کے خیالات تحریر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ :-

"یہ ماننا مشکل ہوگا کہ جہانگیر کوئی جھوٹا اور سیاسی الزام گورو صاحب پر لگانا چاہتا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو جھوٹا یا سیاسی الزام کسی وقت بھی لگوایا جاسکتا تھا۔ شہنشاہ کے صرف اشارہ کی ضرورت تھی۔ پرتھی چند یا گوئند وال کے گردونواح کے ملّا قاضی جھوٹی سچی گواہی دینے والے بہتیرے مل سکتے تھے لیکن ایسی خواہش شہنشاہ کی کسی وقت بھی نہ تھی۔ یہ بات بالکل بے معنی معلوم ہوتی ہے۔"

(رسالہ پنج دریا جنوری ۱۹۵۳ء)

پس یہ کہنا کہ بادشاہ کے دل میں بغض و کینہ تھا اور اس نے گورو صاحب کو نقصان پہنچانے کے لئے جھوٹا الزام لگایا تھا بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ اگر کوئی الزام گورو صاحب پر لگایا گیا تھا تو اس میں جہانگیر کا کوئی ہاتھ نہ تھا۔ ہاں یہ گورو صاحب کے مخالف پرتھی چند اور چندو لال کی سازش کا نتیجہ تھا۔ بادشاہ کو اس کا کوئی علم بھی نہ تھا اور نہ ہی بادشاہ کو اس کی ضرورت تھی۔

سائیں میاں میرؒ اور گورو ارجن صاحب

حضرت میاں میر صاحب ایک مشہور مسلمان بزرگ ہوئے ہیں۔ بادشاہ جہانگیر بھی آپ کی بہت عزّت کرتا تھا۔ گورو ارجن صاحب کے ساتھ آپ کے بہت اچھے تعلقات تھے اور گورو ارجن صاحب کے دل میں حضرت میاں میر صاحب کے لئے

بہت پیارا تھا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جب گورو ارجن صاحب ہرمندر صاحب کا سنگِ بنیاد رکھنے لگے تو اس وقت آپ نے کئی سادھو سنتوں اور پیروں فقیروں کو بلایا آپ نے اس بھاری اجتماع میں سے حضرت میاں میر صاحب کو انتخاب کیا کہ وہ سری ہرمندر صاحب کا سنگِ بنیاد رکھیں۔

(تواریخ گورو خالصہ صـ ۹۸)

ایک ودوان صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"ہرمندر صاحب کی بنیاد ایک مسلمان سائیں فقیر میاں میر صاحب سے رکھوائی گئی تھی کیونکہ آپ یہ بتانا چاہتے تھے کہ سکھ مذہب کے مطابق سب مذاہب کے لوگ ایک جیسے ہیں اور عزت صرف اس شخص کو ملنی چاہیئے جو خدا تعالےٰ کا پیارا ہو۔ چاہے وہ کسی مذہب پر یقین رکھتا ہو۔ گورو صاحب نے صرف اس پوتر استھان کی بنیاد ہی ایک پوتر مسلمان کے ہاتھوں سے نہیں رکھوائی بلکہ زمین بھی ہرمندر کے لئے وہ چنی جو ایک مسلمان بادشاہ اکبر کی طرف سے نذر دی ہوئی تھی ..... ہرمندر صاحب کے عمارتی ہنر کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی ہندو اور مسلمان عمارتی ہنروں کو ایک جگہ اکٹھا کر دکھایا ہے۔"

(بھارتی راشٹریہ کانگریس امرتسر ۱۹۵۶ء صـ ۲۳)

ایک اور ودوان لکھتے ہیں کہ:-

"۱۵۸۹ء میں سری ہرمندر صاحب کا سنگِ بنیاد لاہور کے نیک سیرت

فقیر میاں میرؒ نے رکھا تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں سنہری جڑاؤ کا کام ایک مسلمان انجینئر محمد یار خاں کی زیر نگرانی ہوا تھا۔ ۱۹۲۳ء میں جب تالاب کی سیوا کی گئی تھی تو مالیر کوٹلہ کے نواب کی جتھیداری کے ماتحت دو سو مسلمان پوتر گارے کی ٹوکریاں اٹھانے کے لئے امرتسر آئے تھے۔"

(رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ۔ اکتوبر ۱۹۵۶ء)

اتہاس یہ بھی بتاتا ہے کہ چندو لال نے جب گورو ارجن دیو جی کو تکلیفیں دینی شروع کیں اور اس کا علم حضرت میاں میرؒ صاحب کو ہوا تو آپ سخت بے چینی کی حالت میں گورو صاحب کے پاس آئے۔ ایک سکھ ودوان نے لکھا ہے:۔

چار طرفوں آگ برسے سیک سی تن ساڑدا
چھالے چھالے ہو گیا جُتّا سبھی سرکار دا
سائیں میاں میر ڈٹھا حال آ جد یار دا
ہو بیاکل رو پیا چیخے تے ڈھائیں ماردا
سن کہیا ستگورو میاں چھوڑو پریتی چام سے
کیا ہوا تن جل رہیا ہم شانت ہیں ہر نام سے

یعنی چاروں طرف سے آگ برس رہی تھی۔ تپش جسم کو جلا رہی تھی۔ گورو جی کے جسم پر آبلے ہی آبلے ہو گئے تھے۔ سائیں میاں میر جی نے آ کر جب اپنے دوست کی یہ حالت دیکھی وہ بیقرار ہو گئے اور رونے اور چیخنے لگ گئے۔ گورو جی نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ چمڑے (جسم) سے محبت چھوڑ دو۔ اگر جسم جل رہا ہے تو کیا ہوا۔

ہم خدا کی طرف سے مطمئن ہیں اس سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ حضرت میاں میر صاحب کی گورو ارجن صاحب کے ساتھ بہت محبت تھی اور آپ گورو صاحب کی تکلیف سے سخت بے چین ہوتے اور اس کو اپنی تکلیف سمجھتے تھے۔

گورو ارجن صاحب کی بانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں مسلمانوں کے لئے محبت اور پیار کے جذبات تھے۔ آپ کا یہ قول گورو گرنتھ صاحب میں درج ہے:۔

مسلمان موم دل ہووے

انتر کی مل دل تے دھووے

دنیا رنگ نہ اووے نیڑے

جیوں کسم پاٹ گھیو پاک ہرا

(مارو محلہ ۵)

یعنی مسلمان نرم دل ہوتا ہے۔ وہ دل کے گناہوں کی گندگی دھو ڈالتا ہے دنیا کا رنگ اس کے نزدیک نہیں آتا جس طرح کُسنبہ اور گھی کا برتن صاف ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ گورو ارجن صاحب کا سکھ دھرم کے پوتر دھرم پستک گورو گرنتھ صاحب میں مسلمان بزرگوں کے کلام کو درج کرنا اور سکھوں کا اس بانی کو بڑی عزت کے ساتھ پڑھنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ مسلمانوں کو بُری نگاہ سے نہ دیکھتے تھے بلکہ ان کے دل میں مسلمان بھائیوں اور پیروں فقیروں کے لئے بیحد پیار تھا اسی طرح مسلمان بھی آپکے ساتھ بہت پیار کرتے تھے۔ یہ بتایا گیا ہے

کہ جہانگیر نے اپنی شہزادگی کے وقت بہت سی زمین گورو ارجن صاحب کی نذر کی تھی اور گورو صاحب نے اس زمین میں کرتارپور آباد کیا اور دھرمسالہ بھی بنایا۔ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ گورو صاحب کو کرتارپور آباد کرنے کی تحریک بھی ایک مسلمان سید عظیم خاں نے کی تھی۔

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۵)

اسی طرح ایک مسلمان حاکم طاہر بیگ خاں نے پرتھی چند اور گورو ارجن صاحب کی صلح کرانے کی کوشش بھی کی تھی تاکہ کسی طرح ان دونوں بھائیوں کا جھگڑا ختم ہو جائے۔ (گوردھام دیدار صفحہ ۲۶)

مغل بادشاہوں کی طرف سے گورو ارجن صاحب کے وقت گونڈوال کے نام ۱۱۵۵ روپیہ کی سالانہ جاگیر لگائی گئی۔ (مہاں کوش صفحہ ۱۲۷۷)

اسی طرح موضع چولہ کے ساتھ بھی مغل بادشاہوں نے جاگیر لگائی۔

(مہاں کوش صفحہ ۱۴۵۸)

ایک اور کتاب میں یہ لکھا ہے کہ چولہ گاؤں کے ساتھ ۵۸۰۰ روپیہ سالانہ جاگیر مغل بادشاہوں نے لگائی تھی۔ (گوردھام دیدار صفحہ ۹۶)

اتہاس یہ بھی بتاتا ہے کہ جب گورو ارجن صاحب نے لاہور ڈبی بازار میں باولی بنانے کا ارادہ کیا تو لاہور کے حاکم حسن خاں اپنے ساتھ کچھ امیروں کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو باولی تیار کرنے میں بہت مدد دی۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۹۶)

اس باولی پہ ایک مسلمان کی ۱۴۲ مہریں بھی لگی تھیں۔ (گوردھام

دیدار صفحہ ۲۹۱ و گور تیرتھ سنگرہ صفحہ ۸۳) اتہاس یہ بھی بتاتا ہے کہ اگر مسلمان گورو صاحب کے ساتھ محبت کرتے تھے تو گورو صاحب بھی مسلمانوں سے پیار رکھتے تھے۔ گورو صاحب کے مسلم پیار کا اندازہ اس سے بھی لگ سکتا ہے کہ آپ نے ہرمندر صاحب میں کیرتن کرنے پر مسلمان میراسیوں کو مقرر کیا۔ وہ مسلمان اپنے تمام رسم و رواج اسلامی طریق پر ہی ادا کرتے تھے (گورمت سدھانت صفحہ ۵۱) اسی طرح آپ کے درباری کیرتن کرنے والے بھی مسلمان ہی تھے۔ اس کے علاوہ گورو ارجن صاحب نے کرتار پور اور امرتسر وغیرہ نئی آباد کردہ بستیوں میں مسلمانوں کو بھی آباد کیا اور ہر قسم کی سہولتیں ان کے لئے مہیا کیں۔

آج ہم کئی بار اپنی تنگدلی اور تنگ نظری کی وجہ سے اللہ، رام اور واہگورو وغیرہ الفاظ کے سبب جھگڑتے ہیں اور قتل و غارت تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے اس کے متعلق گورو ارجن صاحب نے جو خیالات ظاہر کئے ہیں وہ یہ ہیں :-

کوئی بولے رام رام کوئی خدائے
کوئی سیوے گوسائیں کوئی الاہے
کارن کرن کریم
کرپا دھار رحیم
کوئی نہاوے تیرتھ کوئی حج جائے
کوئی کرے پوجا کوئی سر نوائے
کوئی پڑھے بید کوئی کتیب
کوئی اوڑھے نیل کوئی سپید

کوئی کہے ترک کوئی کہے ہندو
کوئی باچھے بھست کوئی سرگیندو
کہو نانک جن حکم پچھیاتا
پربھ صاحب کا تن بھید جاتا

(رام کلی محلہ ۵ صفحہ ۸۸۵)

یعنی کوئی رام رام کرتا ہے کوئی خدا خدا کرتا ہے۔ کوئی گوسائیں کی عبادت کرتا ہے اور کوئی اللہ کی۔ وہ قادر کریم اور رحمٰن اور رحیم ہے۔ کوئی تیرتھ پر اشنان کرتا ہے کوئی حج کو جاتا ہے کوئی پوجا کرتا ہے کوئی سر کو جھکاتا ہے کوئی وید پڑھتا ہے کوئی قران مجید کی تلاوت کرتا ہے کوئی نیلے کپڑے پہنتا ہے کوئی سفید پہنتا ہے۔ کوئی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ کوئی ہندو کہتا ہے کوئی بہشت چاہتا ہے اور کوئی سورگ کی خواہش کرتا ہے۔ نانک جی فرماتے ہیں کہ جس نے حکم کو پہچان لیا اس نے خدائی راز کو شناخت کر لیا۔

گورو ہرگوبند صاحب اور جہانگیر بادشاہ

گورو صاحب کی وفات کے بعد ان کے بیٹے ہرگوبند صاحب گدی نشین ہوئے ان کے وقت میں سکھ قوم فقیری کی بجائے میری یا امیری کی شکل میں تبدیل ہو گئی آپ نے گدی پر بیٹھتے ہی دو تلواریں پہن لیں۔ اس لئے آپ کو کھڑگ دھاری گورو

بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ دو تلواریں میری اور پیری کی تھیں (تواریخ گورو خالصہ پنتھ صـ۲۲۱) مشہور سکھ وِدوان گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک بار جہانگیر نے گورو صاحب سے دو تلواریں پہننے کا سبب پوچھا تو گورو صاحب نے یہ جواب دیا:۔

پُن ایک آپ کے شترو ہنیت
ہے دوہتی دوکھین گورن کیت

(پنتھ پرکاش نواس ۱۶)

یعنی ایک تلوار آپ کے دشمنوں کے لئے ہے اور دوسری تلوار گورو گھر کے دشمنوں کے لئے ہے۔

گیانی شیر سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ گورو صاحب نے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ:۔

"اب ہر ایک سکھ تلوار پہنے اور گھوڑے کی سواری سیکھے"

(کھنڈے دی دھار وچ امرت دا گیان صـ۴۰)

دوسرے سکھ مورخوں نے بھی گورو صاحب کا سکھوں کو فوجی رنگ میں رنگین کر دینا بیان کیا ہے اس کے ساتھ ہی مورخ یہ بھی بتاتے ہیں کہ آپ کی اس طرزِ زندگی کو سب سے زیادہ شک وشبہ کی نگاہ سے ان کے اپنے گھرانے کے لوگوں نے ہی دیکھا تھا گورو صاحب کے چچا زاد بھائی سوڈھی مہربان نے تو بہت زور لگایا کہ پنجاب کے حاکم گورو صاحب کے خلاف کوئی کارروائی کریں اور ان کی فوجی طاقت کو ختم کر دیں لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی گورو صاحب کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار نہ ہوا۔ آخر کار وہ چندو لال کے پاس گیا اور اس کو

گورو صاحب کے برخلاف بھڑکانے کی بہت کوشش کی کیونکہ اس کو گورو صاحب کے خلاف پہلے ہی دشمنی تھی اس لئے اس نے ہربان کے ساتھ تعاون کیا۔ یہ دونو مل کر گورو صاحب کے خلاف سازشیں کرنے لگے۔ انھوں نے بہانہ بنا کر گورو صاحب کو گوالیار کے قلعہ میں بھجوا دیا۔ اس کے متعلق انھوں نے یہ چال چلی کہ ایک دفعہ بادشاہ کچھ بیمار ہوگیا۔ انھوں نے یہ تجویز پیش کی کہ گورو ہرگوبند صاحب گوالیار کے قلعہ میں تپ کریں تو آپ کو صحت ہوسکتی ہے۔ بادشاہ نے گورو صاحب کو سو روپیہ روزانہ ہون کی سمگری کے لئے دینا منظور کرکے گوالیار بھیجدیا۔ گورو صاحب کے مخالفوں نے تو یہ سوچا تھا کہ اس طرح وہ آپ کو قید کرانے میں کامیاب ہوں گے لیکن ان کی یہ اسکیم اکارت گئی۔ جب بادشاہ نے گورو صاحب کو واپس بلایا تو انھوں نے کہا کہ جب تک گوالیار میں قیدی راجے جن کی تعداد ۵۲ تھی رہا نہ کئے جائیں گے۔ وہ گوالیار کے قلعہ سے باہر نہیں نکلیں گے۔ بادشاہ نے گورو صاحب کی بات مانتے ہوئے ان کی خاطر ۵۲ راجوں کو جو مختلف قصوروں کی وجہ سے شاہی قیدی تھے رہائی بخشی۔ (تواریخ گورو خالصہ ص۱۱۸)

اسی طرح ایک دفعہ گورو صاحب کے مخالفوں نے صوبیدار لاہور حاکم بیگ[۱] کی معرفت یہ رپورٹ کردائی کہ گورو صاحب نے اپنے بزرگ گوروؤں کے نیقری طریقہ کو ترک کرکے چوروں اور ڈاکوؤں کا طریق اختیار کرلیا ہے اور ایک چبوترے کا نام اکال تخت رکھ کر دربار لگاتے ہیں۔ سینکڑوں چور ڈاکو انھوں نے اپنے گرد جمع کر لئے ہیں اور دیش میں فتنہ وفساد کی تیاری کر رہے ہیں۔ اگر

---

[۱] قاسم بیگ خاں

ابھی سے اس کا مناسب تدارک نہ کیا گیا تو سارے ملک میں فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۵۰۸)

جب یہ رپورٹ بادشاہ کے حضور پہنچی تو اس نے اپنے نائب وزیر وزیر خاں اور غنیچے بیگ خاں دس ہزاری کو گورو صاحب کے پاس بھیجا کہ وہ ان کو اپنے ساتھ لے کر آئیں۔ وزیر خاں جب گورو صاحب کے پاس پہنچا تو اس نے بڑی عزت کے ساتھ سوا سو یعنی ایک سو پچیس مہریں گورو صاحب کو نذر کیں اور عرض کیا کہ بادشاہ آپ کو یاد فرماتے ہیں۔ گورو صاحب پہلے سے ہی بادشاہ کے ساتھ ملاقات چاہتے تھے سو وہ بادشاہ کی ملاقات کے لئے تیار ہو گئے (جنم ساکھی چھیویں باتشاہی صفحہ ۱۳۱) جب گورو صاحب بادشاہ کے دربار میں گئے تو اس نے آپ کی بہت عزت کی بڑی خوشی حاصل کی اور گورو صاحب کے لئے پانچسو روپیہ روزانہ مقرر کر دیا (تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۹۷۔ گورمکھی صفحہ ۹۷) ناظرین غور فرمائیں کہ جہانگیر کے پاس گورو صاحب کے خلاف رپورٹ تو یہ کی جاتی ہے کہ انھوں نے اپنے ارد گرد چور اور ڈاکو جمع کئے ہوئے ہیں اور ملک میں فتنہ و فساد کرنے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ لیکن جہانگیر ان کو اپنے دربار میں بلا کر ان کی عزت و احترام کرتا ہے۔ حالانکہ وہ رپورٹ کرنے والے کوئی غیر نہ تھے بلکہ ان میں گورو صاحب کے اپنے گھرانے کے لوگ بھی شامل تھے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ جہانگیر کے دل میں گورو گھر کے متعلق کسی قسم کا کینہ و بغض نہ تھا۔ تزک جہانگیری وغیرہ کی بنا پر جو کچھ کہا جاتا ہے۔ زیادہ ممکن ہے کہ وہ کسی "تیسرے" کی بعد میں اختراع کی ہوئی باتیں ہوں جو بعد میں ملا دی گئی ہوں۔ کیونکہ دنیا کی بہت سی کتب میں ایسی

ملاوٹ کی مثالیں ملتی ہیں۔

گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ شہنشاہ جہانگیر نے ایک ملاقات کے وقت گورو ہرگوبند صاحب کو نذر۔ پانچ ہزاری خلعت جگا۔ کلغی۔ سرپنچ۔ موتی مالا۔ ایک کنٹھا۔ سات ہتھیار اور پانچ گھوڑے دیئے تھے (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۰۳) اسی طرح دہلی سے روانگی کے وقت جب جہانگیر نے گورو صاحب سے ملاقات کی تو پھر پانچ ہزاری خلعت۔ موتی مالا۔ رتن جڑاؤ۔ کنٹھا جڑاؤ۔ مٹھ کی تلوار اور ۲۱۰۰ اکبری مہریں اور پانچ گھوڑے جن پر چاندی سونے کی زینیں تھیں گورو صاحب کی نذر کیں اور گورو صاحب کے ساتھی سکھوں کو بھی قیمتی دوشالے دیئے۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۰۶) ایک دوست لکھتا ہے کہ جہانگیر نے گورو صاحب کے سامنے اکال تخت کی عمارت مکمل کرانے کی پیش کش بھی کی تھی۔

(بھارتی راشٹریہ کانگریس سنہ ۱۹۵۶ء صفحہ ۱۳)

الغرض جہانگیر نے گورو صاحب کے ساتھ خوشگوار تعلقات آخر تک قائم رکھنے چاہے گورو صاحب کے مخالفوں نے تعلقات کو بگاڑنے کی بہت کوشش کی۔ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ جہانگیر اقرار کا بہت پکا تھا۔ اس نے گورو صاحب کے ساتھ جو بھی اقرار کیا اس کو آخر تک پورا کیا۔ اس کے بہت سے درباری گورو صاحب کے خلاف شکایات بھی کرتے رہتے تھے لیکن وہ ان کی کوئی بات نہ سنتا تھا۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۲۰)

مؤرخ یہ بھی مانتے ہیں کہ جہانگیر نے گورو صاحب کو سات توپیں اور ایک ہزار پیادہ فوج اور پانچ سو سوار رکھنے کی اجازت دیدی تھی اس کے علاوہ

پنجاب کے سارے حاکموں اور افسروں کا نگراں بھی مقرر کر دیا تھا۔ (تواریخ گورو خالصہ اُردو صلا ۹۹ و اتہاس سکھ گورو صاحبان صلا ۲۳۷ و تواریخ گورو خالصہ پنجھ صلا ۵۲ و دساں گوروواں دا سنکھیپ جیون چتر صلا ۵۔ گورمت اتہاس گورو خالصہ صلا ۱۲۸ : مختصر و مکمل تواریخ گورو خالصہ اُردو صلا ۱۲ و رسالہ امرت جنوری و فروری ۱۹۴۶ء صلا ۸۵ وغیرہ)

گورو صاحب بھی شہنشاہ جہانگیر کے اچھے ساتھی اور دوست تھے۔ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ راجہ تارا چند نالہ گڑھیا باغی ہو گیا۔ جہانگیر نے گورو صاحب کو امداد دینے کے لئے بلایا اور ان کو اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے اس مہم پر بھیجا۔ گورو صاحب نے جاتے ہی عقلمندی سے اس پر فتح حاصل کی۔ اور اس کو وفادار بنا کر جہانگیر کے ساتھ ملا دیا۔ (تواریخ گورو خالصہ اُردو صلا ۱۰۴)۔ یہ حوالہ جات بتاتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ گورو صاحب کے گھرانے کے لوگ ان کے خلاف بادشاہ کو ورغلانے کی سازشیں کرتے رہتے تھے جہانگیر پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ وہ ہمیشہ ہی گورو صاحب کے ساتھ محبت سے پیش آتا اور اچھا برتاؤ کرتا تھا۔ خود بھی نذر و نیاز دیتا رہا اور دوسرے راجوں مہاراجوں سے بھی گورو صاحب کو نذریں دلواتا رہا۔ (تواریخ گورو خالصہ صلا ۵۱۱)

اس کے علاوہ سکھ لٹریچر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب جہانگیر کو یہ علم ہوا کہ چندو لال نے گورو ارجن صاحب کو بہت دکھ دیئے ہیں تو اس نے اسی وقت اس کو گورو صاحب کے حوالے کر دیا اور کہا کہ یہ آپ کے والد کا قاتل ہے اس کو جو چاہو سزا دو۔ (گور پرتاپ سورج گرنتھ راس ۵ آنسو ۳ و تواریخ گورو خالصہ اُردو صلا ۱۰۱

وتواریخ گوروخالصہ گورمکھی صفحہ ۵۲ ومختصر ومکمل تاریخ گوروخالصہ اردو صفحہ ۱۲۰ وتواریخ گوروخالصہ پنتھ صفحہ ۵۲۱ و اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۲۳۵ و دسال گوروواں دا سنکھیپ جیون چرتر صفحہ و کھنڈے دی دھار وچ امرت دا گیان صفحہ ۸۶ واتہاس گوروخالصہ ہندی صفحہ ۲۶۳ وسری گورپرکاش محل ۶ مندر ۹ صفحہ ۴۹۲ وگور بلاس باتشاہی چھ ادھیائے ۸ ومیکالف اتہاس حصہ ۳ صفحہ ۳۱ وگورمت لیکچر صفحہ ۲۳۷ و جیون برتانت دس گورو صاحبان صفحہ ۱۵ وتواریخ پنجاب صفحہ ۳۱ وگورومت اتہاس گوروخالصہ صفحہ ۱۲۹) گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ گوروگوبند سنگھ صاحب نے بہادرشاہ کو یہ کہا کہ :-

"آپ کے بڑے جہانگیر نے میرے دادا ہرگوبند صاحب کے ہاتھ چندو دُشٹ کا بازو پکڑا دیا تھا اور اس کو انھوں نے من پسند سزا دی تھی۔" (تواریخ گوروخالصہ صفحہ ۱۳۹۴)

پنج خالصہ دیوان کی طرف سے شائع شدہ ظفرنامہ سٹیک سے بھی مندرجہ بالا قول کی تائید ہوتی ہے (صفحہ ۱۲۴) کہ گوروگوبند سنگھ صاحب نے اس بات کو تسلیم کیا تھا کہ جہانگیر نے چندو لال کو گوروارجن دیو کا قاتل سمجھ کر گورو ہرگوبند صاحب کے حوالے کردیا تھا۔ بھائی ویر سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"بادشاہ کا چندولال کو گوروصاحب کے حوالے کردینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ...... بادشاہ کو یقین ہوگیا تھا کہ گوروارجن پر جو الزام لگایا گیا تھا وہ غلط تھا ...... اپنے آپ کو بیگناہ کے خون کے الزام سے بچانے کے لئے بادشاہ نے چندولال کو گوروصاحب کے حوالہ کیا۔ یہ

اس وقت ایک رواج تھا کہ حاکم لوگ بڑے ملزم کو جن کا اس نے
گناہ کیا ہو اس کے حوالے کر دیتے تھے تاکہ جو سزا وہ چاہیں دے کر
اپنا دل ٹھنڈا کریں۔"

(پھلواڑی اتہاس نمبر صہ ۱۱۲)

مسٹر میکالف لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ جہانگیر بادشاہ گورو ہرگوبند صاحب کے
ساتھ امرتسر آیا اور اس وقت ابھی ہرمندر صاحب کی عمارت نامکمل تھی۔ بادشاہ
نے اس نامکمل عمارت کو دیکھ کر گورو صاحب کو کہا کہ آپ ہرمندر کی عمارت کو مکمل
کرالیں۔ اس کا سارا خرچ میں ادا کروں گا۔ اس وقت اس نے پرشاد بھی نذر کیا تھا۔

(میکالف حصہ ۳ صہ ۳۶)

اسی طرح کئی مورخ لکھتے ہیں کہ جب جہانگیر نے چندو لال کو گورو ارجن صاحب
کا قاتل جان کر گورو ہرگوبند صاحب کے حوالے کیا تھا تو اس کی ضبط شدہ جائداد
میں سے روہیلہ نامی ایک گاؤں گورو صاحب کو دے دیا۔

(دساں گوروآں دا سنکھیپ جیون چتر صہ ۱۵ و گوردھام سنگرہ صہ ۱۱۱)

آج ہم مندروں اور مسجدوں کے جھگڑوں کی وجہ سے ایک دوسرے کو
قتل کرنے سے نہیں رکتے کئی بار تو ہم مندر مسجد اور گوردواروں کو مسمار کر دینا
مذہب دیش اور قوم کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں لیکن اتہاس گواہ ہے کہ ہمارے
گزشتہ بزرگ نہ صرف ایک دوسرے کے معبدوں کی حفاظت کرنا ہی ضروری
سمجھتے تھے بلکہ ان کے ساتھ جاگیریں لگانا بھی اپنا فرض منصبی خیال کرتے تھے۔
تاریخ بتاتی ہے کہ جہاں شہنشاہ اکبر اور جہانگیر نے گورو گھر کو کئی کئی گاؤں

کی جاگیریں عطا کیں۔ وہاں سکھ گورو صاحبان نے بھی اپنے خرچ پر مسلمانوں کے لئے مسجدیں بنوائیں۔ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ جب جہانگیر نے گورو ہرگوبند صاحب کو روہیلہ گاؤں نذر دیا تو گورو صاحب نے اس کو نئے سرے سے آباد کیا اور وہاں اپنے خرچ پر مسلمانوں کے لئے مسجد بنوائی۔ بھگوانہ نامی ایک شخص نے اس مسجد کو گرانے کے لئے حملہ کیا جس میں وہ مارا گیا۔

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۵۹۸)

ایک صاحب لکھتے ہیں کہ :۔

"چھٹے گورو صاحب نے اس جگہ (ہرگوبند پورا) مسلمانوں کیلئے مسجد بنوائی۔ جو آپ کی فراخدلی کی آج تک یادگار ہے۔"

(گورومت لیکچر صفحہ ۲۳۰)

اس کے علاوہ گورو صاحب نے کرتار پور اور امرت سر وغیرہ مقامات پر بھی مسجدیں بنوائی تھیں جیسا کہ مشہور ودوان گیانی شیر سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ :۔

"گورو (ہرگوبند) صاحب کو مسلمانوں کا دشمن کہنا سچائی کا خون کرنا ہے۔ انھوں نے امرتسر۔ کرتار پور اور ہرگوبند پور وغیرہ کئی مقامات پر مسلمانوں کے لئے مسجدیں تعمیر کروائی تھیں۔"

(کھنڈے دی دھار وچ امرت دا گیان صفحہ ۳۶۳)

سکھ گورو صاحبان اور شہنشاہ شاہجہاں

شہنشاہ جہانگیر کے بعد اس کا بیٹا شہاب الدین شاہجہاں تخت نشین ہوا۔ گورو گوبند سنگھ صاحب نے اس کے متعلق یوں لکھا ہے کہ :-

جہانگیر عادل مرگیئو۔ شاہ جہاں حضرت تو بھیو۔
(دسم گرنتھ صفحہ ۹۲۴)

یعنی عادل جہانگیر مرگیا اور شاہجہاں بادشاہ بنا۔

گیانی گیان سنگھ صاحب نے اس بادشاہ کے متعلق یوں لکھا ہے :-

"شاہجہاں کا پہلا نام شہاب الدین تھا۔ تخت نشین ہو کر شاہجہاں ہوا۔ اس نے جہانگیر کی وفات پر ۱۶۸۲ء کو تخت سنبھال لیا اور اچھے اچھے کام کئے۔ رعیت کو آباد کیا۔ شاہی خزانے میں بہت سی دولت جمع کی۔" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۷۳۵)

کتاب کھنڈے دی دھار دیچ امرت دا گیان کے صفحہ ۳۱۲ پر بھی مندرجہ بالا بیان کی تائید کی گئی ہے۔ اس بادشاہ کے عہد میں حکومت کے ساتھ گورو ہرگوبند صاحب کی دو چار لڑائیاں ہوئی تھیں۔ جو گورو صاحب کے مخالفین کی طرف سے آپ کے خلاف غلط فہمیوں کی بنا پر تھیں۔ ہم اس وقت ان لڑائیوں کی وجوہات میں جانا نہیں چاہتے۔ کیونکہ یہ ہمارا موضوع نہیں۔ صرف یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ سکھ اتہاس یہ بتاتا ہے کہ شاہجہاں اور گورو ہرگوبند صاحب کے

تعلقات بگاڑنے میں پرتھی چند اور چندو لال کے بیٹوں کا ہاتھ تھا ان کے ساتھ ہی دھیرمل وغیرہ نے بھی مخالفت میں کمی نہیں کی۔ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ پرتھی چند کے بیٹے مہربان اور چندو لال کے بیٹے نے مل کر شاہجہاں کے پاس گورو صاحب کے خلاف دو مقدمات دائر کئے۔ مہربان نے تو گورپائی کی گدی پر اپنا حق جتایا تھا اور چندو لال کے بیٹے نے اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کا دعویٰ کیا تھا۔ وزیر خاں نے بادشاہ کے حضور سب حقیقت ظاہر کر دی۔ جس پر یہ دونو مقدمے خارج ہوگئے اور بادشاہ نے ایک نہایت قیمتی خلعت گورو صاحب کو نذر کیا۔ (تواریخ گورو خالصہ اُردو صـ۱۱۷)

اسی طرح ایک دفعہ چندو لال کے بیٹوں نے بڑی چالاکی سے گورو صاحب کے خلاف چڑھائی کا حکم حاصل کر لیا لیکن وزیر خاں نے یہ حکم منسوخ کروا دیا۔

(تواریخ گورو خالصہ اُردو صـ۱۰۱ و تواریخ راج خالصہ صـ۵۶)

گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ولی خاں نے گورو صاحب کے خلاف شکایت کی۔ اس پر وزیر خاں نے بادشاہ سے کہا کہ جو شکایت آپ تک پہنچی ہے۔ وہ دشمنی اور مخالفت پر مبنی ہے۔ گورو ہرگوبند صاحب گورو نانک صاحب کے گدی نشین ہیں۔ آپ کے والد نے ان کو کچھ زمین دی تھی۔ جس پر انھوں نے ایک گاؤں آباد کیا ہے۔ ایک مسجد اور ایک مسافر خانہ بھی بنوایا ہے۔ ایسے فقیروں کے خلاف کسی کی شکایت پر لڑنا مناسب نہیں (تواریخ گورو خالصہ اُردو صـ۱۰۱)

تواریخ گورو خالصہ کے گورمکھی ایڈیشن میں یہ لکھا ہوا ملتا ہے کہ بادشاہ نے وزیر خاں کو یہ کہا تھا کہ میں خود اچھی طرح جانتا ہوں کہ گورو نانک شاہ کا گھرانہ صلح کل اور

دونوں مذاہب کا مشترکہ ہے اس دھوکہ باز ولی خاں کو میرے دربار سے الگ کر دیا جائے (صفحہ ۵۹) گیانی شیر سنگھ صاحب کے قول کے مطابق بادشاہ نے حملہ روک دیا اور یہ کہا کہ :-

"گورو کے ساتھ مقابلہ کرنا خدا کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے۔ گورو صاحب کے خلاف کبھی چڑھائی نہ کی جائے"

(کھنڈے دی دھار وچ امرت داگیان صفحہ ۲۱۲)

گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ گورو ہرگوبند صاحب کے پوتے دھیر مل نے بھی بادشاہ کے پاس آپ کے خلاف شکایت کی جس میں یہ لکھا کہ میرے دادا گورو ہرگوبند صاحب نے بادشاہی لشکر کا جو مقابلہ کیا ہے۔ یہ اچھا کام نہیں کیا۔ میں ناظم قطب خاں اور سپہ سالار کالے خاں کو ہر قسم کی امداد دیتا رہا ہوں اور خفیہ بھید بتاتا رہا ہوں اس لئے میرا گورو صاحب کے ساتھ بگاڑ پیدا ہو گیا ہے اور میں اب حضور کی پناہ میں ہوں۔

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۵۰۲)

مشہور سکھ بزرگ بھائی گورداس لکھتے ہیں۔

"گورو صاحب کے وقت کے سکھوں نے بھی آپ کی طرزِ زندگی پر شبہات ظاہر کئے تھے اور اس کو پہلے گورو صاحبان کی طرزِ زندگی کے برعکس بتایا تھا"

(وار ۲۶ پوڑی ۲۴)

ایک سکھ ودوان بھائی گورداس صاحب کے اس قول (وار ۲۶ پوڑی ۲۴) کی بابت یوں لکھتے ہیں کہ :-

"اس پوڑی میں وہی طعن ہیں جو لوگ گورو ہرگوبند صاحب کا بہادرانہ چلن دیکھ کر کرنے لگے تھے"

(واراں بھائی گورداس ٹیک صفحہ ۱۴۵)

سکھ مورخ یہ بھی بتاتے ہیں کہ گورو صاحب کا مسلمانوں کے ساتھ بہت پیار تھا۔ ایک دفعہ گورو صاحب لاہور کے سکھوں کی دعوت پر لاہور گئے۔ وہاں پر آپ اپنے باپ کے دوست حضرت میاں میر صاحب کی ملاقات کے لئے ان کے گھر گئے۔ سائیں میاں میر صاحب نے آپ کی بہت آؤ بھگت کی۔ اس وقت آپ کے پاس شیخ جان محمد لاہوری۔ محمد اسماعیل اور شیخ کرم شاہ قریشی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ بھی گورو صاحب نے بڑی محبت کے ساتھ گفتگو کی۔

(جنم ساکھی چھیویں پاتشاہی صفحہ ۱۱ اور تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۳)

اسی طرح ایک اور مورخ لکھتا ہے کہ پیر کیوالی۔ پیر فضل ایرانی اور حسن علی عربی جس کو معرفت میں آسمان کا ستارہ کہا جاتا تھا۔ گورو صاحب کے پاس کئی دن ٹھہرے اور بڑے پریم کے ساتھ گیان و معرفت الٰہی کی باتیں کرتے رہے گورو صاحب نے ان کے ساتھ بہت ہی محبت کا برتاؤ کیا جس کی انھوں نے دارا شکوہ کے پاس تعریف کی۔

(اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۲۹۱)

تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ دبستان مذاہب کا مصنف محسن فانی بھی گورو صاحب کا اچھا دوست تھا۔ اور اس کی کئی بار گورو صاحب سے ملاقات ہوئی۔

(دیکھئے اتہاس ستگر پتر نے صفحہ ۷۲ دھیان کوشش ۳)

ایک اور ودوان لکھتے ہیں کہ :-

"گورو ہر گوبند صاحب کے ساتھ محسن فانی کی اچھی واقفیت تھی۔۔
۔۔۔اس نے ۔۔۔۔ سری گورو ہر گوبند صاحب اور سری گورو
ہر رائے صاحب کے لئے ۔۔۔۔ بہت عزت اور عقیدت کے
الفاظ استعمال کر کے اپنے دل کی بے خوفی کا ثبوت دیا ہے۔"

(مجھک اتہاسک پترے صد ۲)

الغرض جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے یہ کہا جا سکتا ہے کہ گورو ہر گوبند صاحب مسلمانوں کے دشمن نہیں تھے۔ جہانگیر اور شاہجہاں کے ساتھ ان کے بہت اچھے اور خوشگوار تعلقات تھے۔ یہ درست ہے کہ شاہجہان کے وقت ان کی کچھ لڑائیاں سرکاری افسران سے بھی ہوئیں لیکن ان کو ایسا ہی سمجھنا چاہیئے جیسے دو بھائیوں میں غلط فہمی پیدا ہو جانے پر ہو جایا کرتا ہے۔ مؤرخ تو یہ بھی بتاتے ہیں کہ گورو ہر گوبند صاحب کے مسلمانوں کے ساتھ میل جول کو اُس وقت تنگ خیال لوگوں نے ناپسند کیا تھا۔ لیکن گورو صاحب نے ان باتوں کا بالکل خیال نہیں کیا۔

سکھ گورو صاحبان اور شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر

شاہجہاں بادشاہ کے بعد اورنگ زیب عالمگیر بھارت کا شہنشاہ بنا اور دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ اس نے بہت لمبا عرصہ حکومت کی۔ اس کے عہد میں چار سکھ

گورو صاحبان ہوئے۔ گورو ہرائے صاحب۔ گورو ہرکشن صاحب۔ گورو تیغ بہادر صاحب اور گورو گوبند سنگھ صاحب۔ اتنے گورو کسی اور مغل بادشاہ کے عہد حکومت میں نہیں ہوئے۔ شہنشاہ عالمگیر کا طرز زندگی بہت سادہ تھا۔ باوجود عظیم الشان بادشاہ ہونے کے اپنے ہاتھ سے روٹی کما کر کھاتا تھا۔ سردار بہادر بھائی کاہن سنگھ صاحب آف نابھ لکھتے ہیں:۔

"یہ سنّی فرقہ کا پکّا مسلمان بادشاہ عالم اور محنتی ملکی انتظام کرنے میں بڑا عقلمند تھا۔ یہ بہت سادہ لباس پہنتا اور سادی خوراک کھاتا تھا۔ شراب یا کسی اور نشہ کا بالکل استعمال نہ کرتا تھا۔ اپنے ذاتی اخراجات بہت کم کئے ہوئے تھے۔ فرصت کے وقت اپنے ہاتھ سے ٹوپیاں بنانے اور قرآن کی خوش خط نقلیں کرنے کا کام کرتا تھا۔"

(مہان کوش صفحہ ۳۲۹)

مشہور مورخ لین پول جو اورنگ زیب کا بڑا مخالف ہے۔ اس کی سادہ زندگی کے بارے میں لکھتا ہے:۔

Aurangzeb only drank a little water and ate a small quantity of millet bread.

(Aurangzeb P. 65)

یعنی اورنگ زیب کا کھانا پینا بہت ہی سادہ تھا وہ تھوڑی مقدار میں سادہ پانی اور جَو کی معمولی روٹی استعمال کرتا تھا۔

ایک اور جگہ مسٹر لین پول نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ اورنگزیب

کی ذات پر جتنی بھی نکتہ چینی کی جاتی ہے وہ اس کی شہزادگی کے وقت سے تعلق رکھتی ہے۔ جب کبھی کوئی اس کی حکومت کے زمانہ کے متعلق کچھ لکھتا ہے تو تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس نے پچاس سال کی لمبی حکومت میں کسی پر کوئی ظلم یا زیادتی نہیں کی جیسا کہ لکھا ہے:۔

The hostile criticism of travellers regard chiefly Aurangzib's conduct as prince to his acts as Emperor they manifest little save admiration. Throughout his long reign of nearly fifty years no single deed of cruelty has been proved against him. Even his persecution of Hindus, which was a piece with his puritonical character, was admittedly marked by no execution or tortures.

(Aurangzeb P. 64)

یعنی سیاحوں کی اورنگ زیب کے خلاف تنقید صرف اس کی شاہزادگی کے زمانے تک محدود ہے لیکن اس کی شہنشاہیت کے زمانے کے متعلق وہ بجز تعریف کے اور کچھ نہیں کہتے۔ اس کے پچاس سالہ لمبے عہدِ حکومت میں اس کے خلاف کوئی ایک بھی ظالمانہ فعل ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

سو ساکھی میں شہنشاہ اورنگ زیب کے متعلق یوں لکھا ہے:۔

دوسں بندگی پکے جادسے

مانگے ایہہ منہ نور صلا ہے۔

(سوساکھی ساکھی ۱۵)

یعنی دن کو بندگی کرتا ہے اور تکیے جاتا ہے اور منہ سے نور کی تعریف کرتا ہے اور یہی مانگتا ہے۔

اس کے علاوہ شری گورو گوبند سنگھ صاحب نے خود بھی اس بادشاہ کی بیحد تعریف کی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے :۔

خوشش شاہِ شاہاں اورنگ زیب — کہ چالاک دست است چابک رکیب
چہ حسن الجمال است روشن ضمیر — خداوند ملک است صاحب امیر
کہ ترتیب دانش بہ تدبیرِ تیغ — خداوند دیگ و خداوند تیغ
کہ روشن ضمیر است حسن الجمال — خداوند بخشندۂ ملک و مال
کہ بخشش کبیر است در جنگ کوہ — ملائک صفت چوں ثریا شکوہ

.. ..

شہنشاہ را بندۂ چپا کریم — اگر حکم آید بجاں حاضریم

(دسم گرنتھ صفحہ ۱۲۵۵)

یعنی شہنشاہ اورنگ زیب ہمیشہ خوش رہے وہ ہوشیار انسان ہے اور اعلیٰ درجہ کا سوار ہے وہ نہایت خوبصورت اور روشن دل ہے۔ وہ ملک کا بادشاہ ہے وہ عقل و دانش اور تلوار کے ذریعہ سے تدبیر اختیار کرتا ہے۔ وہ سخی ہے اور تلوار کا دھنی ہے۔ وہ خوبصورت اور روشن دل ہے۔ اس کو خداوند تعالیٰ نے ملک اور مال عطا فرمایا ہے۔ وہ بہت بخشش کرنے والا ہے اور لڑائی میں پہاڑ

جیسا استقلال رکھنے والا ہے وہ فرشتہ سیرت ہے اور ثریا جیسی شان وشوکت رکھنے والا ہے۔

ہم تو بادشاہ کے غلام ہیں۔ اگر اس کی طرف سے کوئی حکم آئے گا تو ہم دل و جان سے اس کے سامنے حاضر ہونے کے لئے تیار ہیں"

سکھ ودوان یہ مانتے ہیں کہ گورو صاحب نے مندرجہ بالا اشعار میں اورنگزیب کی تعریف کی ہے۔ (دیگ تیغ دا مالک صفحہ ۴۹۷ و دھرم دا چھتر صفحہ ۳۳۹ و پرم سنکھ صفحہ ۸ و اخبار خالصہ سیوک امرتسر ۲ر جنوری ۱۹۴۳ء و رسالہ سنت سپاہی مارچ ۱۹۵۲ء)

مشہور سکھ ودوان پرنسپل تیجا سنگھ صاحب اس کے متعلق یوں لکھتے ہیں کہ:-

اورنگ زیب گورو صاحب کا بڑا دشمن تھا پھر بھی .... اس کی خوبیاں ایسی بیان کی ہیں کہ شاید کسی کٹر مسلمان نے بتائی ہوں۔ آپ لکھتے ہیں:-

اے بادشاہوں کے بادشاہ اورنگ زیب تو کیسا اچھا ہے تو چست اور یکا سوار ہے تو شکل کا خوبصورت اور عقلمند ہے اور تو مالک دولت مندوں کا سردار اور سیاست میں کامل اور ماہر ہے اور اصول جنگ سے واقف ہے تو دیگ اور تیغ کا دھنی ہے تو عقلمند اور خوبصورت ہے۔ لوگوں کو ملک اور دولت بخشنے والا ہے تو بڑا ہے تو بڑا داتا اور میدان جنگ میں نہ ہلنے والا پہاڑ ہے تو فرشتوں کی سی خوبیوں کا مالک ہے۔ تیرا اقبال اور شان

بہت بلند ہے۔

(دیگ وتیغ امرتسر ۳۰ر جولائی سنہ ۱۹۵۱ء)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اورنگ زیب کی حکومت کا ابتدائی زمانہ بہت سخت اور مشکل تھا لیکن اس نے اپنے سارے عہدِ حکومت میں کبھی بھی سکھوں پر کوئی سختی نہیں کی۔ گیانی گیان سنگھ صاحب اورنگ زیب کے عہد کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

" چاہے اس وقت مسلمانوں نے قہر کا کلہاڑا ہندوؤں پر بڑے زور سے چلا رکھا تھا لیکن گورو صاحب کے سکھوں کو خدا پرست یعنی ایک خدا کے ماننے والے اور بابے نانک صاحب کے سیوک (مرید) سمجھ کر کچھ نہیں کہتے تھے کیونکہ وہ بُت پرستوں کو کافر مانتے تھے سکھوں کو واحد پرست دیکھ کر کافر نہیں مانتے تھے۔ تبھی تو اس جلتی ہوئی آگ کے سامنے گوروسکھی کا باغ ہرا بھرا بنا رہا "

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۵۷)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ اورنگ زیب کے متعلق سکھ لٹریچر میں کئی اچھی باتیں لکھی ہوئی ہیں اور گورو گوبند سنگھ صاحب نے اس کی جو تعریف کی ہے۔ اسکی مثال کسی کٹر سے کٹر مسلمان کی تحریر میں بھی نہیں ملتی۔ اس کے سخت مخالفوں کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ اس کا جیون بہت سادہ تھا۔ کئی لوگ مسلمان بادشاہوں پر لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کا الزام لگاتے ہیں۔ اس کے متعلق ہم گیانی گیان سنگھ صاحب کی یہ تحریر پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں :۔

"ہم یہ نہیں کہتے کہ کل مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں پر ظلم کیا بہت سے ایسے بھی ہوئے ہیں جو نیک مزاج تھے اور ہندوؤں کے ساتھ عمدہ عمدہ سلوک کرتے تھے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو آٹھ سو سال کے اندر ہندوؤں کا نام بھی باقی نہ رہتا۔"

(تواریخ گورو خالصہ صلا اردو)

گورو ہر رائے صاحب اور شہنشاہ اورنگ زیب

گورو ہر رائے صاحب سکھوں کے ساتویں گورو ہوئے ہیں۔ آپ گورو ہر گوبند صاحب کے پوتے تھے۔ جب شاہجہاں بادشاہ کے بیٹے حکومت حاصل کرنے کے لئے آپس میں لڑ رہے تھے۔ اس وقت آپ نے داراشکوہ کی مدد کی۔

(گورپرتاپ سورج گرنتھ راس ۹ آنسو ۱۸ و تواریخ گورو خالصہ صفہ ۵ و مہان کوش صفہ ۱۸۸۶)

سکھ مورخ لکھتے ہیں کہ جب داراشکوہ کے پیچھے اورنگ زیب اپنی فوج لے کر آرہا تھا تو گورو صاحب نے اپنے مسلح سکھوں کو اورنگ زیب کے مقابلے کے لئے کھڑا کر دیا اور دریائے بیاس کے گھاٹ کی سب کشتیوں کو اپنے قبضہ میں کر کے راستہ روک لیا۔

(تواریخ گورو خالصہ پنتھ صفہ ۳۳۸ و تواریخ گورو خالصہ صفہ ۵۹، واتہاس سکھ

گورو صاحبان صفحہ ۲۷۲ و مہان کوش صفحہ ۱۸۸۶ و رسالہ امرت نومبر ۱۹۳۶ء)
گیانی گیان سنگھ صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ داراشکوہ نے گورو صاحب سے فوجی امداد
حاصل کرنے سے پہلے ۱۵ مہریں اور قیمتی تحفے بھی آپ کی نذر کئے تھے (تواریخ
گورو خالصہ اُردو صفحہ ۱۱۹) اور گورو صاحب کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا تھا (پنتھ
پرکاش صفحہ ۱۳۲ و تواریخ گورو خالصہ اُردو صفحہ ۱۳۲)

ایک اور ودوان نے یہ لکھا ہے کہ :-

"سری گورو صاحب کی بھجن بندگی اور ان کی مہربانی کی تعریف سُن
کر داراشکوہ لاہور جاتا ہوا گورو صاحب کی خدمت میں کیرت پور
حاضر ہوا اور کئی قسم کی نذریں دیں"

(اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۲۷۲)

گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب جب تخت پر بیٹھا تو گورو
صاحب کے اپنے گھرانے کے لوگوں نے آپ کے خلاف رپورٹیں دیں اور یہاں
تک لکھا کہ گورو ہر رائے بادشاہ کو کچھ نہیں سمجھتا۔ اپنے ساتھ دو اڑھائی ہزار مسلح
سکھ رکھ کر لوگوں کو ڈراتا اور دھمکاتا ہے۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں۔

"جو لوگ آپ کو گورو کے بھائی اور شریک سمجھتے تھے انھوں نے
.... گورو صاحب کی شکایتیں خود لکھیں اور حاکموں سے
لکھوائیں کہ گورو ہر رائے بادشاہ کو کچھ چیز نہیں سمجھتا اور دو
اڑھائی ہزار سوار لے کر رعیت کو لوٹ رہا ہے"

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۶۹۳)

شہنشاہ اورنگ زیب کے پاس جب گورو صاحب کے خلاف ایسی رپورٹیں پہنچیں تو بقول گیانی گیان سنگھ صاحب اس نے گورو صاحب کی طرف حسب ذیل چٹھی لکھی کہ:-

"نانک صاحب کے گھرانے کو ہم دوسرے بت پرست ہندو کافروں کی طرح نہیں سمجھتے کیونکہ نانک شاہ سچے فقیر اور خدا تک پہنچے ہوئے صلح کل تھے انھوں نے مکے کا حج کیا اور بہت چلہ کشی کی۔ اسلامی ممالک میں کئی سال پھر کر مسلمانوں سے محبت پیدا کی۔ اور ان کے ساتھ مل جل کر کھاتے رہے انھوں نے غیریت کو دور کیا ہوا تھا۔ اُمید ہے کہ آپ بھی اسی راستہ پر چلنے والے ہو۔ آپ کی ملاقات کے لئے میرا بہت دل چاہتا ہے۔ آپ ضرور درشن دیں۔"

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۷۶۲)

اورنگ زیب کی یہ چٹھی جب گورو صاحب کے پاس پہنچی تو انھوں نے بیدی اور سوڈھیوں کو کہا کہ آپ میں سے کوئی ایک ہمارا نمائندہ بن کر بادشاہ کے پاس جائے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی اس بات کے لئے تیار نہ ہوا۔ آخرکار انھوں نے اپنے بیٹے بابا رام رائے کو جو اس وقت پندرہ برس کا تھا کہا۔ وہ جلد از جلد تیار ہو گئے۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۷۶۴ و دساں گورواں دا سنکھیپ جیون چرتر صفحہ ۱۷ و اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۱۴۲) کئی مورخوں نے یہ لکھا ہے کہ گورو صاحب خود دہلی اس لئے نہیں گئے کہ وہ مسلمانوں سے ملنا نہیں چاہتے

تھے۔ لیکن وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ دارا شکوہ بھی تو ایک مسلمان ہی تھا۔ جس کی گورو صاحب نے امداد کی تھی۔ اگر گورو صاحب کے خیال کے مطابق کسی مسلمان سے ملنا گناہ یا پاپ تھا تو وہ دارا شکوہ کی کبھی بھی امداد نہ کرتے اور سکھی اصول کے مطابق اپنے پانچویں جامہ میں مسلمان بھگتوں کی بانی کو کبھی بھی گورو گرنتھ صاحب میں درج نہ کرتے اور مسلمانوں کی تعریف "مسلمان موم دل ہووے" کہہ کر کبھی نہ کرتے۔

ایک ودوان نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ دارا شکوہ کو دس تولہ کی ہرڑ کی ضرورت ہوئی۔ یہ کہیں سے بھی نہیں ملتی تھی۔ گورو ہر رائے صاحب نے اپنی دوائی خانے میں سے دیدی۔ (اتہاس سکھ گورو صاحبان صـ۲۷۲) اب قابل غور بات یہ ہے کہ اگر گورو صاحب سارے مسلمانوں سے نفرت کرتے تھے تو انھوں نے دارا شکوہ کو کیوں ایسی نایاب چیز مہیا کردی۔

مورخ لکھتے ہیں کہ جب رام رائے اورنگ زیب کے پاس گیا تو:۔

"بادشاہ نے گورو ہر گوبند صاحب کے گزشتہ نمونے کے مطابق ڈھائی سو روپیہ رسد اور پانچ سو روپیہ نقد روزانہ دیئے جانے کا حکم صادر فرمایا اور نوکر خدمت کے لئے بھجوا دیئے اور ضرورت کے مطابق سامان بھی بھیجدیا۔"

(تواریخ گورو خالصہ صـ۷۶۵)

اسی طرح ایک اور صاحب لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ:۔

"گورو رام رائے کے ٹھہرانے کا اچھا انتظام کیا جائے جس چیز

کی ضرورت ہو وہ بہت جلد پہنچائی جائے"

(گورو رام رائے اور ان کے چمتکار ص۲۶)

سکھ مورخ یہ بھی بتلاتے ہیں کہ سری رام رائے صاحب جتنا عرصہ اورنگزیب کے پاس رہے۔ وہ ان کے ساتھ محبت اور پیار کا برتاؤ کرتا رہا۔ سردار کاہن سنگھ صاحب لکھتے ہیں:۔

"گورو صاحب نے اپنے بڑے بیٹے رام رائے صاحب کو دہلی بھیجا صاحبزادے نے عقلمندی سے بادشاہ کے ساتھ پریم پیدا کیا"

(مہان کوش ص۷۹۷)

تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ گورو صاحب ایک دفعہ نور محل گئے تو وہاں پر آپ کی کسی اور نے خدمت نہ کی سوائے ایک مسلمان سائیں فتح علی شاہ کے جنہوں نے آپ کی بہت عزت کی۔ (گورو دھام دیدار ص۲۱۴)

الغرض گورو ہر رائے صاحب کے تعلقات مسلمانوں سے برے نہ تھے ہاں ان کا مخالف گروہ ان کے متعلق غلط فہمیاں پھیلانے میں ہمیشہ کوشاں رہتا تھا ایک دفعہ تو اس مخالف گروہ نے آپ پر حملہ بھی کرا دیا تھا چنانچہ لکھا ہے:

"گورو ہر رائے صاحب ایک دفعہ دریائے ستلج عبور کر رہے تھے کہ کسی مخالف گروہ نے آپ پر محمد یار بیگ سے حملہ کروا دیا۔ مگر مخالف کو مقابلہ پر منہ کی کھانی پڑی"

(سکھ ہندو نہیں ص۱۱)

گورو ہرکرشن صاحب اور شہنشاہ اورنگ زیب

سکھ صاحبان گورو ہر رائے صاحب کے بعد گورو ہرکرشن صاحب کو اپنا گورو مانتے ہیں آپ گورو ہر رائے صاحب کے چھوٹے فرزند تھے۔ سکھ تاریخ بتاتی ہے کہ جب گورو ہرکرشن صاحب گورو بنے تو ان کے بڑے بھائی رام رائے نے ان کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ ایک دفعہ تو اس نے گورو صاحب کے خلاف یہ مقدمہ بھی دائر کر دیا کہ میرے چھوٹے بھائی کو خوشامد پسند لوگوں نے سچا گورو کہنا شروع کر دیا ہے۔ وہ ابھی پانچ برس کی عمر کا ہے۔ ہماری ساری دولت دوسرے لوگ تباہ کر رہے ہیں اس لئے گورو یائی کی گدی مجھے دی جائے (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۲۱ و تواریخ سری گورو خالصہ صفحہ ۴۴۲) بابا رام رائے نے جب یہ مقدمہ پیش کیا تو اس کے متعلق گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں :-

"بادشاہ نے رام رائے کو بہت سمجھایا کہ آپس میں مخالفت کرنا اور جھگڑا بڑھانا اچھا نہیں اگر تم کو دولت کی ضرورت ہے تو مجھ سے لو۔ جہاں چاہو وہاں اچھے مکان بنوالو۔ میں اس کے ساتھ جاگیر لگا دوں گا۔ تو اس بچے گورو کے ساتھ مخالفت چھوڑ دے۔ وہ بھی تیرا بھائی ہے ...... تم کو اپنے باپ کا حکم ماننا چاہیئے۔"

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۷۴۸)

بھائی کاہن سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب نے رام رائے کو ڈیرہ دون میں بہت سی جاگیر دی۔ (مہان کوش صفحہ ۳۱۰۱)

لیکن اورنگ زیب کی ان باتوں کا رام رائے پر کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے اورنگ زیب کو مجبور کرکے گورو ہرکرشن صاحب کو بلانے کا حکم لکھوالیا۔ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ بادشاہ نے یہ بھی لکھ دیا تھا کہ:-

"آپ کے بڑے بھائی رام رائے کے ضد کرنے پر آپ کو تکلیف دی جاتی ہے۔ مہربانی کرکے آپ دہلی تشریف لاکر درشن دیں"

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۶۴۷)

اس کے ساتھ ہی گیانی صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ بادشاہ نے اپنے ایک خاص اہلکار دیوان پرس رام کو پانچ سوار ایک رتھ اور ایک پالکی گورو صاحب کی سواری کے لئے دیکر کیرت پور بھیجدیا۔

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۶۸۳)

جب گورو صاحب دہلی پہنچے تو اورنگ زیب نے ان کے لئے ڈھائی سو روپیہ کی رسد اور پانچ سو روپیہ روزانہ مقرر کردیا۔

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۶۸۶)

ایک اور مورخ لکھتا ہے کہ بادشاہ نے راجہ جے سنگھ کی معرفت گورو صاحب کو دہلی بلایا اور وہاں گورو صاحب کیلئے پانچ سو روپیہ روزانہ مقرر کردیا تھا۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۲) اس کے علاوہ یہ لکھا ہوا بھی ملتا ہے کہ ایک دن بادشاہ نے شہزادہ معظم کو جو بعد میں بہادر شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ چار

صاحب اور خلعت دیکر گورو صاحب کے پاس بھیجا۔

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۸۶ و اتہاس سکھ گورو صاحبان صفحہ ۲۹۹)

شہنشاہ اورنگ زیب کے اس پریم و محبت کے برتاؤ کو دیکھ کر ہی بھائی موتا سنگھ صاحب کے قول کے مطابق گورو ہر کرشن صاحب نے اورنگ زیب کو یہ دعا دی کہ :-

راضی رکھے خدائے تم کہیو گورو ترکیسا

(مہاں پرکاش صفحہ ۱۴۴)

یعنی اے مسلمان بادشاہ! تجھ کو خدا خوش رکھے۔

سکھ تاریخ بتاتی ہے کہ ابھی گورو ہر کرشن صاحب بادشاہ کو ملے نہ تھے کہ ان کو چیچک نکل آئی اور وہ بیمار ہو گئے۔ جب اورنگ زیب کو اس کا علم ہوا تو اس کو بہت افسوس ہوا۔ اس نے اپنے شاہی طبیب آپ کے علاج کے لئے بھیجے لیکن گورو صاحب بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ رام رائیوں کے خیال کے مطابق گورو ہر کرشن صاحب کی وفات گورو ہر رائے کی زندگی میں ہی ہو گئی تھی۔

(رام رائے اور اس کے چمتکار صفحہ ۳۳ و رام رائے کا سنچھپت جیون صفحہ ۱۲۷)

ایک سکھ ودوان نے گورو صاحب کی وفات کے متعلق یہ لکھا ہے کہ :-

"آٹھویں پاتشاہی گورو ہر کرشن صاحب کے وقت ایک اور چال چلی کہ بابا رام رائے کو اکسا کر گورو ہر کرشن صاحب کے خلاف مقدمہ کروا دیا۔ چنانچہ گورو صاحب کو دہلی بلا یا گیا۔ آپ دہلی تشریف لے گئے۔ بادشاہ نے نیصلہ گورو صاحب کے حق میں دیا۔ اگرچہ

اس مخالف گروہ کی سازش سے گورو صاحب کو زہر دیکر شہید کرا دیا گیا۔ زہر کے سبب سے مہاراج کے جسم مقدس پر آبلے پڑ گئے جس کو یار لوگوں نے بعد میں چیچک مشہور کر دیا۔"

(سکھ ہندو نہیں صہ۱۱)

اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ اورنگ زیب نے رام رائے کا مقدمہ خارج کر دیا تھا اور گورو صاحب کے ساتھ محبت و احترام کا سلوک کیا تھا۔

گورو تیغ بہادر صاحب اور شہنشاہ اورنگ زیب

گورو ہر کرشن صاحب کے بعد کئی لوگوں نے گورو ہونے کا دعویٰ کیا لیکن گورو تیغ بہادر صاحب ہی نوین گورو مانے گئے۔ مورخ بتاتے ہیں کہ گورو صاحب اپنی خاموش طبیعت اور الگ تھلگ رہنے کی وجہ سے اس ذمہ داری کو اٹھانا نہیں چاہتے تھے لیکن سنگت کی تحریک سے تیار ہو گئے۔ آپ کی مخالفت سارے سوڈھیوں نے کی۔ ایک دفعہ انھوں نے رام رائے کو دہلی بلا کر اس بات کے لئے تیار کیا کہ وہ بادشاہ کے پاس مقدمہ دائر کر کے گورو تیغ بہادر کو گوریائی کی گدی سے بے دخل کرا کر خود گورو بن جائے۔ اس نے سوڈھیوں کے کہنے پر بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ گوریائی کی گدی پر میرا حق ہے لیکن میری غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر لوگوں نے اپنے ہاتھ رنگنے کے لئے ایک مجذوب کو گورو مشہور کر دیا ہے۔

ہمارا سارا گھرانہ اس کو گورو ماننے سے انکاری ہے لیکن اورنگ زیب بادشاہ نے اس معاملہ میں دخل دینے سے انکار کر دیا۔ (تواریخ گورو خالصہ پنتھ صفحہ ۱۳۸)

پنتھ پرکاش میں یہ لکھا ہوا ملتا ہے کہ ایک دفعہ رام رائے نے گورو یائی کی گدی حاصل کرنے کے لئے مقدمہ دائر کیا جس کا فیصلہ کرتے ہوئے اورنگ زیب نے یہ لکھا ہے کہ :۔

ار خود جیوت پدر تمارسے
تم کو کر گئے کنارسے
حکم تعمیل انھوں کا سکھیں
کینو توسے خوش ہوئے نہ پکھیں
توکہ اب توسے کیس پوجے ہیں
منو تو بے مکھ گورتے تھے ہیں
یوں ہم سونہہ سکے دلائے
کریں اندل تو دو جگہ جائے
ہم جاگیر تو ہے ہیت گزارے
دے ہیں لیہو جہاں من دھارے

... ...

رام رائے ایہہ مان کر
لئی جاگیر لکھائے
تھر جو دون گڑھوال ہے

دیہورا اب جو کہائے
عرجی خارج جو بھئی رام رائے کی ایس
دہیرمل کو ہار گے سوڈھی کروں ایس
(پنتھ پرکاش)

یعنی آپ کے والد صاحب زندہ ہیں۔ تم کو گدی نہیں دی۔ ان کے حکم کی تعمیل کرنا سیکھیں۔ تمھارے کئے کو دیکھ کر وہ خوش ہوں گے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ تھیں کیسے پوجیں۔ جو تھیں مانتے ہیں وہ گورو سے بےمکھ ہیں اگر ٹالتے ہیں تو دوزخ میں جاتے ہیں۔ ہم تمھارے گزارے کے لئے جاگیر دیتے ہیں۔ جہاں آپ کی مرضی ہے لے لیں۔ رام رائے نے یہ بات مان لی اور جاگیر لکھالی۔ گڑھوال کی گھاٹی میں جو آج کل ڈیرہ دون کہلاتا ہے۔ رام رائے کی جب اس طرح درخواست خارج ہوگئی۔ تو ایسا کرنے سے دھیرمل سوڈھی ہار گئے۔

جب دھیرمل وغیرہ سوڈھیوں کی مخالفت حد سے بڑھ گئی تو گورو صاحب نے اپنا گھر بار چھوڑ دیا اور تیرتھوں کو چلے گئے۔ اس پر انھوں نے اورنگ زیب بادشاہ کے دربار میں درخواست دی کہ گورو تیغ بہادر صاحب گدی چھوڑ کر چلے گئے ہیں اور ان کا کوئی پتہ نہیں ملتا۔ گور گدی خالی پڑی ہوئی ہے۔ اس پر رام رائے کو مقرر کیا جائے تاکہ گدی خالی نہ رہے جیسا کہ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ:-

سوڈھیوں نے مل کر یہ درخواست اورنگ زیب کے پاس دی جب کو سکھوں نے گورو بنا لیا تھا وہ ہمارے نہ ماننے کی وجہ سے شرمندہ ہو کر کہیں چلا گیا ہے۔ نہ معلوم کہ وہ کئے یا نہ آئے اب گور گدی

خالی پڑی ہے رام رائے کو حق دار سمجھ کر دی جائے کیونکہ اس کے بغیر گورو ہر کرشن صاحب کا قریبی حق دار بھی اور کوئی نہیں۔
(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۵۵)

اورنگ زیب بادشاہ نے اس کا جو فیصلہ کیا وہ گیانی گیان سنگھ صاحب کی زبانی یہ ہے کہ :-

"پہلے تو گورو ہر رائے صاحب اس کا باپ اس کو اپنے حق اور جائداد سے خارج کر گیا ہے۔ دوسرا جس کو سکھوں نے گورو مقرر کر لیا ہے وہ ہی گورو ہوا ہے کیونکہ گورو پیر مریدوں کا مانا ہوا ہوتا ہے نا کہ شریکوں کا۔ یا تو اس کا راضی نامہ آنا چاہیئے تب پھر بھی جس کو مرید اپنا گورو مان لیں وہی گورو ہوگا۔ دوسرا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۵۵)

شہنشاہ اورنگ زیب نے جو فیصلہ کیا وہ بہت عمدہ اور انصاف پر مبنی ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ میں اورنگ زیب کی روح بول رہی ہے۔ اگر اورنگزیب کے دل میں گورو صاحب کے متعلق برے خیالات ہوتے یا وہ گورو صاحب کو نقصان پہنچانا چاہتا تو وہ رام رائے کے حق میں فیصلہ کر کے سب کچھ کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ انصاف کو ہی سامنے رکھا۔ حالانکہ رام رائے کے ساتھ اس کے گہرے تعلقات تھے اور گورو صاحب کے ساتھ کوئی خاص میل جول نہ تھا۔

مورخ بتاتے ہیں کہ جب گورو صاحب بادشاہ کے بلانے پر دہلی گئے تو ان کی بہت عزت کی گئی۔ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ بادشاہ نے گورو صاحب

کی آمد کے متعلق سن کر یہ حکم دیا کہ :-

"جس سواری پر ہندوؤں کا پیر خوش ہو کر سوار ہو اس کو عزت اور ادب کے ساتھ لے آؤ" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۵۵)

اور جب گورو صاحب بادشاہ کے دربار میں گئے تو وہاں پر بھی آپ کی بہت عزت کی گئی جیسا کہ لکھا ہے :-

"بادشاہ نے گورو صاحب کو سکھوں کے ساتھ کچہری میں بلایا اور بہت ادب و عزت کی اور آپ کو چندن کی چوکی پر بٹھایا جس پر اس کا پیر بیٹھا کرتا تھا" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۸۸)

کئی مورخ بتاتے ہیں کہ بادشاہ نے کشمیر کے لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے حکم جاری کیا تھا۔[۱] کشمیر کے پنڈت گورو صاحب کی خدمت میں فریادی ہوئے تو انھوں نے کہا کہ اورنگ زیب کو یہ کہہ دو کہ اگر گورو تیغ بہادر صاحب مسلمان بن جائیں تو ہم بھی مذہب اسلام میں داخل ہو جائیں گے لیکن گیانی گیان سنگھ صاحب کہتے ہیں کہ :-

"یہ سب شرارت گورو صاحب کے مخالفین کی تھی۔ کشمیر میں اورنگ زیب سے بہت عرصہ پہلے کشمیریوں کی زیادہ تعداد مسلمان بن چکی تھی"
(نہال کوش صفحہ ۸۵۵)

---

[۱] ایک ہندو ودوان کا قول ہے :-

یہ کہنا کہ اورنگ زیب نے کشمیر کے پنڈتوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے کوئی حکم جاری کیا تھا غلط اور بالکل غلط ہے۔

(ہندو جاتی اور سکھ گورو صفحہ ۱۵)

انھوں نے پورا زور لگا کر اور گولیاں چلا کر دیکھ لیا لیکن گورو صاحب کا بال بیکا نہ کر سکے تو انھوں نے ایک طرف بادشاہ کو انگیخت کیا اور دوسری طرف برہمنوں سے یہ درخواست دلا دی کہ اگر گورو تیغ بہادر نے اسلام قبول کر لیا تو وہ بھی مسلمان بن جائیں گے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ :-

"سوڈھی صاحبان نے جو گورو صاحب کی مخالفت کرتے تھے۔ کھتری اور براہمنوں سے نواب ظالم خاں کے پاس درخواست دلادی"
(تواریخ گورو خالصہ صہ ۸۱)

پھر لکھا ہے :-

"بعض بزرگوں کی زبانی یہ سنا ہے کہ دھیرمل اور رام رائے وغیرہ نے جو ان سے سخت دشمنی رکھتے تھے ہندوؤں کو ورغلا کر اس قسم کی عرضی بادشاہ کے پاس بھجوا دی" (تواریخ گورو خالصہ اردو صہ ۱۲۹)

لالہ دولت رائے نے اس واقعہ کے متعلق لکھا ہے :-

"کہتے ہیں کہ براہمنوں کی یہ دورُخی چال تھی کیونکہ براہمن گورو کو اپنا پیشوا تسلیم نہ کرتے تھے۔ چال یہ تھی کہ اگر اورنگ زیب نے گورو کو مسلمان بنا لیا تو براہمنوں کے دین کا دشمن اُٹھ گیا۔ اور اگر تیغ بہادر نے جوہر دکھایا اور مسلمانوں کے مقابلہ میں کامیاب ہوا تو اُن کا سخت دشمن جانی دفعہ ہوا" (سوانحعمری گورو گوبند سنگھ صاحب صہ ۶۹)

اس کے ساتھ ہی انھوں نے براہمنوں کو گورو صاحب کے پاس بھیجدیا کہ اُن کو مسلمان ہونے سے بچایا جائے۔ جیسا کہ گیانی صاحب لکھتے ہیں :-

"کئی دور اندیش داناؤں کی رائے ہے کہ یہ سب چال گورو تیغ بہادر صاحب کے قریبی رشتہ داروں کی تھی جو پہلے دن سے ہی ان کے ساتھ مخالفت رکھتے تھے۔ اب انھوں نے دشمن کی چھاتی پر سانپ پھینکنے کی طرح یہ چال چلی کہ اگر گورو صاحب براہمنوں کی عرض قبول کر کے سامنے آ گئے تو اورنگ زیب ان کو قتل کرا دے گا۔ اور گدی ہم سنبھال لیں گے۔ دوسری چال یہ تھی کہ اگر گورو صاحب نے ہندو دھرم کی مدد نہ کی تو براہمن ان کے دروازے پر مر رہیں گے۔ دیش میں گورو صاحب کی مذمت ہوگی اور لوگ اُن کو چھوڑ کر ہمارے مرید بن جائیں گے۔"

(تواریخ گورو خالصہ ص ۸۶۹)

پروفیسر کرتار سنگھ صاحب ایم۔ اے نے اس کے متعلق یوں لکھا ہے۔

"گورو تیغ بہادر صاحب کے ساتھ عداوت رکھنے والوں نے آپ کو اپنے راستہ سے دُور کرنے کے لئے عجیب طریقہ سوچا۔ انھوں پنڈتوں کو مشورہ دیا کہ گورو صاحب کے پاس جا کر پکار کرو۔"

(جیون کتھا ص ۴۶)

اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ گورو صاحب کے مخالف سوڈھیوں کا یہ خوفناک منصوبہ تھا۔ ایک طرف تو انھوں نے شہنشاہ اورنگ زیب کے پاس درخواست دلائی کہ اگر گورو تیغ بہادر صاحب اسلام مذہب میں داخل ہو جائیں تو وہ بھی مسلمان بن جائیں گے اور دوسری طرف انھوں نے براہمنوں کو گورو صاحب کے پاس بھیجا کہ ان کو

مسلمان ہونے سے بچایا جائے۔ اورنگ زیب ان کو جبراً مسلمان بنانا چاہتا ہے۔

اس جگہ ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ کئی لوگوں کا خیال ہے کہ اورنگ زیب روزانہ سوا من جنیو اتارنے کے بعد کھانا کھاتا تھا اس کے بارے میں گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں :۔

"یہ بات مشہور ہوگئی ہے کہ اورنگ زیب روزانہ سوا من زنّار اُتار کر کھانا کھاتا تھا لیکن یہ بات جھوٹ ہے"

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۷۷)

یہ درست ہے کہ گورو تیغ بہادر صاحب کی وفات کے متعلق موجودہ وقت کے سکھ ودوان جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ ایک افسوسناک واقعہ ہے۔ ہم اس کے بارے میں کچھ لکھنے کی بجائے فی الحال یہی کہنا چاہتے ہیں کہ اس میں بہت بڑا اور گہرا ہاتھ گورو صاحب کے مخالفین کا تھا۔ مورّخ تو یہ بھی لکھتے ہیں کہ جب گورو تیغ بہادر صاحب کی وفات ہوئی اس وقت بادشاہ دہلی سے دُور تھا۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان نے لکھا ہے :۔

"ہمارے مورخین نے لکھا ہے کہ جس وقت گورو صاحب کو گرفتار کر کے دہلی لایا گیا اس وقت اورنگ زیب دہلی میں موجود تھا۔ اس کے ساتھ گورو صاحب کی بات چیت ہوئی۔ یہ بات اس وقت کے ہم عہد مصنفوں کی تحریروں سے ثابت نہیں ہوتی ...... وہ ۷ اپریل ۱۶۷۴ء کو پٹھانوں کو سر کرنے کے لئے دہلی سے چل کر ۲۶ جون کو حسن ابدال پہنچا۔ اس جگہ اس نے کافی عرصہ قیام کیا۔

۲۳ر دسمبر ۱۶۷۵ء (مگھر ۱۷۳۲ بکرمی) میں یہاں سے واپس ہوا"
(گورمت لیکچر صنہ ۳۲)

یعنی اورنگ زیب اس وقت دہلی میں نہیں تھا۔
(گورمت لیکچر صہ ۳۲۳)

اسی طرح لکھا ہے کہ:۔

"اورنگ زیب خود ان دنوں کابل کی مہم کی وجہ سے حسن ابدال ٹھیرا ہوا تھا"
(گورمت فلاسفی صہ ۲۹۱)

کئی وِدوانوں کا یہ خیال بھی ہے کہ گورو صاحب کی شہادت تلک اور زنّار کی حفاظت کے لئے ہوئی تھی لیکن اس کے متعلق سکھ وِدوانوں کے خیالات یہ ہیں کہ یہ بات تاریخی طور پر ثابت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ایک وِدوان کا قول ہے کہ:۔

"ہائے کتنے افسوس کی بات ہے جو...... ہماری تحریریں ثابت کریں کہ یہ شہیدی تلک اور زنّار کے واسطے ہوئی کیا سری گورو گوبند سنگھ مہاراج ایسا لکھ سکتے تھے؟ کبھی نہیں"
(دہم گرنتھ نرنے صہ ۳۲)

ایک اور وِدوان لکھتے ہیں کہ:۔

تلک جنجو راکھا پربھ تا نکا کینو بڈھو کلو مہہ سا کا

(یعنی گورو جی نے ان کے جنجو اور تلک کی حفاظت کی اور کلجگ میں ایک بڑا معرکہ مارا۔)

اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس جنیئو کا گورو نانک صاحب نے

بچپن میں رد کیا تھا اس زنار کی گورو تیغ بہادر نوویں گورو نے حفاظت کی ؟ کتنی افسوس ناک بات ہے ...... اس سے بڑھ کر اندھیر گردی اور کیا ہو سکتی ہے۔"

(خالصہ پارلیمنٹ گزٹ مئی ۱۹۵۴ء)

ایک اور وِدوان صاحب لکھتے ہیں :-

" اورنگ زیب بادشاہ گورو صاحب کو قتل کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن ان مخالف ہندوؤں کے زور دینے پر آخر گورو صاحب کے لئے یہ وقت آ ہی پہنچا "

(نہنگ سنگھ سندیش ۲۵ دسمبر ۱۹۵۱ء)

اس سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ گورو تیغ بہادر صاحب کی شہادت اُن کے مخالفین کی مخالفت کا ہی نتیجہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے شہنشاہ اورنگ زیب کو جو چٹھی لکھی ہے یعنی ظفر نامہ۔ اس میں اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ ایک سکھ وِدوان کا بیان ہے کہ :-

" گورو صاحب نے جب اورنگ زیب کو ظفر نامہ لکھا تو اس میں ....
.... گورو تیغ بہادر صاحب کی شہادت کے متعلق کسی قسم کے غصہ کا اظہار نہیں کیا " (سنت سپاہی جنوری ۱۹۵۱ء)

سو نہ صرف یہ کہ ظفر نامہ میں شہنشاہ اورنگ زیب پر ناراضی کا اظہار نہیں کیا بلکہ اس کی بہت ہی تعریف کی اور اس کی ایسی خوبیوں کو بیان کیا جو پروفیسر تیجا سنگھ صاحب کے قول کے مطابق کسی کٹر مسلمان نے بھی ظاہر نہیں کیں۔

کئی دوسرے مذاہب کے مؤرخین نے گورو تیغ بہادر صاحب کی شہادت کو حکومت کے ذمّہ نہیں لگایا۔ ایک سکھ وِدوان لکھتے ہیں :۔

"فارسٹر نے سکھوں کا حال ۱۷۸۳ء کے قریب کچھ تواریخی ٹریکٹوں کی بنا پر لکھا ہے ...... اس کا خیال ہے کہ اورنگ زیب ایسا انسان نہ تھا کہ بہت سنگین جرم کئے بغیر ادر معمولی بات کے بدلے کسی کو جان سے مروا دے۔ اس لئے یہ مصنف گورو تیغ بہادر صاحب کی شہادت کا مشہور حال ماننے کو تیار نہیں"

(جیون کتھا صفحہ ۴۸۶)

ایک اور وِدوان نے یہی کچھ لکھا ہے دیکھو رسالہ سنت سپاہی جولائی ۱۹۴۶ء مسٹر فارسٹر نے اس موضوع پر جو کچھ لکھا ہے وہ ان کے اپنے الفاظ میں حسب ذیل ہے :۔

"Harkishan was succeeded by Tegh Bahadur, his uncle, who appears to have been perseeuted with inveterate animosity by the adherents of Ramroy, who being supported by some person of influence at the court of Auranzeb, an order was obtained for the imprisonment of the new priest. Tegh Bahadur, after remaining in confinement at Delhi for the space of two years, was released at the entreaty of Jay Singh the powerful chief of Jay Nagar, who was at the time proceeding to Bengal on the

service of government. The sicque (Sikh) accompanied his patron to Bengal, whence he returned to the city of Patna, which became his usual place of abode. The records of the Sicques say that Ramroy still maintained a claim to the priesthood, and that after a long series of virulent persecution, he accomplished the destruction of Tegh Bahadur, who was conveyed to Delhi by an order of court, and in the year 1675, publicly put to death. The formal execution of a person, against whom, the Sicques say, no criminal charge was exhibited is so repugnant to the character and the actions of Aurangzebe, that we are ordinarily led to to charge the Sicques of a wilful misrepresentation of facts, injurious of the memory of the prince and extravagantly partial to the cause of their priest, No documents for the elucidation of this passage appearing in any of the memories of Hindostan that have reached my knowledge, I am prevented from discovering the quality of the crime which subjected Tegh Bahadur to capital punishment"

(A Journey from Bengal to England. P. 800)

اس کے علاوہ تواریخ سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ گورو تیغ بہادر صاحب کے کئی مسلمانوں سے دوستانہ تعلقات تھے۔ ریاست پٹیالہ میں بہادر گڑھ کے قلعہ کے پاس گورو تیغ بہادر صاحب کا ایک تاریخی گوردوارہ ہے۔ اس جگہ گورو صاحب کئی ماہ ٹھہرے اس جگہ ایک مسلمان علی خاں نے آپ کی بہت خدمت کی تھی۔

(گوردھام دیدار صفحہ ۳۵)

اسی طرح حسن پور کے مسلمان شیخوں نے آپ کی بہت سیوا کی پھر گورو گوبند سنگھ صاحب نے اس جگہ پہنچ کر ان مسلمانوں کو ایک حکمنامہ دیا۔ (گوردھام دیدار صفحہ ۳۵) پٹنہ شہر کے قبرستان کے قریب ایک باغ ہے اس کو آجکل "گورو کا باغ" کہتے ہیں۔ یہ باغ پٹنہ کے قاضیوں کی ملکیت تھا۔ جب گورو تیغ بہادر صاحب پٹنے آئے تو قاضی صاحب نے یہ باغ آپ کی نذر کر دیا۔

(گوردھام سنگرہ صفحہ ۱۸۱)

سکھ مورخ یہ بھی بتاتے ہیں کہ جب شہنشاہ اورنگ زیب کی فوج نے آسام پر حملہ کیا تو گورو تیغ بہادر صاحب بھی شاہی فوج کے ہمراہ اس مہم میں شامل ہوئے اور ان کی برکت سے اس لڑائی میں فتح حاصل ہوئی۔

(تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۱۴۳ و گوردھام سنگرہ صفحہ ۲۸۰)

گورو گوبند سنگھ صاحب اور اورنگ زیب عالمگیر

گورو تیغ بہادر صاحب کے بعد ان کے بیٹے گوبند رائے صاحب (گورو

گوبند سنگھ صاحب) گورگدی پر بیٹھے۔ آپ کی زندگی کا بہت سا حصہ جنگوں میں گزرا۔ یہ جنگیں آپ کو پہاڑی راجاؤں سے لڑنی پڑیں۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ کی یہ جنگیں اس وقت کی اسلامی حکومت سے تھیں اور آپ حکومت کا تختہ اُلٹنا چاہتے تھے لیکن سکھ اتہاس ہمیں بتاتا ہے کہ اس وقت کی حکومت کا آپ کے ساتھ یا آپ کا حکومت کے ساتھ کوئی براہ راست جھگڑا نہ تھا بلکہ حکومت وقت سے پہاڑی راجوں نے امداد طلب کی تھی۔ ایک ہندو ودوان مہاشہ سنت رام صاحب آشفتہ لکھتے ہیں کہ:۔

"جتنے واقعات ہیں اور ان کو گورو گوبند سنگھ صاحب کی زندگی کے ساتھ تعلق ہے ان سب سے ہندو پہاڑی راجاؤں کے ساتھ زور آزمائی پائی جاتی ہے۔ آپ کی تمام عمر ہندو پہاڑی راجاؤں سے جنگ میں صرف ہوئی۔"

(ہندو جاتی اور سکھ گورو ص۲۰۹)

ایک سکھ ودوان لکھتے ہیں:۔

"ہندو راجاؤں نے اورنگ زیب کے پاس چغلیاں کرنی شروع کر دیں۔ انھوں نے اس طرح جھوٹ کے پلندے بیان کئے کہ گورو گوبند سنگھ چاروں ورنوں کو اکٹھا کرکے ایک مشترکہ فوج تیار کرنا چاہتا ہے جس کی مدد سے وہ دہلی کے تخت پر قبضہ کرے گا۔ اس لئے آپ آکر ہماری مدد فرمائیں۔ ہم اس مغلیہ حکومت کے مخالف کاڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔" (خالصہ پارلیمنٹ گزٹ جنوری ۱۹۵۸ء)

اسی طرح ایک اور ودوان سردار ہردت سنگھ صاحب ایم۔اے۔پی۔ایچ ڈی لکھتے ہیں کہ :-

"کئی لوگوں کا خیال ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کا وقت کی اسلامی حکومت اور مسلمان حاکموں کے ساتھ جھگڑا تھا۔ اس لئے وہ مسلمان سرکاری حاکموں کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند رکھتے تھے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔" (خالصہ سیوک ۹ رجنوری ۱۹۳۷ء)

مشہور اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"گورو گوبند سنگھ صاحب نے اورنگ زیب کو جو چٹھی لکھی تھی۔ اس میں لکھا تھا کہ میری کسی مسلمان کے ساتھ دشمنی نہیں ہے اور نہ تیرے ساتھ۔" (سنت سپاہی اگست ۱۹۴۶ء)

گورو صاحب نے خود ہی اپنی جنگوں کی بابت تحریر فرمایا ہے :-

منم کُشتنم کوہیان پُر فتن
کہ اوبُت پرستند من بُت شکن (ظفرنامہ)

یعنی فتنہ پرداز پہاڑی راجوں نے مجھ پر حملہ کر دیا ہے کیونکہ وہ بُت پرست ہیں اور میں بتوں کو توڑنے والا ہوں۔

سردار بہادر کاہن سنگھ صاحب نے گورو صاحب کے مندرجہ بالا قول کی یوں تفسیر کی ہے :-

"میں فسادی پہاڑیوں کو مارنے والا ہوں کیونکہ وہ بُت پرست ہیں اور میں بتوں کو توڑنے والا ہوں یعنی میں بُت پرستی کی تردید کرتا ہوں

اس قول سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گورو صاحب کا پہاڑی راجاؤں کے ساتھ سیاست کے متعلق کوئی اختلاف نہ تھا، صرف دھرم (مذہب) کے اصول سے اختلاف ہو جانے کی وجہ سے جنگ ہوئی۔"

(گورمت سدھاکر صفحہ ۱۵۳)

اور اس لڑائی کی ابتدا بھی پہاڑی راجوں نے کی۔ گورو صاحب فرماتے ہیں:-

فتح شاہ کو پا تب راجا ۔۔۔ لوہ پڑا ہم سوبن کا جا

(بچتر ناٹک)

یعنی فتح شاہ والی سری نگر بے وجہ فوج لے کر گورو صاحب پر حملہ آور ہوا۔

...... اس طرح پہاڑی راجے تو سکھوں کے بہت ہی مخالف ہو گئے۔

(ظفر نامہ سٹیک صفحہ ۱۴)

ایک ودوان لکھتے ہیں کہ:-

"تواریخ سے واقف جانتے ہیں کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کا شاہ اورنگ زیب سے کوئی ذاتی عناد نہ تھا۔ یہ تمام نیاز مندیاں ہندوؤں کی ہی تھیں۔ ہندوؤں نے سوچا کہ گورو گوبند سنگھ صاحب ہندو حکومت کا خاتمہ کر رہے ہیں ...... تب ...... گورو گوبند سنگھ صاحب اور اورنگ زیب کے درمیان لڑائی کی بنیاد قائم کی۔ گورو گوبند سنگھ خود اپنے ظفر نامہ میں لڑائی کا سبب یوں بیان کرتے ہیں کہ:-

منم کشتنم کوہیاں بت پرست ۔۔۔ کہ آں بت پرستند من بت شکن

(سکھ ہندو نہیں صفحہ ۲۰)

پروفیسر کرتار سنگھ صاحب ایم۔ اے کا بیان ہے کہ :۔

"پہاڑی راجے مذہبی خیالات کی وجہ سے گورو صاحب کے مشن کے مخالف تھے۔" (جیون کتھا صفحہ ۸۵)

گیانی گیان سنگھ صاحب نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جب پہاڑی راجاؤں اور گورو صاحب کے درمیان لڑائی شروع ہوئی تو پانچ سو اداسی سادھو جن کی گورو صاحب کی روٹیوں پر پرورش ہوئی تھی موقعہ آنے پر میدان سے بھاگ گئے۔ جب بدھو شاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ دو ہزار سپاہی اپنے ساتھ لے کر میدانِ جنگ میں آیا اور اس لڑائی میں سید بدھو شاہ کے دو بیٹے بھی گورو صاحب کی طرف سے لڑتے ہوئے مارے گئے۔ (تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۱۵۸ و جیون کتھا گورو گوبند سنگھ صاحب صفحہ ۱۲۱)

سکھ مورخ یہ بھی بتاتے ہیں کہ گورو صاحب کی پہاڑی راجاؤں کے ساتھ جتنی لڑائیاں ہوئی ہیں ان میں کئی مسلمان بھی گورو صاحب کی طرف سے لڑتے رہے۔ سوساکھی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مغل سید بیگ پنج ہزاری گورو صاحب کی طرف سے لڑا (ساکھی ۲۰) اسی طرح میمون خاں نے بھی آپ کی طرف سے لڑائی میں حصہ لیا (ساکھی ۲۷) اور صیاد بیگ و الف خاں اور صیاد خاں جیسے نامی جرنیل بھی گورو صاحب کی طرف سے لڑتے رہے (جیون کتھا صفحہ ۲۸۳ و صفحہ ۲۸۴) اس کے علاوہ یہ بھی لکھا ہوا ملتا ہے کہ :۔

"کئی اور مسلمان سورمے (بہادر) بھی تھے جو گورو صاحب کے فدائی بنے اور جن میں سے کئی گورو صاحب کی فوج میں ہو کر لڑتے رہے۔" (جیون کتھا صفحہ ۲۸۵)

جب پہاڑی راجوں کو یہ یقین ہوگیا کہ وہ گورو صاحب پر فتح حاصل نہیں کرسکتے تو انھوں نے صوبہ سرہند سے فوجی مدد مانگی اور بیس ہزار روپیہ اخراجات ادا کر کے مطلوبہ فوج حاصل کر لی۔ اس طرح اس وقت کی اسلامی حکومت اس جنگ و جدل میں شامل ہوگئی۔ ورنہ اس کی گورو صاحب کے ساتھ براہ راست کوئی لڑائی نہ تھی۔

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۵۳ و ظفر نامہ سٹیک صفحہ ۶)

سکھ مورخ بتاتے ہیں کہ حکومت کی فوج کے حصہ لینے پر پہاڑی راجاؤں کا زور بڑھ گیا اور اس طرح گورو صاحب پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ کے کئی سکھ بے دعویٰ لکھ کر چلے گئے۔ اس طرح گورو صاحب کو آنندپور چھوڑ کر ماچھی واڑے کے جنگلوں میں مسلمان حاجی کا لباس پہننا پڑا۔ اس وقت جن لوگوں نے سب سے پہلے اپنے آپ کو گورو صاحب کی سیوا کے لئے پیش کیا وہ غنی خاں اور نبی خاں دو مسلمان تھے۔ انھوں نے گورو صاحب کو پالکی میں بٹھالیا اور اس پالکی کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر دوسری جگہ پہنچا دیا۔

(گورپرتاپ سورج گرنتھ ورت چھ آنسو ۴۸ و ظفر نامہ سٹیک صفحہ ۱۰۴ وجیون کتھا صفحہ ۳۵ وغیرہ)

جو دوان یہ خیال رکھتے ہیں کہ گورو صاحب مسلمانوں کے ساتھ مخالفت رکھتے تھے وہ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ اگر سچ مچ ہی گورو صاحب مسلمانوں کے دشمن ہوتے تو غنی خاں اور نبی خاں جیسے مسلمان اور بدھو شاہ جیسے بزرگ آپ پر کیوں قربان ہوتے؟ یہ تو محبت اور پیار کا ہی نتیجہ تھا کہ ان مسلمانوں نے آپ کے لئے جان کی بازی لگادی۔ اسی لئے ایک سکھ ودوان نے اس بارے میں لکھا ہے۔

" اسی سچے پیار کی بدولت پیر بدھو شاہ جیسے مسلمان اپنے جگر کے ٹکڑے اور سیکڑوں مریدوں کو گورو صاحب کے بدلے قربان کر کے اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتے تھے اور بھائی نبی خاں غنی خاں جیسے شرعی پادشاہ (گورو گوبند سنگھ) کے فدائی بنے "۔

(سکھ سیوک ۳ر جنوری ۱۹۳۳ء)

پروفیسر کرتار سنگھ صاحب ایم۔ اے لکھتے ہیں :۔

" گورو صاحب کے سیکڑوں عقیدت مند مسلمانوں میں بھی تھے۔ پھر وہ ہر ایک مسلمان کے کٹر دشمن کیونکر ہوئے "۔

(جیون کتھا ص۸۷)

اسی طرح رائے کلہ نامی ایک مسلمان رئیس نے آپ کی سیوا کی تھی اور ایک قیمتی گھوڑا اور تلوار آپ کی خدمت میں نذر کی تھی (تواریخ گورو خالصہ اردو ص۱۸۰) اسی رائے کلہ نے جب گورو صاحب سے ان کی مصیبت کا حال سنا تو اس نے آنسو بہائے (جیون کتھا ص۳۲۷) بھیکھن شاہ اور عارف دین بھی آپ کے دوستوں میں سے تھے (جیون کتھا ص۳۵ و ۴۱)

چوہدری بھتو اور ریموّ نے بھی اس وقت آپ کی بہت سیوا کی اور ایک لنگی اور ایک کھیس آپ کی خدمت میں نذر کیا۔ (گورو دھام سنگرہ ص۲۵۴)

گورو صاحب سامانے سے ۹ کوس گرھی نامی گاؤں میں گئے تو وہاں جمال خاں نامی ایک پٹھان نے آپ کی بہت خدمت کی۔ (گورو دھام سنگرہ ص۱۹۴)

اسی طرح کوٹلہ نہنگ خاں کا بلونت خاں بھی گورو صاحب کا دوست تھا (گورو دھام

سنگرہ صـ۲۱۵) اور ماچھی واڑے کے سید گامے شاہ اور حسن شاہ نے بھی آپ کے ساتھ محبت بھرا برتاؤ کیا (گوردھام سنگرہ صـ۲۳۳) چودھری پیر علی سیّد بھی گورو صاحب کا دوست تھا (گوردھام سنگرہ صـ۲۳۱) اور نادیڑ کے ناظم نے بھی شاہی حکم کے مطابق آپ سے محبت اور پریم بھرا برتاؤ کیا (گوردھام سنگرہ صـ۲۷۰)

مؤرخ بتاتے ہیں کہ گورو صاحب پر ایک ایسا وقت بھی آیا تھا جب کہ اُن کے ساتھ پیار اور عقیدت کا دم بھرنے والے سکھ بھی ان کو اپنے پاس ٹھیرانے کے لیئے تیار نہ تھے (تواریخ گورو خالصہ اُردو صـ۱۸۰)

پروفیسر کرتار سنگھ صاحب ایم۔ اے لکھتے ہیں :۔

" جس گورو صاحب نے ظلم کے نیچے دبائے جارہے درویش بھائیوں کی حالت سدھارنے کے لئے اپنا ..... سب کچھ قربان کردیا تھا ...... آج اس گورو کو ان کے ساتھ پیار رکھنے والے سکھ بھی اپنے گھر جگہ دینے سے انکار کر رہے تھے " (جیون کتھا صـ۳۲۵)

بلکہ یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس مصیبت کے وقت گورو صاحب کے تنخواہ دار سکھوں نے آپ کو اپنی تنخواہوں کی خاطر گھیر لیا تھا جیسا کہ لکھا ہے کہ انھوں نے گورو صاحب کو یہ کہا تھا کہ :۔

" جناب ہم نے بہت حوصلہ کیا ہے ہم سے مزید ایک منٹ بھی حوصلہ نہیں ہو سکتا ہم اس جگہ سے ہرگز نہ ہلیں گے اور نہ ہی آپ کو ہلنے دیں گے جب تک ہماری پچھلی تنخواہ نہ دیدو "

(جیون کتھا صـ۳۶۵)

مسلمانوں کا ایسے وقت جب کہ گورو صاحب کے اپنے پیارے عقیدتمند سکھ اور تنخواہ دار سپاہی بھی ان سے منہ موڑ رہے تھے اپنے آپ کو ان کی خدمت میں پیش کرنا اور ان کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھ کر آنسو بہانا بڑا شاندار واقعہ ہے. کیا یہ واقعات یقین نہیں دلاتے کہ مسلمان گورو صاحب سے عداوت نہ رکھتے تھے۔ بلکہ مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جو ان سے پیار اور محبت رکھتے تھے جو ان کی ہر مصیبت کے وقت ان کے کام آئے اور اپنی جانوں کو قربان کر کے گورو صاحب کو آرام پہنچایا۔ یہ درست ہے کہ خدا اپنے بندوں کا رکھوالا ہوتا ہے لیکن وہ لوگ بھی قابل قدر ہوتے ہیں جو خدا کے بندوں کی مصیبت کے وقت مدد کرتے ہیں۔

اتہاس یہ بھی بتاتا ہے کہ نابھہ میں گورو گوبند سنگھ صاحب کا ایک تاریخی گوردوارہ ہے۔ اس جگہ پہلے گورو صاحب کی ایک مسلمان نے بڑی سیوا کی تھی۔

(گوردھام دیدار صـ۴۰۵)

تواریخ میں یہ لکھا ہے کہ جب اورنگ زیب بادشاہ کو اس بات کا علم ہوا کہ گورو صاحب کا بہت سا نقصان ہو گیا ہے تو اس کو بہت افسوس ہوا اس نے ایک طرف تو گورو صاحب کو یہ لکھا کہ:۔

"مجھے اچھی طرح علم ہو گیا ہے کہ آپ اسی سچے گورو نانک کی گدی کے وارث اور سچے خدا پرست ہو. میرے عملے نے بت پرست پہاڑی راجوں کے کہنے پر آپ سے زور وظلم کا برتاؤ کیا ہے میں خود دہلی پہنچ کر ان کو سزا دوں گا۔ آپ بہت جلد میرے پاس آئیں"

(تواریخ گورو خالصہ صـ۱۳۶۶)

اسی طرح اس نے یہ بھی تحریر کیا کہ :-

" میں نے کل حاکمانِ پنجاب کے نام فرمان جاری کر دیئے ہیں۔ امید ہے کہ آئندہ آپ سے کوئی مقابلہ نہیں کرے گا "۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا) (تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۱۸۷)

اس کے ساتھ ہی اس نے یہ فرمان بھی جاری کر دیا تھا کہ :-

" ہند کے پیر جہاں چاہیں رہیں کیونکہ شاہ دہلی کو ان کے معصوم بچوں اور امت اور بے شمار دولت کے برباد ہونے کا افسوس ہے "۔

(رسالہ ایدیشیک جنوری ۱۹۳۴ء)

اس کے علاوہ صوبہ دار سرہند کو ایک چٹھی لکھی جس میں اس کو گورو صاحب کے خلاف لڑنے پر ڈانٹا ہے۔ جیسا کہ ایک ودوان صاحب لکھتے ہیں :-

" اس نے سرہند کے نواب کو ایک چٹھی لکھی جس میں اس کے مظالم پر ناراضی کا اظہار کیا اور اس کی زیادتی پر ڈانٹا اور تاکید کی کہ آئندہ گورو صاحب کو تنگ نہ کیا جائے "۔

(جیون کتھا صفحہ ۳۵۳)

گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ شہنشاہ اورنگ زیب نے صوبہ سرہند کی جواب طلبی کی جیسا کہ لکھا ہے کہ :-

" آپ نے نانک شاہ خدا پرست پیر کے گدی نشین پر پہاڑی بت پرست راجوں کے کہنے پر دھوکہ کے ساتھ مجھ سے حکم لے کر فوج کشی نہیں کرنی تھی کیونکہ جب اس نے شاہی نقصان کوئی نہیں کیا تھا

تو آپ نے ناحق کروڑوں روپوں اور ہزاروں شاہی آدم کیوں
مروا دیئے یہ بہت بُرا کام کیا ہے تم نے کون سا دیش اور خزانہ حاصل
کرنا تھا۔ اس کا جواب ایمانداری سے دو اور آئندہ اس پیر کی طرف
گہری نگاہ سے نہ دیکھنا۔ جہاں پر اس کا دل چاہے وہ رہے۔"
(تواریخ گورو خالصہ ص۱۳۶۶)

شہنشاہ اورنگ زیب کی یہ جواب طلبی بتاتی ہے کہ پہاڑی راجاؤں کے
ساتھ گورو صاحب کا مذہبی اختلاف تھا اور یہی لڑائی کی وجہ تھی۔ لیکن پہاڑی
راجاؤں نے اس مذہبی لڑائی کو سیاسی اختلاف بتا کر اور حکومت کو دھوکہ دے کر
فوجی امداد حاصل کی تھی۔

گورو گوبند سنگھ صاحب نے اس وقت شہنشاہ کے نام ظفر نامہ لکھ کر اپنی
پوزیشن اور بھی صاف کر دی تھی۔ اس ظفر نامے کے جواب میں ہی بادشاہ نے یہ
لکھا تھا کہ آپ مجھے ملیں۔ آپ کے ساتھ جو ظلم کئے گئے ہیں۔ ان کے بدلے میں ملزموں
کے لئے سزا تجویز کرو۔ (دسان گوروان داسنکھیپ جیون چرتر ص۵۶)

ایک اور سکھ ودوان لکھتے ہیں کہ ظفر نامہ کے جواب میں بادشاہ نے دہلی
کے فیروز کے نام وہ فرمان جاری کیا تھا کہ :۔

"گورو صاحب کو تنگ نہ کیا جائے اور اُن کو دکن آنے کے لئے
کہا جائے۔" (گورمت لیکچر ص۴۰۶)

بابو تیجا سنگھ صاحب سیوک پنچ خالصہ دیوان کی طرف سے شائع شدہ ظفر
نامہ ٹیک میں یہ تحریر ہے کہ :۔

"مورخوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس ظفرنامہ کے پڑھنے کے بعد بادشاہ نے . . . . پنجاب کے سب حاکموں کی طرف شاہی فرمان جاری کئے کہ آئندہ گورو گوبند سنگھ صاحب پر چڑھائی نہ کی جائے اور گورو صاحب کے پاس بھی شاہی مراسلہ بھیجا جس میں لکھا کہ آپ جہاں چاہیں رہیں۔ ان حاکموں کو مناسب سزا دی جائے گی، جنھوں نے میرے عہدنامے کو توڑ کر آپ پر حملہ کیا ہے"

(ظفرنامہ سٹیک صہ ۱۲۰)

بھائی سنتوکھ سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ جب یہ ظفرنامہ گورو گوبند سنگھ نے اپنے پیارے بھائی دیا سنگھ کے ہاتھ اورنگ زیب کی طرف روانہ کیا تو اس نے اس کو لے کر کہا کہ :-

بہور نورنگ باک سناوا میرو لکھو براوری دعویٰ

(گور پرتاپ سورج گرنتھ این ۱ آنسو ۳۱)

یعنی اورنگ زیب نے یہ کہا کہ میرا گورو صاحب کے ساتھ بھائی کا سا تعلق ہے۔ یہ تعلق یہی تھا کہ گورو صاحب بھی بت شکن تھے اور اورنگ زیب بھی بت شکن تھا یعنی بت پرستی کی مخالفت کے لحاظ سے دونو آپس میں بھائی تھے۔

گورو گوبند سنگھ صاحب اور بہادر شاہ

شہنشاہ اورنگ زیب کی وفات کے بعد بہادر شاہ دہلی کے تخت پر بیٹھا۔

اس نے تخت حاصل کرنے کے لئے گورو گوبند سنگھ صاحب کی مدد حاصل کی۔ وہ لوگ جو گورو صاحب کو حکومت کا دشمن کہتے ہیں غور کریں کہ اگر سچ مچ ہی گورو صاحب اسلامی حکومت کے دشمن ہوتے تو پھر وہ بہادر شاہ کی امداد کر کے اُسے دہلی کے تخت پر نہ بٹھاتے۔ گیانی گیان سنگھ صاحب تو یہ بھی لکھتے ہیں کہ بہادر شاہ کا خطاب گورو صاحب نے ہی دیا تھا۔ (گورو دھام سنگرہ صفحہ ۲۶۸)

گیانی صاحب نے اس کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ جب گورو صاحب کو اس کا پتہ چلا کہ اورنگ زیب کا چھوٹا بیٹا دہلی کا تخت حاصل کرنے کے لئے آرہا ہے تو آپ نے یہ کہا کہ :-

"تخت تو اورنگ زیب کے بڑے بیٹے کا حق ہے اعظم شاہ کو تو اس کی موت لا رہی ہے" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۳۸۲)

سکھ اتہاس بتاتے ہیں کہ اورنگ زیب کے بیٹے معظم نے جب یہ دیکھا کہ اعظم دہلی کا تخت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو اس نے بھی اس کے مقابلہ کی تیاری شروع کر دی۔ اس نے اپنی طاقت کی کمزوری کا اندازہ کر کے سکھوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے منشی نند لال اور حاکم رائے کو گورو صاحب کی طرف بھیجا۔ گورو صاحب نے اس کی مدد کرنا منظور کر لیا اور پچیس سکھ اس وقت ان کے ساتھ بھیج دیئے اور خود اپنے ساتھ مزید بہادروں کو لے کر جلد آنے کا وعدہ کیا۔ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ بہادر شاہ نے ان ۲۵ سکھوں کا روزانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔ جیسا کہ لکھا ہے :-

"سکھوں کو دیکھ کر بہادر شاہ بہت خوش ہوا اور دو روپیہ روز سوار

اور پانچ روپیہ سردار کا روزینہ مقرر کر کے اپنے پاس رہنے کا حکم دیا۔" (تواریخ گورو خالصہ ص۱۳۸۶)

اس کے بعد بھی جتنے سکھ بہادر شاہ کے پاس آتے رہے وہ ان کا روزینہ مقرر کرتا رہا۔ جب بہادر شاہ نے فتح حاصل کر لی تو اس نے اپنی تاجپوشی کی رسم ادا کرنے کے وقت بھائی نند لال اور اپنے ماموں ایمان بیگ کو گورو صاحب کی خدمت میں بھیجا اور سکھوں کی فوجی امداد کا شکریہ ادا کیا اور روزینہ وغیرہ بھی دیا اس کے بعد۔

"گورو صاحب سے وعدہ لے کر بہادر شاہ نے واپس آ کر سوا لاکھ روپیہ کی مہریں خالصہ جی کو خرچ انعام اور ایک پالکی ہاتھی گورو صاحب کے لئے بھیجا اور دہلی کی طرف چڑھائی کر دی۔"

(تواریخ گورو خالصہ ص۱۳۹۲)

بعد ازاں بھی بہادر شاہ وقتاً فوقتاً گورو صاحب کی خدمت کرتا رہا۔ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ بہادر شاہ نے پانچ لاکھ روپیہ نقد اور کچھ مہریں ان سکھوں کے انعام وغیرہ کے لئے عطا کیں جو جنگ میں لڑنے کے لئے گورو صاحب نے ماجھے اور مالوے سے بلائے تھے۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ کے زیور۔ سونے اور چاندی کے برتن۔ ریشمی کپڑے ماتا سندری جی کے لئے بھجوائے۔ اس کے ساتھ ہی لنگر کے لئے سوا سو کی رسد اور پچاس گھوڑوں کے لئے روزانہ دانہ اور بارہ ہزار روپیہ سالانہ مقرر کر دیا۔

(تواریخ گورو خالصہ ص۱۳۹۹)

اس کے بعد بھی بہادر شاہ کی طرف سے باقاعدہ روزینہ ملتا رہا۔ (تواریخ گورو

خالصہ صد ۱۴۰۲) ایک دفعہ پھر بہادر شاہ نے نہایت قیمتی اشیاء گورو صاحب کی نذر کیں۔ جیسا کہ لکھا ہے :-

"بہادر شاہ نے جگا۔ کلغی۔ سرپنچ۔ موتی مالا۔ تلوار۔ ڈھال۔ کمان۔ خلعت۔ سوا لاکھ کا سامان گورو صاحب کے سامنے پیش کر کے عرض کیا کہ آپ مجھ پر ہمیشہ مہربانی کرتے رہیں۔"

(تواریخ گورو خالصہ صد ۱۴۰۳)

ایک سکھ مورخ تو یہ بھی بتاتا ہے کہ کئی لوگوں نے فرضی طور پر گورو صاحب کے نام سے فائدہ اُٹھا کر جاگیریں حاصل کر لی تھیں۔ جیسا کہ سوڈھی ابھے سنگھ نے جو گورو صاحب سے الگ ہو کر بھاگ گیا تھا۔ یہ دیکھ کر کہ بہادر شاہ کے ساتھ گورو صاحب کے دوستانہ تعلقات ہیں دہلی جا کر اپنے آپ کو گورو صاحب کی اولاد ظاہر کر کے جاگیر حاصل کر لی۔ (تواریخ گورو خالصہ صد ۱۳۹۶)

سکھ تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بہادر شاہ گورو صاحب کو ساتھ لے کر حیدر آباد جا رہا تھا تو راستے میں مسلمان سپاہیوں کا سکھ سپاہیوں سے جھگڑا ہو گیا۔ دونو طرف سے کئی آدمی مارے گئے۔ گورو صاحب کا ایک خاص سکھ بھائی مان سنگھ بھی مارا گیا۔ بہادر شاہ کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے بھائی مان سنگھ کا قاتل اور دوسو کے قریب سپاہی پکڑ کر گورو صاحب کے حوالے کر دیئے۔ گورو صاحب نے بادشاہ کا یہ اعلیٰ برتاؤ دیکھ کر ان سب کو معاف کر دیا۔

(دیگ تیغ دا مالک صد ۵۸۹)

ایک دفعہ پھر مسلمان سپاہی اور سکھ سپاہیوں کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ اس پر بھی

بہادر شاہ نے مسلمان سپاہیوں کو سزا دیکر معاملہ نپٹا دیا۔

(تواریخ گورو خالصہ صٓ ۱۴۱۷)

سکھ تواریخ بتاتی ہے کہ جب گورو صاحب بہادر شاہ کے ساتھ دکن کی طرف جا رہے تھے تو راستہ میں برھان پور کی سنگت نے آپ کو کچھ دنوں کے لئے روک لیا۔ بادشاہ نے آدمی بھیجکر آپ کو بلا لیا۔ اور مہروں کی ایک تھیلی آپ کو نذر کی۔ گورو صاحب نے کہا کہ ہم کو برھان پور کی سنگت نے روک لیا تھا۔ اب آپ کی محبت نے ہم کو کھینچ لیا ہے (تواریخ گورو خالصہ صٓ ۱۴۲۰) نیز سردار گنڈا سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ بہادر شاہ نے اپنی حکومت کے ابتدائی ایّام میں وزیر خاں کے نام یہ فرمان جاری کیا تھا کہ گورو صاحب کو تین سو روپیہ روزینہ دیا جائے۔

(سکھ اتہاس بارے صٓ ۵)

گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ بہادر شاہ احمد نگر سے گولکنڈے کی طرف جاتا ہوا گورو صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے ایک نہایت قیمتی ہیرا گورو صاحب کی نذر کیا۔ (تواریخ گورو خالصہ صٓ ۱۴۳۰)

اسی طرح یہ بھی لکھا ہے کہ بہادر شاہ نے ایک بہت قیمتی ہیرا گورو صاحب کی نذر کیا لیکن آپ نے اسے دریا میں پھینک دیا۔ بہادر شاہ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی گورو صاحب نے بہادر شاہ کو کہا کہ ہم اس ہیرے کو اپنے خزانے میں رکھ سکتے تھے لیکن اس جگہ پھینک دینے سے اس جگہ کا نام ہیرا گھاٹ ہمیشہ کے لئے مشہور ہوگا۔ سو اس کا نام اب تک ہیرا گھاٹ ہی ہے۔ (تواریخ گورو خالصہ صٓ ۱۹۶)

بہادر شاہ نے گورو صاحب کی ایک تصویر بھی تیار کروائی تھی (جیون سندیش

(اتہاس نمبر ۱۹۵۱ء ص ۱۳۱)

سکھ تواریخ نے یہ بھی بتایا ہے کہ بہادر شاہ نے ایک تلوار بھی گورو صاحب کو نذر کی تھی۔ یہ تلوار حضرت امام حسین علیہ السلام کی یادگار تھی۔ یہ تلوار اب تک سری کیس گڑھ آنند پور میں موجود ہے۔ (گور دوارے درشن ص ۶۰)

سردار کاہن سنگھ صاحب کے بیان کے مطابق اس کے ایک طرف یہ عبارت ہے کہ :-

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ لا الٰہ الا اللہ

محمد رسول اللہ

محیط علم راکند مہر امیر المومنین حیدر

امام الجن والانس وصی المصطفیٰ حقا

دوسری طرف یہ عبارت مرقوم ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحفہ است علی فاطمہ حسین وحسن

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

(مہاں کوش ص ۳۰۱)

ایک اور ودوان لکھتے ہیں کہ :-

"بہادر شاہ نے دسم بادشاہ کو حضرت علی کی وہ تلوار بطور تحفہ نذر دی جو وہ جنگوں میں استعمال کرتے رہے۔ جو آج کل آنند پور صاحب میں موجود ہے۔" (سنت سپاہی اگست ۱۹۵۱ء)

ایک سچے مسلمان کے نزدیک حضرت علی یا حضرت امام حسین کی تلوار بہت زیادہ قابل قدر اور پیاری ہے لیکن سکھ مورخوں کے بیان کے مطابق بہادر شاہ کو گورو صاحب کے ساتھ اس قدر محبت تھی کہ اس نے یہ تلوار گورو صاحب کی نذر کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔

تاریخ سے اس امر کا بھی پتہ لگتا ہے کہ بہادر شاہ نے اپنی حکومت کے شروع میں وزیر خاں کے نام یہ فرمان جاری کیا تھا کہ وہ گورو جی کو تین سو روپیہ روز دیا کرے۔

(سکھ اتہاس بارے صفہ ۵)

مورخ یہ بھی بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ بہادر شاہ اور گورو گوبند سنگھ صاحب کی ملاقات آگرہ کے قریب ہوئی۔ گورو صاحب بہادر شاہ کی رضامندی سے مسلح ہی اس سے ملے اور ایک سو مہریں بادشاہ کو دیں۔ بادشاہ نے ساٹھ ہزار روپیہ کا قیمتی خلعت اور قیمتی اشیاء گورو صاحب کی نذر کیں۔ اس کی تائید گورو صاحب کے ایک حکم نامہ سے بھی ہو جاتی ہے۔ (اخبار شیر پنجاب ۱۳ راپریل سنہ ۱۹۵۴ء) پٹنہ کے نواب کریم بخش اور رحیم بخش کے نذر کئے ہوئے دو باغ اور ایک گاؤں آج تک وہاں کے گوردوارے کے ساتھ جاگیر چلے آتے ہیں۔ (جیون کتھا صفہ ۳۵)

اس کے علاوہ سکھ لٹریچر میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ بادشاہ نے نہ صرف یہ کہ اپنی طرف سے ہی گورو صاحب کو نذر انے دیئے بلکہ جب بہادر شاہ گورو صاحب کو اپنے ساتھ لے کر دکن کی طرف جا رہا تھا تو راستہ میں راجپوتانہ کے راجہ بادشاہ کے لئے نذر لے کر آتے رہے۔ جب کوئی راجہ بادشاہ سے ملاقات کرتا تھا وہ اس سے گورو صاحب کو بھی نذرانہ دلاتا تھا۔ (تواریخ گورو خالصہ صفہ ۱۲۵)

بلکہ گیانی صاحب نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ بہادر شاہ گورو صاحب کو پہلے نذرانہ دلاتا تھا اور خود بعد میں لیتا تھا۔ (گورودھام سنگرہ صہ ۲۶۹)

اسی طرح ایک اور جگہ یہ لکھا ہے کہ بہادر شاہ نے اجمیر پہنچکر ایک بڑا دربار لگایا اور اس میں بھی اس نے گورو صاحب کو راجوں مہاراجوں سے نذریں دلوائیں۔

(تواریخ گورو خالصہ صہ ۴۱۶)

متھرا کے نواب نے بھی ایک باغ گورو گوبند سنگھ صاحب کی نذر کیا تھا۔ یہ باغ آج کل نذر باغ کے نام سے مشہور ہے۔

(گورودھام سنگرہ صہ ۲۱۰)

اتہاس یہ بھی بتاتا ہے کہ جہاں مسلمان حاکموں نے گورو گوبند سنگھ صاحب کو خود نذریں دیں اور دوسروں سے دلوائیں وہاں گورو صاحب بھی موقعہ آنے پر مسلمانوں کو تحفے دیتے رہے۔

سردار گنڈا سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے ایک تلوار مالیر کوٹلہ کے نواب شیر خاں کو پیغام محبت کے طور پر دی تھی۔ یہ تلوار ابھی تک نواب صاحب کے گھرانے میں چلی آ رہی ہے۔ اس کے ایک طرف کھدا ہوا ہے۔

ایک اونکار

سری گورو گوبند سنگھ کی طرف سے نواب شیر خاں مالیر کوٹلہ کو پریم

کا پیغام داۓ کوٹ

اور دوسری طرف سمت ۱۷۶۲ بکرمی لکھا ہے۔

(اتہاسک یادگاراں صہ ۳۰ وجیون سندیش اتہاسک نمبر ۱۹۵۱ء صہ ۵۵)

سردار بہادر بھائی کاہن سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ گورو صاحب نے سید بدھو شاہ[1] کو جن کا اصلی نام بدرالدین تھا بھنگانی کی لڑائی میں گورو صاحب کی طرف سے لڑنے پر اپنی دستار کنگھی سمیت جس میں بال اور چھوٹی کرپان اور ایک حکمنامہ تھا دیا۔ (مہان کوش صفحہ ۲۶۴۱)

غنی خاں اور نبی خاں جنہوں نے ماچھی واڑے کے جنگل میں سے گزرنے کے وقت گورو صاحب کی خدمت کی تھی ان کو حکمنامہ دیا گیا جیسا کہ لکھا ہے کہ:-

"غنی خاں ..... جو نبی خاں کا بڑا بھائی تھا یہ دونوں بھائی گورو صاحب کے پاس کچھ عرصہ ملازم رہے تھے جبکہ گورو صاحب ماچھی واڑے آئے تب یہ محبت اور پریم کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گورو صاحب کا پلنگ اٹھا کر موضع ہیہر تک ساتھ رہے گورو صاحب نے اس جگہ ان کو واپس کرتے وقت حکمنامہ عطا کیا جس میں لکھا ہے کہ غنی خاں اور نبی خاں مجھ کو بیٹوں سے زیادہ پیارے ہیں" (مہان کوش صفحہ ۱۱۸۴)

گورو گوبند سنگھ صاحب اپنے پاس ہمیشہ ایک باز رکھا کرتے تھے۔ اس لئے آپ کو بازوں والا گورو بھی کہتے ہیں۔ یہ باز آپ کو نواب کریم بخش اور رحیم بخش نے بطور نذر دیا تھا۔ (گوردھام سنگرہ صفحہ ۲۰۰)

---

[1] تواریخ بتاتی ہے کہ بدھو شاہ کو سردار عثمان خاں نے گورو گوبند سنگھ صاحب کو مدد دینے کے جرم میں قتل کروا دیا تھا۔ بہادر شاہ نے عثمان خاں کو ۱۷۰۶ء میں بدھو شاہ کے قتل کے بدلے پھانسی دیا تھا۔

(مہان کوش صفحہ ۲۶۴۱)

گورو صاحب نے رائے کلہ نامی ایک مسلمان رئیس کو ایک تلوار دی (گوربنساولی صفحہ ۱۳۷) ایک دوست لکھتے ہیں کہ گورو صاحب نے رائے کلہ کو تلوار کے علاوہ ایک گنگا ساگر اور ایک ریل لکڑی کی بھی دی تھی۔ (گورو دھام دیدار صفحہ ۲۸)

اسی طرح گورو صاحب نے بلونت خاں کو ایک تلوار اور ایک ڈھال عطا کی تھی (گورو دھام سنگرہ صفحہ ۲۱۸) اور ایک حکم نامہ بھی دیا تھا۔ (گورو دھام سنگرہ صفحہ ۲۳)

تواریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ جب گورو گوبند صاحب کی وفات ہوئی۔ تو بہادر شاہ کے پاس گورو صاحب کی جائداد کے متعلق فیصلہ کرنے کی رپورٹ کی گئی اس وقت کے رواج کے مطابق آپ کی ساری جائداد حکومت کے خزانہ میں جانی چاہیئے تھی لیکن بہادر شاہ نے اس کا جو فیصلہ کیا وہ محبت سے بھرا ہوا ہے جیسا کہ لکھا ہے :-

"۹ رمضان سن ۲ (۱۱ دسمبر ۱۷۰۸ء) بعرض رسید کہ اموال گورو گوبند سنگھ متوفی بسیار است در باب ضبط آں ہرچہ امر؟
حکم شد کہ ازیں اموال خانائے بادشاہاں معمور نمی شود مالِ درویشاں است مزاحم نہ شوند"

(ماخذ تاریخ سکھاں صفحہ ۸۳)

یعنی ۱۱ دسمبر ۱۷۰۸ء کو بہادر شاہ کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی گئی کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کی وفات ہوگئی ہے اور ان کی بہت سی جائداد اور سامان ہے اس کے بارے میں حکم دیا جائے کہ اس کو ضبط کر کے شاہی

خزانہ میں جمع کر لیا جائے لیکن بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ ہم کو درویشوں کی دولت کی ضرورت نہیں۔ ہم اس میں کسی قسم کا دخل دینا نہیں چاہتے۔

بہادر شاہ کا یہ خیال کس قدر محبت اور عزت سے بھرا ہوا ہے۔

اسی طرح یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ بہادر شاہ نے گورو گوبند صاحب کے وارثوں کو ماتمی خلعت بھی دیا۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان کا قول ہے :-

"۲۶ ر شعبان سن ۲ بہادر شاہی مطابق ۳۰ ر اکتوبر ۱۷۰۸ء کی شاہی دربار کی خبر میں لکھا ہے کہ بادشاہ کی طرف سے حکم ہوا کہ گورو گوبند راؤ نانک پنتھی کے بیٹے کو باپ کی موت کے غم کی خلعت دی جائے۔"

(امر نامہ ص۱۱)

شاہی دربار کی جس خبر کا مندرجہ بالا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہے :-

"۲۶ ر شعبان سن ۲ (۳۰ ر اکتوبر ۱۷۰۸ء) حکم شد کہ پسر گورو گوبند راؤ نانک پنتھی خلعت ماتمی پدر بہ دہند۔"

(ماخذ تاریخ سکھاں ص۸۳)

یہ خلعت گورو صاحب سے متبنیٰ (لے پالک) بیٹے کو دیا گیا تھا۔ گورو صاحب کے اپنے بیٹے تو سکھ مورخوں کے قول کے مطابق پہلے ہی فوت ہو چکے تھے جیسا کہ ایک ودوان نے لکھا ہے :-

"اس وقت گورو گوبند سنگھ صاحب کی وفات کو صرف ۲۴ دن ہی ہوئے تھے اور یہ بات عام تھی کہ گورو صاحب کے چاروں بیٹے شہید

ہو چکے ہیں لیکن پھر بھی ماتا سندری کے لے پالک بیٹے کو گورو گوبند سنگھ
صاحب کے فرزند کی حیثیت میں خلعت دی جاتی ہے۔"

(امر نامہ صـ۱۱)

اس کے علاوہ گورو صاحب کے بعد ان کے نام پر قائم کئے گئے گوردواروں
کے ساتھ بھی مسلمانوں نے جاگیریں لگائی ہیں. جیسا کہ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں
کہ نواب آف رانیاں نے آٹھ گاؤں کی جاگیر تلونڈی صابو کے گوردوارے کے
ساتھ لگائی تھی۔

(گوردھام سنگرہ صـ۲۶۰)

لکھنؤ میں سبزی منڈی کے قریب بھگت بھگوان کی سنگت میں گورو صاحب
نے قیام کیا۔ نواب صاحب کی طرف سے پانچ سو روپیہ کی جاگیر ہے۔

(گوردھام سنگرہ صـ۲۱)

نظام حیدر آباد کی طرف سے ابچل نگر حضور صاحب (ناندیڑ) کے
گوردوارہ کے ساتھ پانچ گاؤں کی جاگیر ہے۔ اس کی آمدن اٹھارہ ہزار روپیہ
سالانہ ہے۔

(گورپرتاپ سورج گرنتھ ان ۲ آنسو ۲۵ حاشیہ)

کئی مورخوں نے اس جاگیر کی آمدن بارہ و چودہ ہزار بیان کی ہے۔

(تواریخ گوروخالصہ صـ۱۴۵)

لیکن کئی اس کی آمدن بیس ہزار سالانہ بتاتے ہیں۔

(امرت جولائی ۱۹۳۵ء)

گیانی ٹھاکر سنگھ صاحب نے اس جاگیر کی آمدن ۲۲ ہزار بتائی ہے (گوردوارے درشن ص۹۰) تخت سری پٹنہ صاحب گورو گوبند سنگھ صاحب کا جنم استھان ہونے کے باعث سکھوں میں بہت مقدس ہے۔ ۱۹۳۵ء میں اس کو دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ ہماری جماعت احمدیہ نے اس گوردوارے کے لئے پانچ سو روپیہ دیا۔ یہ روپے کرنل رگھبیر سنگھ صاحب سکریٹری گوردوارہ کمیٹی تخت سری پٹنہ صاحب کے ساتھ ملاقات کر کے دیئے گئے تھے اس وقت سارے بھارتی اخباروں نے ہماری سیوا کی بہت تعریف کی اور سکھ مسلم اتحاد کی ایک عمدہ مثال قرار دی گئی۔

(اخبار شیر پنجاب ۳ر مارچ ۱۹۳۵ء)

یہ بتایا جا چکا ہے کہ اس سے قبل ہماری جماعت نے گوردوارہ سری پنجہ صاحب حسن ابدال کی سیوا کے لئے مبلغ پانچ صد روپیہ دیا تھا۔

(اخبار شیر پنجاب ۳ر مارچ ۱۹۳۵ء)

الغرض یہ جاگیریں بتاتی ہیں کہ مسلمان بادشاہوں اور حاکموں نے گورو گوبند سنگھ صاحب کے نام پر قائم شدہ گوردواروں کے ساتھ بھی احترام اور محبت کا اظہار کیا تھا۔

سکھ لٹریچر اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ جہاں مسلمانوں نے سکھ دھرم استھانوں کے ساتھ محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے اور ان کی سیوا کے لئے جاگیریں اور زمین نذر کی ہیں وہاں سکھ دوستوں نے بھی مسلمانوں کے دھرم استھانوں کی تن اور من سے سیوا کی ہے۔ یہ ہم بتا چکے ہیں کہ گورو ہرگوبند صاحب نے کرتار پور اور ہرگوبند پور کے علاوہ امرتسر وغیرہ مقامات میں اپنے خرچ پر مسلمانوں کے لئے مسجدیں

بنوا دی تھیں۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی سکھ بزرگوں نے مسجدیں بنوائی تھیں۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کا مسلمانوں کے لئے کئی جگہ مسجدیں بنوا کر دینا ایک تاریخی واقعہ ہے (گوردوارہ شہید گنج وا اتہاس ص ۹۳) اسی طرح بھائی بہادر سنگھ صاحب نے راجے کی ڈھوک (راولپنڈی) میں اپنی کمر پر پتھر اٹھا کر مسلمانوں کے لئے مسجد بنا دی (رسالہ پھلواڑی اتہاس نمبر ص ۳۴۵) سردار بہادر موہن سنگھ صاحب اور سردار بہادر بوٹا سنگھ صاحب نے بھی مسلمانوں کے لئے مسجد بنوائی۔ (اتہاس گوردوارہ شہید گنج ص ۹۳) کپورتھلہ میں مہاراجہ سردار جگت جیت سنگھ صاحب والئی ریاست کی طرف سے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے ایک بڑی خوبصورت مسجد بنوائی گئی (اتہاس گوردوارہ شہید گنج ص ۹۳)

امرتسر کٹڑہ رام گڑھیاں میں ایک مسجد دھنا سنگھ کی مسجد کے نام سے مشہور تھی۔ یہ سردار دھنا سنگھ نے بنوائی تھی۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی جگہوں پر سکھوں نے مسجدوں کی سیوا کی اور مسجدوں کے لئے زمینیں بھی دیں۔

(اتہاس گوردوارہ شہید گنج ص ۹۳ و ص ۹۴)

آخری گزارش

آخر میں ہم پھر یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارے خیال میں ہمارے دیش کی ترقی اور سربلندی سارے بھارتیوں کے باہمی پریم اور محبت پر مبنی ہے۔ یہی

طریق ہے جس سے آزاد ملک کی حکومت کو جملہ اقوام کا تعاون حاصل ہو سکتا ہے اور ہمارے افسران تعمیری پروگرام اور پلانوں پر عمل کر سکتے ہیں۔ باہمی اتحاد و اتفاق سے خدا کی رضا بھی حاصل ہوتی ہے اور انسانوں پر اس کی رحمت اور فضل نازل ہوتے ہیں۔ باہمی محبت اور اتحاد کو پیدا کرنے کے لئے جماعت احمدیہ نے کئی کتابیں اور رسالے لکھے ہیں اور بعض دیگر طریق اختیار کئے ہیں۔ کتاب "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ دعا ہے کہ ہمارے ملک کی سب قومیں اور مذاہب اتحاد و محبت اور رواداری سے رہیں اور ہر قسم کے فتنہ و فساد سے بچتے ہوئے قومی لیڈروں کا ملک کی ترقی میں ہاتھ بٹائیں اور ہمارا آزاد بھارت دنیا کے بڑے بڑے ملکوں میں اعلیٰ نمونے پیش کرنے کے قابل ہو سکے۔

ملک و قوم کا خیر اندیش

مرزا وسیم احمد

ناظر دعوۃ و تبلیغ جماعت احمدیہ

قادیان

مورخہ یکم فروری ۱۹۵۸ء

ضروری اِطّلاع

اُن سب دوستوں کی خدمت میں جن کو اس کتاب کے پڑھنے کا موقع ملا ہے یہ عرض ہے کہ اگر وہ احمدیہ جماعت اور اسلام کے متعلق ضروری باتوں کو جاننے کے لئے مزید لٹریچر پڑھنا چاہتے ہوں تو مندرجہ ذیل پتہ پر چٹھی لکھیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ سلسلہ احمدیہ
قادیان (بھارت)

(محبوب المطابع برقی پریس دہلی)